

علیک الصلوٰۃ اے نبی البورا
مین و دست و دامن آل رسول

کرون عرض یون ہاتھ اپنی اٹھا
اگر دعو تم رد کنی ورنہ قبول

ظاہر ہو چسپو کہ اگرچہ واقعات کرامات اور خوارق عادات اور دوسرے حالات بہت
آیات خدیوہ پہنچائے اصفا عظیم سہر حلقہ نقیہ اے جمہور نام سلطان الواصلین
امام المقبرین جبرہ نمائے پردگیان خلوت کدہ ملکوت پردہ کشائے عصمتیان کلمہ
جبروت قطب الکونین غوث الدارین فارس مضار و احدیت شہسوار میدان آفتاب
ساقی سرستان خجائے است ساغر بخش جبرۃ کشان معرفت مست خلاصہ احفاد
بنو یہ صاحب جذبات الہیہ اویسی علی مرغی محبوب جل و علا حضرت امیر الوفا
اکبر ابادی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الغریب کے اکثر کتابوں میں مثل افکار الاحرار اور
حجۃ العارفین اور کیفیت العارفین اور نسبت العاشقین وغیرہ کی بصراحت تمام کیے
ہیں لیکن از انجا کہ وہ سب کتابیں زبان فارسی میں ہیں پس بیچارے وہ لوگ

اور نکالے بیٹے ایسا اس مرحلت کے اس ارشاد کو بدست

اور نشاۃ میں اور وسیلہ اپنی مغفرت اور نجات کا سمجھ کر قبول کیا ہر حدیث و
تقریبات و کرامات اور واقعات و خوارق عادات اس ہر درخشاں سید مغفرت
اور بدنامان فلک ولایت کا ایک دریاے زحار ناپید کنار ہے تحریر کے کورہ
میں کب آسکتا ہے اور تقریر کے پیالہ میں کیونکر سما سکتا ہے مگر کیے ازہر اور
انہ کے از سیار حضور اساطیر انحصار ہے ابو العلاء بیانیوں کی مسرت
حاضر اور نشاۃ قلب کے لئے اس رسالہ میں لکھتا ہوں جاننا چاہئے کہ
کانت روسیا نے اسید اپنی نجات کے نام اس رسالہ کا نجات قاسم کہا
اور پانچ قسموں پر اسکو تقسیم کیا پہلی قسمت میں حال فرخندہ اشتغال و لاد
باسادات اس دُر بکتاے صدف قطیعت اور لعل شب چراغ کا ولایت کا
شجرہ نسب نامہ آئیے لکھا گیا دوسری قسمت میں احوال ترک دنیا کا اور
حاصل ہوا بیضان ماطنی کار و عایت سے حضرت سید الابرار و امیہ اطہار
اور اولیا اکبار کے اور ذکر حصول شرف بیعت و خلافت کا حضور سے حضرت امیر

حضرت سید امیر غریب ربانج قدس الدہ سرہ

کے کہ فرار۔ ربانج قریب بسم مضاف دارالامان کرمان کے ہے تمام عالم
میں روشن تھے اونہیں سے ایک ماجرا یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کے
روضہ منورہ کے اندر جہولی قسم کھانی تھی فوراً ایٹ اور سکا پٹ گیا اور مر گیا
جب آج ملک اوس ملک کے لوگوں کو وہ عبرت ہو کہ کیا امکان ہے کہ ہاں
کوئی جہولہ قسم کھاوے۔

فائدہ علوم مقامات اور درجات حضرت سید امیر تقی الدین کرمانی قدس الدہ سرہ
کے بھی کچھ حد و نہایت نہیں ہے روایت ہے کہ سولہ برس کی عمر میں آپ اپنے
وطن مالون کرمان سے ہجرت کر کے ولایت ماورالنہر کو تشریف لگے اور مولانا
قطب الدین رازمی سے تحصیل علوم طاسریہ کی کر کے تھوڑے دنوں میں عالم
الدہ اور افضل العصر ہو گئے بعد اوسکے زمان قلیل میں افضل درجات و کمالات
نمائے باطنیہ کو فایز ہوئے چنانچہ سلسلہ ارادت آپکا بچند واسطہ حضرت شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین سہروردی قدس الدہ سرہ الغریب سے ملتا ہے کہتے ہیں کہ

سمت پہلی

سچ ذکر لادت ماسعدات حضرت محبوب جل و علا امیر الوعداقدس العزمی العزیز
 کے مع نسب نامہ جانتا چاہئے کہ وہ حور شہید درختاں سپہر ولایت اور بدر ثامان فلک
 کرامت از روئے نسب بدری کے حسینی سیدار از روئے نسب ماوری کے اسراوی
 خواجہ بین جیا نخبہ تحرد آمانی اوس عالی نسب اور الداحسب کا یہ ہے
 نسب نامہ آبائی حضرت محبوب جل و علا اویسی علی مرتضیٰ امیر الوعدا کبریا
 بیٹے امیر ابو الوہاب کے وہ بیٹے امیر عبد السلام کے وہ بیٹے امیر عبد الملک کے وہ بیٹے امیر
 عبد الباقی کے وہ بیٹے امیر تقی الدین کرمانی کے وہ بیٹے امیر شہناش الدین محمد کے
 وہ بیٹے امیر غلام الدین امر جاح کے وہ بیٹے امیر سید علی کے وہ بیٹے امیر بطاغم الدین
 کہ وہ بیٹے امیر سید شرف کے وہ بیٹے امیر غلام الدین کے وہ بیٹے امیر شرف الدین کے وہ بیٹے امیر سید محمد
 وہ بیٹے امیر سید کمال کے وہ بیٹے امیر سید بالشاہ کے وہ بیٹے امیر سید حسن کے وہ بیٹے امیر سید حسین کے وہ بیٹے

نسب نامہ: ماورسی خباب ولایت ماب حضرت امیر ابو العلاء اکبر ابادی قدس اللہ
 سرہ الغریزہ سبط یعنی نواسے حضرت خواجہ فیضی کے وہ بیٹی حضرت خواجہ ابو الفیض
 کے وہ بیٹی حضرت خواجہ محمد عبد اللہ کے وہ بیٹی حضرت غوث الابراہیم خواجہ عبد اللہ
 قدس اللہ اسرار ہم کے۔

فائدہ: کسی پشتون سے برابر بزرگوار حضرت محبوب جل و علا کے نواسے خواجگان احراری
 کے تھے یعنی والد بزرگوار آنحضرت کے حضرت امیر ابو الفانوا سے حضرت خواجہ ابو الفیض
 کے اور جدہ الاہبار آنحضرت کے حضرت امیر عبد السلام نواسے حضرت خواجہ محمد عبد اللہ
 ابن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ کے تھے پس وہ گل خندان
 گلستان حمید رکرا اور سرور چمان لبستان خواجہ احرار حسینی الاحراری ہیں۔
 فائدہ: جب امجد آئیے حضرت امیر عبد السلام قدس سرہ اپنے وطن مالوف خطہ سمرقند سے
 ہجرت کر کے منہ اہل و عیال ہندوستان میں تشریف لائے ہیں چنانچہ حب قصہ

بعد صبح کو تشریف کیے جسے ہمیں عذرہ ناجیہ ... عظمہ میں
 انتقال فرمایا اور والدہ مرگوا اور حضرت محبوب محل علاقے حضرت امیر الوالہ اللہ
 اللہ سرہ وہیں مقبور سکری می میں تشریف فرما ہے اور بعد چند روز کے وہیں دفن
 یا بی فیض مبارک آئی لوگ شہر دہلی کو لے گئے مزار تشریف آگیا دہلی میں قبر
 در سہ محل در و درہ کے پورا تھا مگر اب کوئی واقعہ ماتی رہا کہ نشان ایسے چھ
 کاتب نے بہت کچھ تجسس کیا مگر باریت نصیب نہ ہوئی الغرض جب وہ درہ شہر
 صدف ولایت یعنی حضرت امیر الوالہ اللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ بے در ہو گئے
 اور بس تشریف آگیا اور وقت میں بہت کم تھا کہ آپ کے ماما حضرت خواجہ بیاضی
 قدس سرہ نے آپ کو اپنی آغوش شفقت میں پرورش کیا اور تعلیم میں جمیع علوم
 و فنون کے اہتمام عظیم فرمایا اور انجانہ جناب قطبیت مآب سعید ازیلی اور مادر
 ولی تھوڑے دنوں میں علم و علوم میں وحید العصر اور سائنس میں مرید الدہر ہو گئے اور
 چونکہ حضرت خواجہ بیاضی قدس سرہ راجہ مال سنگہ کی طرف سے ناظم خطہ پر دواں کے
 تھے جناب محبوب محل و ملاسی اپنے ماما جان کے ساتھ ہیں پر دواں میں

را کرتے تھے اسے برادران ابو العلاء جمال باکمال تمنا سے مولا کا عہد کمال
 تھا جو کوئی آپکی زیارت کرنا شفیقہ جمال مبارک کا ہو جاتا تو دالا بلنہ رہتا مگر
 سراپا موزون اور خوشگات رنگت چہرہ سنورہ کی سرخ و سپید گلاب کے پہول
 کی سی تھی آنکھیں حضرت کی بڑی بڑی تھیں نہایت رسیلی گویا موتی کوئی
 ہر دے سے آواز نرم اور نہایت خوش الحان خوش تقریری اور شیریں بیانی
 کا آپکے یہ حال تھا کہ جس محفل میں آپ کچھ بیان فرماتے تھے تو یہ معلوم ہوتا
 تھا کہ ایک بلیل نیرد استان گلشن فصاحت و بلاغت میں چپک رہا ہے
 حاضران مجلس کا ناطقہ بند ہو جاتا تھا اور بلیل تصویر کی طرح ستیج اور بحین و حرکت
 ہو جاتے تھے اشعار

پیر ابو العلاء نام پر اسکے ہون فدا
 قطب میں نی ماں کو وہ مرشد مرشدان
 اختر برج مصطفیٰ کو ہر درج محبتی
 عکس رخ نبی کا ہی کہ مینہ وہ علی کا
 شیر خد کو دکا چین فرخت خاطرین
 سر چین علی کا ثانی وہ ہے جین کا
 گلبن باغ نقشبند خواجہ حسین کا
 راحت جان چشتیان پیشرو بشتیان
 فیض جواد کا عام ہر یکا ہی کا
 کہہ تو فقیر الغیث اکبر پیر الغیث

زبدہ خیل اتقیا قد وہ جملہ اولیا
 رہبر کاملان کو وہ عاشق صادق خدا
 چشم و چراغ و قضا شمع جمال حقیقا
 والی وہ ہر ولی کا ہی منظر خاص کبریا
 زین عبا کا نور عین عارف کا وہ مقتدا
 رافع ہے کبر و کید کا دافع درد اور بلا
 باعث فخر اہل ہند و مرجع شاہ گدا
 ہادی بہر نشیوان مرشد نا ابو العلاء
 وہ تو میر الام ہے راہ خدا کا رہنا
 سیر اسیر الغیث باکرنہ ہوں نہ تو

ان ہیروں میں در بدر امیر کا ہونا	نیم گنہا دوسری کر دیکھتے ارادہ دعا
قاسم رادہ ناتوان ننگ لہو العلاء لیا	حاکم تو جاوے کیاں آتا توہ کاٹو
تیرے فقیر کی دعا ہی صبح اور سنا	اپنے غلام کا سند احمی سے الو العلاء

قسمت دوسری

سچ احوال ترکہ نے دنیا کے اور حاصل ہوئے میضان باطنی کے آغوش کو روئے حاکم
سے حضرت سیدالاراد اور امیر اظہار اور الیا اکبر کے اور حاصل کرنا شروع کیا
اور خلافت کا حضرت امیر عبدالعزیز قدس اللہ سرہ العزیز سے۔

جانتا جاتے کہ جب حضرت خواجہ میمنی قدس سرہ کسی لڑائی میں شہید ہو گئے تب
راجہ مانگہ نے اوس عمدہ نظامت برردوان کی جناب حضرت امیر ابو العلاء
قدس سرہ کو مقرر کر کے سب سہ ہراری ات اور سہ ہراری سوار کا بادشاہ
کے حضور سے دلویا۔ آئیے پاس اسباب تحمل اور شوکت کا از قسم ہاتھی گھوڑے اور
اونٹ اور تہ وغیرہ سامان امرانی بہت کچھ تھا چنانچہ لقل لقل کر کے مد ترک دنیا
اور جلوہ افروزی مستند فقر و درستی کے ہی ایہ حال تھا کہ جت کسی آپ شکار
کو تشریف لیجاتے تو یہاں لیل نضر صرف مازدار ہر کاب فیض انساب کے ہوتی
تھی اور سامان کو اوسی پر قیاس کرنا چاہئے الغرض راجہ مانگہ ماوص
اپنے ایسے احتیام ظاہری کے کہ تمام قلم و بنگالہ کا مالک اور حاکم تھا حضرت کی
اس قدر تعظیم اور تکریم کرتا تھا کہ اپنی مجلس میں مسیح امرا ملکہ اپنے فرزندوں سے
ہی مال تر حکمہ آیکو تیتا تھا روایت ہے کہ اوہ زمین دیون میں ایک رات حضرت
عبدالصل و علانے تیس بزرگوں کو جواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اسے مسید

ابو العلاءؒ کیا وضع تھنے اختیار کی ہے بلکہ جو وضع ہماری ہے وہ اس پر کرنا
 چاہئے اور اگر کچھ فکر وجہ معاش کی ہو تو دیکھو حق تعالیٰ خود فرماتا ہے اَللّٰهُ
 تَوَكَّلْ عَلَيْهِمْ اَحْسِنُ اَلَّذِيْنَ اَسْكَىٰ مَعْنٰی كُوْنُوْا سَاجِدِيْنَ رَاۤءِیْنَ
 چاہئے بعد ازاں انہیں سے ایک بزرگ نے اُستزہ لیکر اپنے دست مبارک سے
 اب ولایت مآب کے سر کے بال تراش دے اور دوسرے بزرگ نے ایک
 قمیص پہنا دیا اور تیسرے بزرگ نے ایک عمامہ آپ کے سر پر رکھ دیا جو بہن حضرت
 بنو اب سیدار ہوئے تو دہلی میں ایک غور نش عظیم اور حالت قوی پانی بہر چند اس کو
 ضبط کر کے قلب سے ٹال دیا لیکن جیسے ہی یہ احوال ہوا کہ اس سیرور حجام
 بلو کے سر مبارک کے حجامت بنوائی اور ایک قمیص بطور سیراہن درزمی سے
 سلوا کر بہن بیٹھے یہ خبر راجہ مان سنگھ نے جو سنی تو کہہ کر اُٹے ہوئے آپ کے دولتانہ
 پر دوڑے چلے آئے اور ہر طرح سے تسلیان اور تشفیان دیکر کہنے لگے کہ اگر کچھ خیال
 اس کا ہے کہ اتنا اضافہ آپ کے منصب کا نہیں ہوا تو انشا اللہ بہت جلد اضافہ
 ہو جاوے گا آپ بہر صورت مطمئن خاطر رہیں آپ نے فرمایا کہ راجہ صاحب حاشا کہ جبکہ
 چہ خواہش اضافہ کی ہو مگر میں کیا کروں کہ اب دنیا کے کامو نہیں مطلق میراجی
 نہیں لگتا مجھ کو معاف رکھئے اور یہ خدمت نظامت کی کسی اور کو سیر دیجئے
 راجہ نے دیکھا کہ آپ کسی طرح راضی نہیں ہوتے تب یہ تقریر پیش کی کہ
 مجھ کو ایک ہم عظیم جنگ داود شاہ تخت نشین حاجی پور کی درپیش ہے معلوم
 ہوتا ہے کہ اوسے متحرکہ کے خوف سے آپ کا اندھے دے کر الگ ہوا چاہتے ہیں
 یہ فقرہ سنتے ہی حضرت کی رگ ہاشمی حرکت میں آئی اور کمال جلال سے چہرہ

سارک ٹھکرا ہو گیا لیکن لحاظ اس کے کہ راحہ مالک کی حضرت خواجہ فیضی کے درویشوں
 میں سے تھے جنہاں اور علی نزرگی کا کر کے اور تو کچھ کم کیا مگر یہ فرمایا کہ راحہ صاحب
 ایک قسم ہے اپنے پرورگار کی کہ اس حمارہ میں آپ مطلق حرکت کیجئے بلکہ اس
 قسم کہ چھپر پور دیکھتے ہیں دیکھتے کہ کون اپنے حمار کو حاک میں ملاتا ہے اور کون
 کا نہ ہے دیتا ہے کلام مختصر یہ ہے کہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ راحہ مالک کو کچھ ایسی
 ضرورت پیش آئی کہ اس لڑائی میں بذات خود او کو حمار کی حملت نہ ملی خواب
 کرامت ماس کو امیر لشکر کر کے روانہ کیا جینا سحر حب لشکر آجیا ستر عظیم آماد سے کہ اور تو
 میں منہ مستہ رہتا لگا گئے بار اور ترا تو دیا پور کے میدان میں داؤد شاہ کی فوج سے
 مقابلہ ہو کر جنگ عظیم واقع ہوئی حضرت سید رحق نے شمشیر عالم کرکشاں تاجت جیسی
 اور مہوہ و واقف خارجہ رسی دکھلا دیا کہ مات کی مات میں صف کی صف درسم درسم
 کر دی اور کتھون کے یستہ لگا دے یہاں تک کہ داؤد شاہ ماد شاہ عین صف جنگ پر
 مارے گئے اور ہمارے حضرت کی فتح ہوئی بعد نصرت اور قہر و زسی کے لشکر موت اثر
 حضرت کا معادوت کر کے حب ردہ ال میں ہو بخاں جناب قطبیت ماب ہر ایک
 شکوہ عالم خواب میں زیارت سے ایک ہر گوار عالم قدار کے مشرف ہوئے اور ان
 نزرگ کی خواب سے بھی یہی ارشاد ہوا کہ اے فرزند سب طریقہ اپنے امائی گرام
 اور احبہ و عظام کا اختیار کر دو واضح ہو کہ حضرت ولایت مرثیہ طاہرہ نہیں اسما
 مشہرہ کہ ادن برگوئے جسکی زیارت خواب اول و دوم میں حاصل ہوئی تھی بہت
 مامل اور احتیاط کرتے تھے ہر ایک کے روبرو بیان تھیں فرماتے تھے مگر اپنے حمار
 بزرگ حضرت امیر نور الدین سے سرور سے اللہ مستور حافر یا تاہم کہ بابا جان درویش

ثانی جن بزرگ کی زبارت نصیب ہوئی چہرہ مبارک اذکار انہوں
 نہ تھا بلکہ آفتاب زیادہ متعلیٰ اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا پس لاریب وہ حضرت
 سرور عالم سلی علیہ وآلہ وسلم تھے اور مرتبہ اول جن جن بزرگوں نے اپنی زیارت
 سے سرفراز فرمایا تھا انہیں سے جنہوں نے میرے سر کے بال تراش دے تھے
 وہ جدا مجد میر شیر پروردگار حضرت حیدر کرار علیہ التحیۃ والسلام تھے اور باقی دو صاحب
 حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین شہید کربلا علیہما السلام تھے ان دونوں
 صاحبزادوں میں سے ایک صاحبزادہ کی صورت مبارک سے تمہاری صورت
 بہت ملتی ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ وہی جناب سید الشہداء سلطان الاولیاء
 حضرت امام حسین علیہ السلام تھے کیونکہ تم حسین ہو تھے بعینہ اپنے جدا اعلیٰ کی
 شکل و شباهت پائی ہے الغرض بعد روایے دوم کے آپ کو کمال و استغنی دنیا
 سے ہوئی اور ارادہ مصمم کیا کہ اس عمدہ نظامت سے کنارہ کرنا چاہئے منور
 اسی تہیہ میں تھے کہ اوسی عرصہ میں مستقر خلافت اکبر آباد میں محمد اکبر بادشاہ نے
 اشغال کیا اور محمد نور الدین بہا نگیر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے حکم
 عام صادر کیا کہ جتنے امرا بادشاہی صوبجات میں چوٹے یا برے منصب پر ہوں
 ہیں سب حضور میں حاضر ہوں تاکہ اونکی رجاست ظاہر دیکھی جاوے اور اونکی
 لیاقت کا امتحان کیا جاوے چنانچہ اسی مضمون کا شقہ بادشاہی بنام نامی
 حضرت کے بھی بردوان میں پہنچا اپنے اس امر کو بہت غنیمت جانا کہ بھلا اسی فیہ
 سے بالفعل علیحدہ گی اس کو میرے نظامت سے تو حاصل ہوئی آئندہ جو کچھ
 ہونا ہے وہ پورے گا پس فوراً خیمہ و خرگاہ اپنا میدان میں استادہ کر دیا

اور بعد تیاری سیان سفر کے لئے سواریاں اور توابع و لواحق کے بطرف ستقر
 و اختلاف اکبر آباد کے کوچ فرمایا آتے آتے جب قصد منیر میں کہ ایک منزل پہنچا
 کو شہر عظیم آباد سے ہے لشکر فیروز اتر ہمارے امیر نے لشکر کا ہونجرات بٹھنے خدام
 نے بطور اخبار حضور میں الہام کیا کہ جناب عالی اس قصبہ میں ایک نزرگ
 مخدوم شاہ دولت اولاد امجاد سے حضرت مخدوم محی امیری قدس سرہ کے
 رُے عارف کامل شیخ وقت کہ ایک عالم اد کے مضامین صحبت سے فیضیاب ہوتا
 ہے تشریف رکھتے ہیں اس مقام پر پہلے تذکرہ ایک فقہ وے جو رہی لکھا جاتا
 ہے فقہ وے جوڑ کہ یہ تنگ خاندان کا تہ اس رسالہ کا سی اولادنا خلف سے
 انہیں حضرت مخدوم محی امیری قدس سرہ کے ہے۔ القصد حضرت محبوب حل
 و علا کو یہ احوال سنا کر مخدوم شاہ دولت قدس سرہ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا
 جہاں آج آپ او کی خانقاہ میں تشریف لگے جو ہیں مخدوم صاحب نے ہمارے حضرت
 کو دیکھا ماوجود دیکھ آیکے اسم سارک سے واقف نہ تھے مستمسک ہو کر فرمایا کہ آؤ شاہ
 اعلیٰ اور بعد معانقہ کے اپنے ہیلو میں بٹھایا اور کہا کہ شاہ اعلیٰ تھے خوب کیا ہونا
 کو جوڑ دیا دنیا محض جیسے ہے اور طالب اور کا گنا زمانہ سابق میں تو کچھ گوشہ کو
 او سیر تھا اب تو صرف سو کی ہڈی رہی ہے میر مخدوم صاحب کے اصرار سے حضرت
 نے کئی دن منیر میں مقام کیا تا قیام وہاں کے ہر روز آپس میں ملاقاتیں رہیں
 جناب سیادت آب دونوں وقت مخدوم صاحب کے ساتھ خاصہ یزت فرماتے
 تھے مخدوم صاحب اپنے دست سارک سے لقمہ آیکے وہن منیر میں رہتے
 حالت میں حضرت فرماتے ہیں کہ تھے لقمے مخدوم کے ہاتھ سے میرے حلق میں پورے

تھے وہ سب نعمت باطن کے لائق تھے اور گو کتنا ہی کہنا میں محدود ہے
 لہا جاتا تھا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تلک کچھ نہیں کہا یا ہے خواہش محدود
 میں یہ پائی جاتی تھی کہ میں اور میں کی خدمت میں رہ جاؤں اور میرا یہ
 ارادہ ہوتا تھا لیکن چونکہ تقدیر نے اور طرف رہبری کی آخر کار شاہ رضوان ^{سنگھ}
 سے رخصت ہو کر اکبر آباد کو روانہ ہوا جانا چاہئے کہ جب حضرت محبوب جل و
 اکبر آباد میں پہنچے اور جہاں گلی شاہ سے ملاقات ہوئی بادشاہ آپ کا حسن و جمال
 دیکھ کر شیفٹ ہو گیا اور جب حضرت کے کمالات علوم و فنون کے اوس پر ظاہر ہوئی
 نہایت راضی ہو کر اپنا مقرب خاص کیا یہاں تک کہ بلا قید کے پروانگی دی
 دیکھو پورہ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ ایک رات بادشاہ نے دیوان خاص
 کے صحن میں ایک پنجشاخہ روشن کروائے زمین میں گر دیا تھا اور اوس کے
 کی شاخ میں ایک نارنگی رکھ دی تھی اور خود بادشاہ اور کئی ہندو مائے خاص
 اوس کے تیر و کمان لیکر اوس نارنگی پر نشانہ لگاتے تھے دیر تک یہ مشغلہ رہا
 مگر کسی کا بھی تیر نشانہ نہ لگا سہیں بادشاہ کو کچھ خیال جو آگیا تو حکم
 نواب ابو العلاء خان کو بلواؤ چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور باہم بادشاہ اپنے
 ہی تیر لگائے پہلے نشانہ نے نواب خطا کیا لیکن دوسرے نشانہ میں نور شہ
 حیدر کرار سرور سنیہ صاحب ذوالفقار نے نارنگی کو صاف اور دیا حضرت
 اس نشانہ بازی اور سبکدستی پر بادشاہ لوٹ گیا اور سوت ساقی ہی
 کا صراحی شراب کی لئے حاضر تھا بادشاہ نے نہایت مسرت و بہت سے ایک
 جام شراب کا اپنے ہاتھ سے حضرت کو دیا آپ نے اوسکی نظر بجا کر شراب کو آستین

میں ڈال دیا اور عام ساقی کے ہوالہ کیا بادشاہ نے گوشہ چشم دیکھ لیا اور کہنے لگا
 کہا کہ یہ خود نمایاں محکوم نہ ہیں آتی ہیں نشہ شراب میں مدست تو ہو ہی
 رہا تھا سیر ایک پیالہ پر رکھے آگے دیا آئے یہی نہ میا اور بیلا سا عمل کیا تب تو
 بادشاہ نے نہایت ترس ہو کر کہا کہ تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے ہو یا
 کی اس گفتگو سے میرے امیر کو ہی حلال آگیا اور مر رہا کہ من غضب خدا اور
 رسول خدا سے البتہ دڑتا ہوں غضب سلطانی سے ہرگز نہیں دڑتا اور معرفت
 ایک حالت عظیم حضرت پر وارد ہوئی اور فرہ کیا ساتھ اس ہیبت کے کہ سب کو
 کانپ اٹھے یہ خدا کی قدرت سے دو تیر خزان آئیکے دونوں ہیلو سے ظاہر ہوئے
 اور جہانگیر کی طرف حملہ کیا وہ اپنی جان کے خوف سے بدحواس ہو کر محل کے
 ان رہاگ گیا میر دونوں شیر غائب ہو گئے اور یہ تیر خزان نیتان کر امیں
 اور دلاور یکتا سے میدان شجاعت آل ہنی اولاد علی ولی ابن ولی محبوب
 خواجہ دوسر حضرت امیر ابو الحلال قدس اللہ تعالیٰ سرہ او اس دربار مایا یہ ارا
 سرشت مادہ است کے نئے وحدت اور شراب معرفت کے نشہ میں چھوٹے اور
 تہیہ نیت پڑتے باہر نکلے اور اپنی دولت سر امیں تشریف لیگے ہیبت

ابن سہمہ طمطراق کن فیکوں

ادسی رات کو کہ حضرت امیں خلوت عرش ثمرات میں مراقب تھے آپ نے جدا علی اس
 الصبحی ابدر الدجی نور الہدی دسی مصطفیٰ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
 یہ نصورت مثالی صلہ فرما ہوئے اور آگے خوش شفق میں لیکر ارشاد فرمایا
 کہ اے فرزند ارجمند کشود کار تمہارا خواجہ معین الدین چشتی سے مقدر ہوا ہے

اس کے فرار پر حاضر ہو پس صبح کو جو آپ خلوت سے باہر نکلے تو ایک تہ بند سفید
 باندہ لیا اور ایک چادر سفید اوڑھ لی اور باقی جتنا کچھ مال و اسباب نقد و غیر
 آپ کے پاس تھا سب براہِ خدائا دیا اور اجمیر شریف کی طرف روانہ ہوئے پھر یہ
 خیال ہوا کہ دہلی ہو کر چلے اور وہاں کے اولیاء کی فرارات کی بھی زیارت
 کر لیجئے چنانچہ اکبر آباد سے پہلے دہلی میں تشریف لائے اور چند روز روضہ منور
 میں حضرت سلطان المشایخ خواجہ نظام الدین اولیاء کے اور چند روز آستان
 ملائک آشیان پر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے توقف
 کر کے پھر اجمیر شریف کی راہ لی القصبہ حب اجمیر میں پہنچے اور مزار فیض ہزار حضرت
 خواجہ خواجگان ہند الی عطاء رسول خواجہ معین الدین حسن سنجری حشتی
 قدس اللہ تعالیٰ سر و العزیز کے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نے بصورتِ مثالی
 جلوہ افروز ہو کر فرمایا کہ اے سید اتنے دنوں تک تم کہاں رہے میں ایک عرصہ
 سے تمہارا منتظر تھا کیونکہ حضور سے جناب امامت مآب امیر المومنین علیؑ
 مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بار بار تاکید ہے کہ میرے فرزند ابو العلاء کو جلد تلقین
 کرو اپنے عرض کیا کہ یا مرشد فقیر کو یہ تمنا ہے زیارات فرارات برکت سمات حضرت
 محبوب الہی اور قطب الاقطاب قدس اسرارہا کی البتہ توقف ہوا اب حاضر
 ہوں پھر حضرت خواجہ نے آپ کو رو رو اپنے سہاگر چشم و التوجہ دی جس کو ابو العلاء
 لوگ توجہ عینی کہتے ہیں پس بیجا سینہ فیض گنجینہ ہمارے سید پاک کا جذبات
 البیہ سے معمور ہو گیا اور آپ روضہ منورہ پر حضرت خواجہ کے معتکف ہوئے ہر روز
 چشمہ فیض و کرامت سے حضرت خواجہ بزرگ کے سیراب ہوتے تھے اور آلاش

دیا ویکو آسار لال سے اسی خیمہ رحمت کے دہوتے تھے ایک روز آدمی رات
 کی وقت کہ آپ طواب مرارت میں حضرت خواجہ خواجگان کا کر رہے تھے ناگام
 اس خطرے آئیے ولین خطر کیا کمرنگوں کی قبر کے گرد گھومنے سے کیا فائدہ
 ہے پھر اس خطرے کے حضرت خواجہ بزرگ نے بصورت مثالی حلوہ کر دیا کہ
 کہ فائدہ اسکا یہ ہے کہ جو کیفیت صاحب فکر کی ہے وہ طواف کرنے والے میں
 آجاتی ہے جیسا کہ مریض کے گرد کسی جانور کہ بہراتے ہیں اور صدقہ کرنے ہیں
 تو مریض اس مریض کا اس حال میں لٹل کر جاتا ہے ات تم اپنے طواف
 کرنے کا مایہ دیکھ لو پس اسی وقت مرتہ ولایت کا ایک کو عطا کیا اور رب بقیہ
 ہو کر دست مبارک ایسا سٹھی مادہ کر ہمارے حضرت کے منہ کے پاس لا کر
 کسی رینہ جانور کو بخریمین ڈالتے ہیں ایک خیر سیرج رنگ برابر داندہ تسبیح کے
 دھن مبارک میں دیدی بھر تو ایک نور عظیم مانند روشنی آفتاب کے حضرت کے
 قلب میں مستحل ہو گیا اور حجابات ناسوتی سب بر طرف ہو گئے اور عالم غیب
 سے ہمہ آوار آئی کہ اب تک تو سیر الی اللہ تعالیٰ سیر فی اللہ شروع ہوئی ہے
 اس کے حضرت خواجہ ہندالوی نے فرمایا کہ بابا حاصل تمام عمر کامیرے ہی تھا
 کہ جیسے تم کو عطا کیا اب تم ناظر حال اس کے رہو اور جانو کہ یہ نعمت جو تم کو عطا
 ہوئی بعد دو تین سو برس کے ظاہر ہوا کرتی ہے چنانچہ میرے زمانے میں
 چھ کھو ملی تھی اس وقت میں تم کو بخشش ہوئی تھا انہیں سید زاوے اور خواجہ آزاد
 بہتیرے ہیں مگر او میں سے تم کو انتخاب کر کے جو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے
 مستفید کیا پڑی دولت و سعادت عظیم ہے شکر اس فیاض ازل کا بسا لاؤ اور شکر

اکبر آباد میں بیٹھ کر بندگان خدا کو راہ خدا کی تہذیب و تہذیب بناب ولایت مآب نے
 حضرت خواجہ کے حضور میں واسطے بیعت کے عرض کیا حضرت خواجہ نے فرمایا
 کہ زندون کی پھونکی ہوئی سے بیعت کرنا کیا ضرور ہے چچا تمہارے امیر
 عبد اللہ مفتی زمانہ اور قطب وقت ہیں اور نہیں سے اپنے خانوادہ میں بیعت
 کر لو اور انہیں کہے ہاں اپنی شادی کرو اپنے التماس کیا کہ یا مرشد میں تو سنا
 حضور کے فیضان سے معمور ہو ہوں قلب میرا بدن سماع کے قرار نہ پکڑے گا
 چچا میرے بزرگ نقشبندیہ ہیں وہ سماع سے منع فرما دیں گے پھر میں ان سے
 کیونکر بیعت کروں حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس بات کا اب اندیشہ نہ کرو
 چچا تمہارے خود تم کو اجازت سماع کی دینگے اس ارشاد سے حضرت ہندالولی
 کے آپکو تشفی ہوئی اور وہاں سے شرف رخصت حاصل کر کے اکبر آباد میں
 تشریف لائے اور احوال برکت اشتمال حضرت سید امیر عبد اللہ احرار سی قدس
 کا یہ ہے کہ حقیقت کمالات باطنی کی آپکے کچھ حاجت بیان کی نہیں رکھتی
 ارشاد سے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ ہندالولی قدس سرہ کی طاہر ہے کہ آپ
 اپنے وقت کے قطب تھے مگر حضرت کو کمال اخفا اپنی ولایت کا تھا طاہر میں
 وضع نو کر کی رکتے تھے امرا یاں بادشاہی سے تھے زمانہ سلطنت اکبر بادشاہ
 کے اوایل میں تو آپکو منصب پانصد می اور حکومت شہر دہلی کی تھی آخر کو صوبہ
 برہانپور کے ہوئے جب حضرت محبوب جل و علا امیر انوالا قدس العہد سرہ خواجہ
 صاحب کی جناب سے مالا مال نعمائے باطنی کے ہو کر پھر اکبر آباد میں تشریف
 لائے تب اسی عرصہ میں کہی دفعہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر عبد اللہ ترک روزگار

کر کے اکبر آباد کو تشریف لاتے ہیں لیکن تشریف نہ لائے اور چند روز تک سحر کیم
 خلیفہ ملی اس باعث سے ہمارے حضرت کو ایک اضطراب سا ہوا اور خیالاً کہ وہیں
 رہنا پور میں جا کر متوفی بیعت کی حاصل کریں اسی حالت اضطراب میں ایک
 واسطے ریارت روضہ مسورہ اپنے حذر گوار سید السادات رجب الدرخات حضرت
 امیر جمعہ اس حضرت امیرین العادین ان حضرت امیر تقی الدین کرمانی قدس
 سرہ کے تشریف لیگے روضہ تشریف حضرت امیر جعفر قدس سرہ کا سیاق و سباق
 میں متصل جو ملی امیر الامراء ہاضی کے سے نگراب کوئی شہین جانتا کہ جو ملی کہاں
 اور حضرت کا سفر کہاں تھا ایک روز اور مر مر اسد السبک بدایونی ابو العلامی
 محمد کو واسطے ریارت ایک درار کے ایسے ساتھ لیگے تھے کہ وہ مرار روضہ مسورہ سے
 حضرت امیر ابو العلامی قدس سرہ کے اوتار اور پورے گوتہ میں کوئی پاؤ کوں کے
 ماحصلہ واقع ہے وہاں صرف دس یا سچ گھر کسانوں کے ہیں اور نہیں گہروں کے
 سچ میں ایک حجر اسد الذویت کا ہے اسی حجر میں وہ مزار ہے اور قریب اولن
 گہروں کے ایک دیوار ہے رومی حرقہ بختہ و سنگین ابنگ قائم ہے کہ وہ دیوار ہلاکت
 کسی بڑے امیر کے محل کی تھی الغرض ہم لوگ رومی شکل سے چراغ روشن
 کر دے کسانوں کے گہروں میں گہس کے اوس مزار تک پہنچے اور ریارت کی
 سماں آید عجیب ہزار ہا تاثیر و کیفیت اور سراپا رکست ہے اور وہاں جانے سے یہ
 معلوم ہوا کہ وہ سب کسانوں کی مالک اوس روضہ کے اندر ہے چاروں طرف کے
 والا تو نہیں تو کسانوں نے ایسے گہر بنائے ہیں سچ کا حجرہ جہان قبر شریف ہے ہوا
 دیا ہے قصہ مختصر اس کا تب کہنگار کا تو ایسا عقیدہ ہوتا ہے کہ عجیب نہیں کہ وہی

مزار شریف حضرت سید امیر خجھر قدس اللہ سرہ کا ہوا الغرض حضرت سید امیر خجھر
 قدس اللہ سرہ نے یہی بصورت مثالی ظاہر ہو کر حضرت محبوب جل و علا سے یہی
 ارشاد فرمایا کہ اسے فرزند مضطر ہو چکا تمہارے امیر عبداللہ اب جلد آتے ہیں
 اور ہمیں سے تم شرف بیعت کی حاصل کرنا اس ماجرا کے توڑے دلون بعد
 حضرت امیر عبداللہ قدس سرہ الکر آباد میں بروفق افروز ہوئے جناب ولایت آباد
 فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت امیر کے حضور میں حاضر ہوا تو بعد تقدیم شرائط
 ادب کے ہر چند چاہتا تھا کہ درخواست بیعت کی کروں مگر حضرت کی شان جبروتی
 کا وہ رعب غالب ہو کہ عرض نہ کر سکتا تھا بارے اتنے میں خواجہ قاسم علیہ الرحمۃ
 ہاتھ میرا پکڑے آپ کے سامنے لیگے اور عرض کیا کہ اپنے فرزند کو اپنے حلقہ بیعت
 میں ملائے چنانچہ آپ نے اسی وقت مجھ کو مشرف بشرف بیعت کے کیا اور دست مبارک
 سے انگوٹھی نکال کر میرے ہاتھ میں پہنا دی کہ وہ اشارہ تقرر نسبت کا تھا اپنی
 صاحبزادی سے میں خواجہ قاسم کے اس احسان کا بہت مشکور ہوا کہ اگر قدم
 اور نیکاد در میان نہ رہا تو میں اس وقت سعادت حصول شرف بیعت سے محروم رہ جاتا
 قبل بیعت کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھ پر ایک بوجہ رکھا ہو اسے بعد حصول بیعت
 کے یہ معلوم ہوا کہ وہ بار میرا کہنے اور ہالیا اور میں گویا کشتی میں بیٹھا ہوا ابلاتر ہو
 قدم فرسائی کے منزل طے کرتا ہوں جانتا چاہئے کہ بعد اس معاملہ کے حضرت امیر
 عبداللہ قدس سرہ نے اپنی صاحبزادی سے شادی حضرت محبوب جل و علا
 امیر ابو العلا قدس اللہ سرہ کی کردی اور خرقہ خلافت و مثال اجازت اور خیر
 طریقت عنایت کر کے یہ فرمایا کہ بابا کام وہی ہے جو تم کرتے ہو یعنی جو نعمت کو

خواجہ صاحب کی حنا کا عطا ہوئی ہے حاتمہ کام کا او سیر ہے اور سال کی
 ہی تمکو ابارت ہے لیکن بہر طرف نصرت اشغال واد کا رسلہ عالیہ یقتبذ یہ
 کا ہی شعل رکھیا۔ جناح ہمارے حضرت نے ترکیب توحہ کی تو حضرت خواجہ صاحب
 قدس سرہ کی یعنی توحہ عینی اور ترکیب مراقبہ حضرت خواجہ گال نقشبند قدس
 سرہ کی اور اذکار و اوراد و دلوں سلسلوں کے ایسے طریقہ میں جاری کیا
 جس کے یہ طریقہ عالیہ ابو العلاءؒ کی گملا یا مرید و مکتوب اب الکر تو شجرہ سلسلہ عالیہ سعید
 کا عایت سرائے تھے اور جو کوئی درخواست بیعت کی خانوادہ حشمتیہ میں کرتا تھا
 تو اسکو شجرہ سلسلہ عالیہ حشمتیہ کا عطا فرماتے تھے اس ترتیب کے کہ اسماء منکر
 حضرت خواجہ گال حشمت کے جناب حضرت خواجہ خواجہ گال خواجہ معین الدین
 حسن سحری حشمتی قدس سرہ العزیز تک لکھ کر بعد اس کے امام نامی ایسا تحریر
 فرماتے تھے چنانچہ حضرت شاہ حیات اللہ منعمی قدس سرہ ہی اپنی کتاب حاتمہ
 لعاب فیض میں لکھتے ہیں کہ میں دارالخیر اجمیر میں عادمون کے پاس اگلے وقت کے
 شجرے سلسلہ حشمتیہ ابو العلاءؒ کے اسی ترتیب سے لکھے ہوئے دیکھے اور
 اکبر آباد میں مراد شریف سے حضرت محبوب جبل و علا قدس سرہ العزیز کے
 ہی او لکھا اسی ترتیب سے لکھنے کی تارت ہوئی اور برادر م حاجی سید عطا حسین
 ابو العلاءؒ القمہ دام عافہ ہی ایسے کتاب لست العاتقین میں ایسا ہی لکھ
 لکھتے ہیں واضح ہو کہ چونکہ اس مقام پر لکھ دینا شجرہ عالیہ نقشبندیہ ابو العلاءؒ کا
 تمام مناسب معلوم ہوا اس واسطے کہ کتاب ایسا شجرہ جو نظم میں ہے بجز لکھتا ہے
 لیکن بیٹے جہاد یا ایک مات کا اور ضروری ہے یعنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے جا ملتا ہے اور حضرت امام کے قلب معظم میں دو دریا
 فیض کے جمع ہوئے تھے پہلے تو آپ نے فیضانِ نعمات باطنی کا اپنے نانا خیر النبیان
 حضرت محمد قاسم رضی اللہ عنہ سے پایا ہے کہ وہ نسبت صدیقیہ سے بعد اوس کے قایم
 مراتب ولایت اور اسرارِ امامت کے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ
 السلام سے مل سکے اور شرفِ بیعت حاصل کر کے خرقہ خلافت و امامت کا پایا
 کہ یہ نسبت مرتضویہ ہے اسی جہت سے آپ کو مجمع البحرین کہتے ہیں پس شجرہ نقشبندیہ
 میں حضرت امام جعفر صادق سے اوپر کو دو شاخ لکھی جاتی ہیں ایک تو حضرت
 خلیفہ برحق ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتی ہے اور دوسری حضرت
 خاتم الاخلافت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جا ملتی ہے چنانچہ
 یہ دونوں سلسلے بترتیب لکے جاتے ہیں۔

سلسلہ اول طریقہ عالیہ نقشبندیہ ابو الاعلیٰ کا نظم میں

یا محمد شفیع روز جزا	کچھ مجھے بھی بتاؤ راہ خدا
یا ابو بکر یارِ غارِ نبی	سب مراد میں ہماری دودلی
تم سے ہے عرض حضرت سلمان	رکھو دنیا میں ٹھیکو باایمان
تم سے ہے عرض حضرت قاسم	رکھو تم شرع پر مجھے قائم
تیری دولت سے حضرت جعفر	علم باطن ہو مجھ پر سب ظاہر

الٰہی آخرہ

شجرہ سلسلہ ثانی طریقہ عالیہ نقشبندیہ ابو الاعلیٰ

یا محمد شفیع روز جزا	کچھ مجھے بھی بتاؤ راہ خدا
----------------------	---------------------------

حضرت مرثی علی گنج کو
یا امام حسین شاہچسپان
یا امام ہمام ربین عباد
آب یا حضرت شہ ماقہ
تیری دولت سے حضرت جعفر
حضرت یازید نسطاعلی
عرض ہے یہ ابو الحسن تجھے
جھکو یا حضرت ابو القاسم
تم میرے نو علی فارمدی
جھکو یا حوا حبہ ابو یوسف
عبد خالق بیہ عرض میری
خواجہ عارف سے یہ کرونی عرض
خواجہ محمود نقوی جھکو
خواجہ رامیتنی شہ کوٹین
جھکو یا حوا حبہ بابا ستاسنی
حضرت خواجہ امیر کلال
حضرت خواجہ بہا الدین
خواجہ یعقوب جرخئی کرتین

د ت د د د

ابنی ہی یا دین سدا کو
سب میری مشکلیں کو سدا
دلو میرے ہمیشہ رکھو سدا
جھکو دیجئے جمعیت خاطر
علم باطن ہو تجھے سب ظاہر
رہو کوٹین میں میرے حامی
ہو برعکس شہ کچھ تجھے
کر رہت میں ثانی حاتم
رکھو حرمت کہ ہے میرے صد
فقر کے رفر سے کرو واقف
سب گناہوں سے جھکو بار کو
دم آخر تلک نہ ترک ہو عرض
فیض سے اپنے کا سا کرو
دلو میرے رہے ہمیشہ عین
کیسا ٹھنی نہ کیجو کہی
کرو نسبت سے جھکو مالال
جھکو حذر سے کیجئے تلسین
اسنی دولت سے نہ کرو حق بربا
نہ کہو نہ کہہ

نہ کہو نہ کہہ

تیری دولت خواجہ عبدالحق
 تھے ہے عرض خواجہ عیسیٰ
 کرد مجھ کو امیر عبد اللہ
 حضرت سید ابوالاعلیٰ
 یادمین حق کے یا محمد دوست
 آپ یا حضرت شہ فرہاد
 شہر بان دین تیری دولت
 رکن الدین عشق قطب زمان
 حضرت خواجہ ابوالبرکات
 قمر دین غوث و قطب زمان
 یہ تمہارا غلام قاسم ہے

نظر آنے لگے مجھے کل حق
 برحق سے مجھے کروا گے
 فیض سے اپنے عارف باللہ
 مجھ کو اللہ کا کرد و شیدا
 میرے گلیا دین استخوان اور پوت
 فقر میں کیجئے مجھے ارشاد
 مجھ کو بھی اب نصیب ہو حالت
 کرو میرا درست تم ایقان
 ہر تود سے بخشو پہنوختا
 کیجئے مجھ کو صاحب غفان
 انگو تہ کار اور آٹم ہے

واضح ہو کہ اس شجرہ مشہرہ کو برادر مکرم حضرت خواجہ محمود شاہ ابو العلای الکافی
 قدس سرہ نے نظم کیا تھا راقم آٹم نے دو شعر اور اخیر میں زیادہ کر دیے ہیں
 روایت ہے کہ جب حضرت قطب الدین امیر عبدالقدوس الدہلوی کے انتقال
 کا زمانہ قریب پہونچا تو ایک روز تقویٰ شعار حافظ محمد صالح علیہ الرحمۃ نے کہ
 مرید اور امام سید حضرت امیر کے تھے آپ پوچھا کہ بعد حضرت کے واسطے سجادہ نشینی
 کے کون منظور نظر ہے حال صاحبزادوں کا تو ظاہر ہے حضرت امیر نے فرمایا
 کہ میرے فرزند و ہمین سے کوئی کیاقت اس بات کی نہیں کہتا مطلع نظر میری
 سید ابو العلای بن چنانچہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ بوقت وفات کے حضرت امیر نے

حضرت محبوب جبل و علا کو اپنا سجادہ نشین کر کے باراملت قطیبت کا آئینہ نقوش
 کیا اور آپ اس جہاں عالمی سے طرف عالم حادوانی اور ملک بفا کے رحلت
 فرما ہوئے ہمارے حضرت نے مسند ہایت دار شادیر جلوہ افروز ہو کر اپنے سوا
 فیض سے ایک عالم کو سیراب کر دیا انکی ایک توحہ اور چند ساعت کی صحبت میں
 طالبانِ حد اسلوک طے کر کے مستغرق دریا سے ناپید اکثر خدمات اللہ کے
 ہو جاتے تھے اب اکثر فرماتے کہ میرے سلسلہ کی نسبت مثل کشتی کے ہے اور
 نسبت مانند مینے والے کشتی کے کہ اور سکوانا جیلا کچھ معلوم نہیں ہوتا صاحب
 کشتی گھاٹ کنارے پہنچ جاتی ہے تب وہ جانتا ہے کہ مین منزل مقصود
 کو پہنچ گیا۔ نقل ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے دور میں یہ رسم تھی کہ اگر کوئی
 کانوں میں آؤیے موتی کے ڈال دیتے تھے جب وہ بالغ اور صاحب شعور
 ہوتے تب اوتار رکھتے جہاں بچہ ایک شخص میر عابد نام کہ عمر اونکی پندرہ سولہ برس
 کی تھی اویس کو پہنچے ہوئے ایک روز محفل فیض منزل میں حضرت محبوب جلیل
 علا امیر الواعلا قدس سرہ کے اتفاقہ وارد ہوئے حضرت کی نظر عنایت کی اویس
 پر لگی اور نسبت عالیہ ابو العلاء اسیہ اوٹکے قلب میں گہر کر گئی مگر اونکو کچھ تمیز نہوا اور
 بعد رتھوڑی دیر کے محفل سے اوٹھ گئے وہ مرد خدا کتنے برسوں تک ایسے حال
 سے لمحہ خبر دار نہوئے اویسے کانوں میں ڈالے سمجھ لیوں کے ساتھ اہل و عیال میں
 مشغول رہے بعد ایک مدت کے جیسے کوئی نیند سے جاگ اوتھتا ہے ایسے
 احوال سے متنبہ ہوئے اور فوراً اویسے کانوں کے اوتار کر اور لباس درویشا
 بیکہ حضور میں جناب قطیبت آب کے حاضر ہوئے اور درود اپنا بیاں کیا

اپنے پوچھا کہ اتنی مدت تک کہیں تھے کچھ احوال اپنا مجھے کیوں ظاہر نہ کیا تھا
 اونہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت غلام کو خود اپنا احوال اب تک کچھ معلوم نہ تھا
 جب معلوم ہوا تب حضور میں عرض کیا بعد اسکے حضرت نے او کو مشرف بہ بیعت
 کر کے خرقہ فقر کا عنایت کیا اسی دن مرشد مرشد ان کے فیض و تاثیر کا تو کیا مذکور
 ہے اونکے دست گرفتوں اور نام لیوؤں کا یہ فیض اور زور نسبت کا ہوا ہے کہ
 بات کی بات میں طالبوں کو برسر منزل مقصود پہنچا دیا ہے کہ اونہیں سے بعض
 بعض بزرگوار کا ذکر خیر قسمت پنجم میں اس رسالہ کے کیا جاوے گا جس کے سلسلوں میں
 اب تک فیضان نسبت عالیہ ابو العلامہ کا جلد سی ہے اور قیامت تک جاری
 رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ بیست ہنوز آن ابر رحمت و نشان است +
 ختم و حمانہ باہر نشان است + اور وجد و شورش تو اس خاندان کی لونڈی ہے
 اس گہرانے کے چوکروں نے کشتوں کو گرا دیا ہے اور لٹا دیا ہے اے برادران
 ابو العلامی مراتب علیا کو اپنے آقا کے کیا پوچھتے ہو جبکہ حضور سے حضرت سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان اولیہ حاصل ہوا پھر حضرت امیر المومنین
 علی رضی اللہ عنہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اونکے سر کے بال جدا کئے
 اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے خرقہ پہنایا اور
 حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے سر پر
 عمامہ رکھ دیا اونکے مقامات عظمیٰ اور مدارج کبریٰ کا کیا بیان ہو سکتا ہے یہ
 مرتبہ عالی تر کب کی کو نصیب ہوتا ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
 واللہ ذوالفضل العظیم اب جانتا چاہئے کہ جب حضرت محبوب جل و علا

امیرالوعلما قدس السیرۃ العزیزۃ انتقال اپنے فرزند یا ک حضرت امیر عبدالہ
 قدس السیرۃ العزیزۃ کے مسند خلافت اور قطعت پر جلوہ افروز ہوئے تو ہر مدت
 العمر آپ اکبر آباد ہی میں رونق افروز رہے مگر عرس شریف میں حضرت خواجہ
 خواجگان خواجہ معین الدین جیسی قدس السیرۃ العزیزۃ کے احمیر شریف کو لائے
 تشریف لیا یا کرتے تھے قایدہ حضرت مخدوم حسام الحق ناگپوری جیسی قدس
 سرو کے لطو طات میں لکھا ہے کہ جو شخص جاکر عرس میں کسی بزرگ کے حاکم
 ہوتا ہے یا کوئی خیر اوس بزرگ کے فایزہ کی کماتا ہے تو سال بہ ترک روح
 یا ک اوس بزرگ کی معاون و محافظ اوش شخص کی رہتی ہے فایدہ ایک
 سال عرس شریف میں حضرت خواجہ قدس السیرۃ العزیزۃ کے خطاب محبوب جلال
 علما امیرالوعلما قدس السیرۃ العزیزۃ خواجہ امیر شریف کو تشریف لگے تو سامنے فرار
 مقدس و مطہر حضرت خواجہ کے جو ہیں فاسخہ پڑھ کے بیٹھے ہیں کہ حضرت خواجہ نے
 نصورت مثالی جلوہ گر ہو کر فرمایا کہ سیدالوعلما تمہارے گھر میں سے ایک روپہ
 اور چار روپہ نہایت شفا کی کے اور خواہش دوسرے فرزند کے آئی ہے جس
 نعل لے لے کے کو صحت بخشیدگا اور فرزند دوسرا بھی ہوگا ہمارے حضرت اس ماجرا کے
 مطلع نہ تھے مخیر ہوئے حب اکبر آباد میں آئے مراحت فرمائی کہ تو حضرت بی بی صاحبہ
 رام محمد اسے پوچھا کہ تھے روپہ اور چار روپہ درگاہ پر حضرت خواجہ صاحب کے بھیجی تھی
 معلوم ہوا کہ فی الحقیقت اون دنوں رشتہ زادہ آفاق حضرت امیر نورالعلما کہ عمر
 دو سالہ تھے کچھ بلیل ہو گئے تھے سو نہایت شفا و شفا کی کے اور خواہش اور فرزند کے روپہ
 روپہ اور چار روپہ بھیجی گئی تھی پھر حضرت بی بی صاحبہ نے پوچھا کہ آپ سے یہ احوال

کے کرنا آپ نے فرمایا کہ مجھ سے خود تو اچھے صاحبِ ارشاد کیا ہیں اور اسی عرصہ
میں ہر درخشان فلک مجد و علا حضرت امیر نور العلاء قدس سرہ کو شفا کمال
حاصل ہو گئی اور بعد ایک سال کے بدرتا بان سپہنہ حضرت امیر فیض العلاء
قدس سرہ تو کہہ ہوئے پس ثبات ہوا کہ اولیاء اللہ کے مزار پر کچھ نیاز کرنا اور چادر
چڑھانا خالی فائدہ سے نہیں ہے بلکہ موجب کمال رضا مندی اور خوشنودی
روح پاک کا اونگی ہوتا ہے۔

قسمت تیسری

بیاضین بعض کرامات اور خوارقِ عادات حضرت امیر نور العلاء قدس سرہ العزیز کے
اس قسمت میں پہلے بعض ارشادات آنحضرت کے اور وہ اشعار جو اکثر زبان مبارک
پر جاری ہوتے تھے لکھ گئے ہیں بعد اسکے آپ کی کراماتوں کی حکایات تحریر ہوئی
ہیں ارشاد ایک روز آپ اپنے نیرہ والا تبار حضرت امیر تاج العلاء سے کہ فرزند
ارجمند حضرت امیر فیض العلاء قدس سرہ کے اور بڑے عالم تھے جنہوں نے
شرح شفیعی مولانا روم قدس سرہ کی نہایت خوب لکھی ہے ارشاد کرتے
تھے کہ بابا جان نقل ہے کہ ایک شخص بڑا عالم تھا کہ وہ علم باطن سے کچھ
بہرہ ترک کرتا تھا اور بیٹا اوسکا درویش صاحب باطن تھا اوسے حال اپنے باپ کا
وقتِ حرکت کے برا دیکھا کہ نہایت تذبذب میں مبتلا ہے پوچھا کہ اے باپ کیا
حال ہے کہ کہ کہ قلب سلیم چاہتے ہیں اور میں تمام عمر کسب اس نسبت کا نہیں
کیا ہے بیٹے نے کہا کہ تو زنی پر واطراف متوجہ ہو وہ متوجہ ہوا اور بعد چند ساعت
کے وہ جمیعت جو تمام عمر نہ دیکھی تھی اپنے میں پائی پہرے کے حق میں دعا

سیر کے مرگیا اور غامتہ اور کا بغیر ہم ایسے انسان کو لازم ہے کہ صرف کمالات علوم
 طابہری پر تکیہ کرے کہ اس سے کام باطن کا نہیں کمالات بلکہ وہ علم ہی
 حاصل کرنا چاہیے جو اپنے ساتھ جائیکے لائق ہویت صرف کو کا عذی سیکھنا
 کے تواند کہ دل جو ما کہ ہا ارشاد ایک ماہ میں جو حضرت کو عارضہ فلاح کا لاحق
 ہوا تو از انجا کہ آئیکے احباب اور متقین قیل اس عارضہ کے اکثر ایک دعوت
 کیا کرتے تھے اور قول فرمانے سے ملول ہوتے تھے بعد عارض ہونے اس
 عارضہ کے ارشاد کیا کہ خوب ہو اور تو تکلیف سے خلاص ہو لیکن روضہ وغیرہ
 طہات کے اہتمام میں رسمی تصدیق اور ٹھانے تھے ایک دن اسی تکلیف میں
 آئے یہ فرمایا بیت دردم را یار است در مان نیریم ہا دل خداوندہ و جان نیریم
 اس شعر کے پڑھتے ہوئے آپکو تورش آگئی اور حرارت سے اس حال کے تمام
 میں سارک کمل گیا اور قوت اصلی بہر حاصل ہو گئی ارشاد باران طریقت
 سے اکثر یہ ارشاد ہوتا کہ با یا صوفی وہ سین ہر کہ حیلہ کئی اور خلوت نشینی اور
 ریاضت و مستق کیا کرے بلکہ صوفی وہ ہے کہ آب مافی نہ ہے تب بہر کل قتی
 حالک الا وحہ اور بہر کل تنی جمع الی اصلہ اور بہر الہاکت ہی الرجوع
 الی اللہایت کا کمون ہووے آپ وہ اسرار جو اکثر زمان مبارک بر حضرت
 کے جاری رہتے تھے لکے جاتے ہیں رباعی سور دل خستہ از دستان نشست
 دہن تنگی لڑا لب لالہ نشست دہر گن جو یا رہتی بر جاہ در سر ہوس عشق جالہ نشست
 بیت غرض زو یا و عقبی اتول حضرت نشست از تو غیر جبہ باکت گریبند تو ام رباعی
 ای کردہ درون دیدہ چو لود طل بشد کذبہ میں ہفتہ شد یزدن نہر ہمزہ نصف ہو چوں اطلوا

رفتہ سجدہ بر تو ہر شیم نون بیت کوتاہ ہے کہ بے حاصل و کون دوست طبع بد کہ چون کون دراز
 بیت دل و دین بانشگاز چہ غم از روز جزا پد راہ بخوف بود مردم غارت زدہ را پد
 مع من دانم دوست ہر چہ ہستم ہستم ہر با سعی جانان بقارخانہ زردی چند
 بامردم کم عیار کم می پیوندند ز رند کے چند ندکن اند چند ندند بر نیہ نقد ہر دو عالم خندند
 طالبون کی طلب میں جب کچھ تصور سمیت ملاحظہ فرماتے تو یہ رباعی ارشاد کرتے
 رباعی یکچند دین عرصہ پریشان گشتیم پد گفتیم گر ان شویم و ارزان گشتیم پد
 در طالع ماکسا و بازار سی بود پد آئینہ فروش شہر کوران گشتیم پد متقلدین محقق تہا
 کو دیکھ کر آپ یہ بیت فرماتے بیت اسی عجیب زلف غنیمت ہویتو ہر کس خواہد کہ عطار یکند
 فرد خواہی پندارد کہ مرد حاصل پد حاصل خواہی بچہ پندار نیست پد بیت
 زہدے ہر روز غبر نیازیم پد با خلق خدا دخل نیازیم بیت شاید بازیم دے ہر شیم پد
 خوش طایفہ ایم ہر چہ ہستیم پد بیت فیض روح القدس ابابہ فرماید و یگان ہم بکنند انہی سیکر
 بیت آسمان سجدہ بردیش زینے کہ بروہ یکد و کس یکد و نفس بھر خدا نشینند پد
 حضرت شاہ حیات المدغمی قدس السدسہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک بیت اور ایک
 مصرعہ حضرت کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے ویکما ہے بیت الہی شہوہ مردانگی نہ
 ز نامردان دین بیگانگی دہ دے ہر جائے کہ باشی با خدا باش فرود
 جدائی میا و اعراض خدا و گہ ہر پیش آیدم شایدم فرود لار احمی کہ داری دل از دنیا
 و گشتیم از ہمہ عالم فرو بند رباعی ہر یک نفس کہ میرود از عہد گوہر بیت پد
 کاثر اخراج ملک دو عالم بود بہا پستدکان خزانہ ہی ایگان پد و انگہ برو کجا کہ تیردست پد
 رباعی راہ تو ہر قدم کہ پوینا خوش آید و صف تیر صفت کہ گویند شست پد رو تو ہر دیدہ کہ بیند نکوست

ذکر تو ہر زمان کہ گونید خوش است و دو پہر و اسکندہ ماتھے پر پڑے حمد و شکر میرا سرانے
 و اسکندہ سے بیچنا اہل جور ایم کہتے دن جاسے فرو سکندہ مردم کج حسن کیا بیان دریا
 صمد گداسے بیچو جو در ایہ اذین تار و ن کنہ بیت عقل را گو کہ نہ ہر شہر و آباد اس
 عشق حاکم ستدہ یا فوح حوں می آید بی ع جو تو دارم ہمہ دارم و گرم سچ نہایا
 اب حضرت کی کراماتوں حکایتیں لکھی جاتی ہیں چو حکایت کہتے ہیں کہ
 جب حضرت محبوب جل و علا امیر ابو العلاء قدس اللہ سرہ العزیز صمد قطبیت پر
 صلہ اور زہد کرانے بار ان مص سے طالبان خدا کو سرب فرمائے گئے تب حضرت
 امیر عبد الباقی ہی کہ حضرت کے حجرے بہانی اور خیر زادے حضرت امیر عبد
 قدس اللہ سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے آپ طالب نعمت باطن کے ہوئے آیت ایک
 ہی تو ص میں او کو منزل مقصود کو پہنچا دیا عجب حالت شکر و ادب و ارادہ
 پہونی کہ فوراً سرست باد عشق الہی کے ہو کر در تہ ولایت کو فایز ہو گئے مگر چو
 بہانی اور کے حضرت امیر عبد النعم یعنی چوئے صاحبزادہ امیر عبد اللہ قدس اللہ
 سرہ کے کہ رٹے عالم اور صاحب ریاضات و مجاہدات تھے پس برس کے عرصہ
 سے پیار میں کہانی تھی اور ترک حیوانات جالی اور جلالی کا کر کے طرح
 بطرح کی ریاضتیں اور مستقین کیا کرتے اور دن رات وظیفہ و تسبیح سے
 سرکار رکھتے تھے وہ طالب اس دولت آبادی کے نہوئے حضرت کو ان کے حال
 پر بڑا افسوس رہا کرتا تھا ایک روز آپ نے ان سے یو چہا کہ بہانی اتنی مدت
 ہے جو تم یہ سب محنت و مشقت ادا کرتے ہو کچھ اسکا نتیجہ بھی پایا او نہوئے
 عرض کیا کہ بچہ اس کے کہ خوشاب دیکھتا ہوں وہ سچ ہوتا ہے اور کچھ نتیجہ ابھی تک

نہیں پایا ہے آپ نے فرمایا کہ پہلا چندے تم ہماری صحبت میں تو میوہ کما بہت خوب
 جب آپ انکو توبہ عینی دینے کو پاس لے بیٹھے تو اونے فرمایا کہ تم ہماری طرف کو
 دیکھتے رہو جب ہم آنکھیں بند کر لیں تو تم بھی اپنی آنکھیں بند کر کے قلب کی طرف
 متوجہ ہو جائو وہ تو طریقہ توجہ اور مراقبہ سے مطلق واقف نہ تھے توجہ لینے میں تو کسی
 آنکھیں بند کر لیں اور کسی کھلے دین اور جو اور لوگ قریب بیٹھے تھے اونے باتیں
 بھی کرتے جاوین جب حضرت نے یہ حال دیکھا تو بڑے زور سے ایک نعرہ کیا
 اور کمال جلال سے اونکے قلب کی طرف خطاب کر کے کہا کہ اے غافل اگر شہیار
 ہوتا ہے تو بہتر نہیں تو ابھی سینے سے نکال کر ہینک دیتا ہوں پس آپ نے نعرہ کی
 ہیبت اور خطاب پر عتاب کی دہشت سے حضرت ائمہ کرام ہوش ہو گئے اور قلب
 حرکت میں آگیا اور باوجودیکہ بہت جسم تھے فی الفور دبے ہو گئے اور چہرہ کارنگ
 رزد ہو گیا گویا کہ کچھ جان باقی نہ رہی بڑی جودمی اور استغراق وارد ہوا
 دیر کے بعد ہوش میں آئے اور قلب کی حرکت سے مدتوں تک باہان ہاتھ
 اونکا کانپا کیا باوجود ان حالات کے بھی جب ایک مدت دراز تک درک صحبت
 سراپا فیض و برکت حضرت کا کیا تب جا کے مرتبہ ولایت کو فائز ہوئے چنانچہ بعد
 حاصل ہونے تکمیل طریقہ کے ایک روز اونہوں نے حضرت کی جناب میں عرض
 کیا کہ یا حضرت میرے بڑے بھائی صاحب کو تو اپنے ایک ہی توجہ میں منسل مقصود
 کو پہونچا دیا ہر جگہ اتنی مدت تک کیون نہلا رکھا تھا آپ نے فرمایا کہ تمہارے قلب
 کی لوح تمہارے انہیں ریاضتوں اور وظیفہ خوانی کے نقوش بیکار سے سیاہ
 ہو رہی تھی جب خوب دھوئی گئی اور صاف ہوئی تب جا کے اوسے نقش و نگاہ

میٹا اور تختہ دل ہمارے سائی کا کہ سادہ تھا کچھ حاجت نہ ہونے کی نہ ہونی فوراً
 حرب مدعا کا اوسیر کر سی نشین ہو گیا جانتا چاہئے کہ صحبت سر اسرمدایت میں
 ہمارے حضرت محبوب جبل و علاقہ کے اکثر لوگ مدون تلقین ذکر اور غسل کے بہرہ
 ہو جایا کرتے تھے بعضے صرب سناہدہ اوس ہونے کے جو آپ کے پیشانی پر چمکتا تھا
 سچو دہو کر دریائے عشق الہی میں ڈوب جاتے تھے اور جو کچھ ذکر و تفل سے
 حاصل ہوتا ہے یعنی سمت مع السدود ہمارے حضرت کی صرب زیارت اور صحت
 سے لوگوں کو حاصل ہو جاتا تھا کہ فوراً شہرستان عقل سے طرف بیابان عشق
 کے درو جاتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص اہل دنیا چہرہ منور
 کو حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سخری قدس السدود الغفر
 کے دیکھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اسے شخص میر لطف کو مت دیکھ ایسا نہ ہو کہ دل تیرا
 تیرے اعتبار سے کھلی اوسے اور تو بجا رہا اپنے دنیا کے کاموں کے جاتا ہے بیت
 دیوارہ تودہر کہ یہ مندرج مانگم گرد دیکوے ماکہ دیوانہ نہ ہاں یہ یہ شان حضرت خواجہ
 صاحب کی تہا مت رہا ہمارے حضرت میں جلوہ گر تھی حکایت حضرت امیر نور العلام
 صاحبزادہ حضرت محمد جل و علاقہ کے فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے چہرہ
 مبارک کا نور گواہ عادل اوٹکے نور باطن کا تھا خصوصاً جسوقت لغزہ کرتے تھے
 تو چہرہ مبارک مانند آفتاب کے روش ہو جاتا تھا اوسوقت جو کوئی آجگار سے
 سو رہا دیکھتا سچو دہو کر گرڈتا اور بے اختیار زمین پر لوٹتا آپ کے لغزہ کی تاثیر جو لوگوں
 پر یہی پڑتی تھی جیسا سمیہ نقل ہے کہ ایک روز سقہ میر لیمان علیہ الرحمۃ کا اپنے
 بیل پر یکمال بیان کی رکے حضرت امیر ابو العلام قدس السدود کے جائفادہ کے

کو چہین ہو کر جاتا تھا انکو اس وقت شورش تھی آپکے لغزہ کی آواز خوشی تو وہ
 سقہ اور بیل دو لون رقص کرنے لگے جب سے اس بیل کا یہ معمول تھا
 کہ جب اس مقام پر پہنچتا تو کھڑا ہو کر کئی بار اپنا سر ملاتا اور بولتا تب آگے ہوتا
 صاحب اذکار الاحرار کیا خوب لگتے ہیں کہ محفل قدس منزل حضرت امیر
 ابو العلا قدس اللہ سرہ الغریب کی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 مجلس شریف کی سنو نہ تھی کہ جو کوئی اس محفل عالی میں وارد ہوتا حباب کی
 مانند دریاے زخار فنا میں اپنی بستی کو گم کرتا اور تمامی خیالات ماسوائے اللہ
 سے پاک ہو جاتا جنبا کہ ظاہر ہے کہ جو کوئی صحبت سراپا برکت میں جناب رست
 ماب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داخل ہوا اور ایمان لایا بدون مجاہدہ اشغال
 و اذکار کے کہ یہ سب ایجاد مشائخین متاخرین کی ہے صرف فیضان صحبت
 سے آنحضرت کے ولی کامل ہو گیا اور صحابی کہلا یا ویسا ہی جو کوئی صحبت فیض
 برکت میں اور فرزند رسول خدا امیر ابو العلا قدس اللہ سرہ کے حاضر ہوا فوراً
 آپکے فیضان سے مالا مال ہو گیا اور یار ان طریقت سے کہلا یا پس کمال نسبت
 محمد کا جناب قطبیت ماب کی نسبت میں جلوہ گر تھا تصرف قلوب کا جو آپ سے
 وقوع میں آتا تھا عجیب خارق نمایان تھا شیخ حامد صدر یوری کا قول ہے
 کہ ہر چند روضہ منورہ میں حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے بھی اب تک بعضے
 خوارق نمایان ہیں لیکن تاہم اوسمیں احتمالات عقلی کو گنجائش ہوتی ہے
 بخلاف اوسکے حضرت امیر ابو العلا قدس اللہ سرہ سے جو خوارق عظیم تصرف قلوب کے
 صادر ہوتے تھے عجیب تصرف خاص تھے کہ اوسکی کیفیت کے دریافت کر نہیں

عقل انسان کی حیران کنی لیے تو کوئی آنحضرت کی صحبت میں وارد ہوتا تھا
 اس ایک نگاہ میں اہل دل اور اہل البصر سے ہوتا تھا جلالت و تعالیٰ
 شاہ حکایت خلیل ماحی ایک شخص مدو صغ مسکرت تھا اکثر مشائخ و
 درویشوں کی شان میں کلمات بے ادبی کے کہا کرتا اور مسخرہ میں کی راہ سے مجلس
 کے صوفیوں کی نقل سنا کرتا ایک روز ایسا تہ خدا و سیرنازل ہوا کہ خود بخود دیر
 سا ہو گیا اور اپنے نوکر کو حکم دیا کہ میرا منہ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے
 سرسرو تیاں مارے کو صومدار میں بہراؤ اور وہ ایسا فکر و گے تو تیار سی گردن
 مارینگے مایا کروں لے اپنی حاکمے خوف سے ویسی ہی بے حرمتی اوسکی
 کی اور گدھے پر سوار لوگوں سے کہتا تھا تاکہ ہر شخص سزا اپنے اعمال کی پاتا
 ہے کہنے یہ ماحراجاب ولایت ماب کے حضور میں ہی بیان کیا اپنے سکرمہ پایا
 کہ شاید اوسے کسی درویش کو ایسا دسی ہو یا کچھ بے ادبی کی ہوا دے عرض کیا
 کہ حضرت کی شان میں اسی اکثر باتیں گستاخی کی کہا کرتا تھا اپنے فرمایا کہ اگر
 ایسا کرتا تو سزا کہتا تھا مگر اب خداوند تعالیٰ اوسکو ہایت قرار دے اور ہر
 ایک زبان معجز بیان سے یہ کلمہ بکھلتا تھا کہ اور ہر اوس شخص کی وہ کیفیت
 دیوانگی حابی رہی حالت اصلی ہو گئی اور بے اختیار دوڑا ہوا آگے صدمہ میں
 حاضر ہو کر تہہ بھر کر پڑا اور عمو تقصیر کا اپنی جیبا حضرت نے معاف فرمایا جب سے
 کمال نظر عنایت کی اور سپر رہی کہ آخر کردہ ولی کامل ہو گیا حکایت امیر نور احمد
 قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ جان محمد درویش میرے والد زریہ گوارہ
 کی مجلس سماع میں اتفاقہ وارد ہوئے اوسوقت تاخیر حضرت کی تمام مجلس یہ

چہا رہی تھی کہ بعضے لڑکے نورسواں بھی وجود و نشوونما میں تھے یہ حالت دیکھ کر
 اون مرد درویش کے دلمین انکار پیدا ہوا اور لڑکوں کے ذوق و کیفیت پر زیر
 لب خندہ کرنے لگے اسی رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر
 ابو العلا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اے شیخ تم اپنے حال کیا ناز کرتے ہو ابھی
 تو تمہارا حال ان لڑکوں کا سا بنی نہیں ہے یہ سنکر اون درویش کو ادنیٰ فح
 عالم خواب میں ایک حالت پیدا ہوئی اور صبح کو ایک نور نادر اپنے قلب میں پایا
 پھر ہمارے حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر عذر تقصیر کیا اور چند روز آپ کی
 صحبت سراپا برکت میں قیام کر کے اور نسبت عالیہ ابو العلا علیہ حاصل کر کے رخصت
 ہوئے حکایت حضرت ملا عمر قدس سرہ کہ جناب قطبیت ماب کے یار و ہمین سے
 تھے ایک دن محفل سماع میں آپ کے ساتی فیض کے ہاتھ سے اونہوں نے ایسی
 شراب بچو دی کی چمکی کہ کمال مستی سے خیب ہستی کو بہاڑ ڈالا اور ایک نعرہ
 الا اللہ کا کر کے جان بحق ہو گئے لوگ اوٹھا کر حضرت کے روبرو لائے اور عرض
 کیا کہ یا حضرت ملا کا تو انتقال ہو گیا آپ نے فرمایا ایسا کیا ہو گا اور اونکی طرف
 نظر جو کی تو وہ فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے اور پھر شور و شکر کرنے لگے جانتا چاہئے کہ
 حضرت کے بعضے یار و ہمین بھی جو منظور نظر کیمیا اثر کے تھے ایسی قدرت و قوت
 حاصل تھی چنانچہ نقل ہے کہ حضرت شیخ ذلی محمد قدس سرہ کہ حضرت محبوب
 جل و علا کے مرید ان بااختصاص اور یار ان خدا شناس میں سے تھے ایک
 روز بازار میں سیر کرتے پھرتے تھے ایک دوکان کے سامنے ایک لڑکا مری ہوئی
 پڈر سی ہاتھ میں لے کر اور ہاتھ میں شیخ قدس سرہ نے اوس سے پوچھا کہ بچے

تو کیوں رہتا ہے اور سنے کہا کہ میان میری پیرسی مرگئی اس لئے رہتا ہوں
 اور مرد خدا عاشق ابو العلاء نے فرمایا کہ یہاں سے تیری پیرسی عمری تو نہیں ہے
 لا تو میں دیکھوں یہ کس اور سپر ہاتھ جو پیرا تو وہ یرند مرد جو باہنہ اور لرکے کے
 ہاتھ پر کوئی لگا اس وہ لڑکا یا تو رہتا تھا یا بے اختیار ہنس رہا حضرت شیخ ولی محمد
 قدس سرہ لڑکوں سے ایسے کھیل اکر لکھتا کرتے تھے عمر مردان خدا خدا سا شہنشاہ
 لیکن زحمت اچھا نہ ہو کما کت جال شاہ مامی ایک فقیر مدار یہ تھا ایک روز
 ہمارے حضرت کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا حضرت آئیے میں عام سے
 میں ہی کچھ امیدوار ہوں آپ نے فرمایا انہی بی بی سے اجازت لے آؤ گیہ مگر
 تم شاید مست و مجرور ہو کر اس کو نان و لقمہ ہو بچانے سے عاجز رہو تو وہ تم کو
 معاف رکھے اسات سے وہ کچھ کہیدہ سا ہو کر چلا گیا اور بعد تین روز کے
 تیر و کان اور خنجر لیکر بارادہ فاسد آئیے حضور میں اگر ارادہ لے آؤ گیہ اور
 کہا یا حضرت اس روز آپ نے مجھے کیا کہا تھا یاد تو کیجئے آپ نے فرمایا تم کو خوب
 یاد ہے مگر تم اپنی یاد کی خبر لویہ فرما کر ذرا اس کی طرف نظر اڑھا کر جو دیکھا تو
 ساری یاد اس کی سول گئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر کر اکل حوا کے کاغذ سے
 یرتارہ ہی گر رہا ابس بھر تو غرے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یار و امیر ابو العلاء
 اتنی نعمت کمال میں میرے بہر دی کہ مارے بوجہ کے کاغذ ہے سے گرا رہا ہوں
 ذرا سنبھال کے میرے کاغذ ہے پر رکھ دو لوگوں نے جوہن کسل اوٹھا کر اس کے
 کاغذ ہے پر رکھ دیا ابس کیس بادہ کھیت سے حنوش اور نشہ شراب وحدت سے
 بدہوش ہو کر محض کاغذ کا مل ہو گیا شکر انکہ جہان اب نگاہ زندہ کر دیا کاش میں تہ نظری رہتا

حکایت حضرت کا معمول تھا کہ ایام بہار میں اکثر آپ مع چند مریدوں اور
 یاروں کے کشتی پر سوار ہو کے جہنا پار والے سیر باغ نور امتنان وغیرہ کے تشریف
 لیجایا کرتے تھے ایک روز دریا کے کنارے ایک فقیر جوگی سے ملاقات ہو گئی وہ جوگی
 ہمارے حضرت کا جمال نور شید مثال دیکھ کر آشفۃ و بیقرار ہو گیا اور ایک دُسیا
 اکسیر کی اپنی جہولی سے نکال کر آپ کے نذر کی آپ نے پوچھا کہ اسمین کیا ہے اوسنے
 کہا اکسیر ہے کہ اگر رتی بہر اسمین سے لیکر تانبے پر رکھ دیکھے تو سونا ہوگا
 آپ نے اوس دُسیا کو جہنا میں ڈال دیا اور فرمایا کہ انہاں خود اکسیر ہے اوسکو دو جوگی
 اکسیر کی کیا حاجت ہے وہ جوگی حضرت کی اس استغنا اور بے پروائی پر سخت
 حیران ہوا اور باتیں کرتا ہوا آپ کے ساتھ ہو لیا اثنائے راہ میں اوسنے کمال حسرت
 سے التماس کیا کہ یا حضرت میری تمام عمر کی کمائی آپ نے دریا میں ڈال دی
 حیران ہوں کہ اب میں کیا کروں آپ نے پوچھا کہ اکسیر کی صورت کیسی ہوتی
 ہے کہا مصورت خاک ہے فرمایا کہ گسائیں جی بس خاک کے لئے اثنائے افسوس
 کرتے ہو اجمی دیکھو یہ جہنا کی ریت سب خاک ہے جتنی چاہو لے لو اور سونا
 بنایا کرو اوسنے بطور خوش طبعی دُسی سی ریت اوٹھا کر تانبہ پر جو رکھا تو فوراً
 سونا ہو گیا تب تو جوگی جی اپنی جہولی منتر اہیک حضرت کے دست مبارک پر
 ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے پھر آپ کے منظور نظر کیا اتر ہو کر خود ہمہ تن
 اکسیر اعظم ہو گئے بہت اناکھ خاک را بنظر کیا کہنے آیا بود کہ گوشہ چشمے با کنندہ
 حکایت کہتے ہیں کہ ایک دن ایکی محفل قدس منزل میں صوفیوں پر وجہ
 و حال غالب تھا اتنے میں کچھ لوگ غنڈے پہانکے شہر کے بارادہ بے ادبی

مجلس تشریف میں وارد ہوئے اور صومو کے دوق و متوق پر چند نرلی اور کھمیر
سحر اس کی باتیں کرنے لگے۔ میں ہمارے امیر مجلس کو جو وجد عالی راہ دہوا
تو حلقہ محفل میں دور کر کے تھیں۔ جب برابر آؤں بے ادبوں کے بیوی بچے تو اور مکی
طرب نظر کر کے فرمایا کہ یا الہی ان لوگوں کو کونسی فقیر و مکی طرح بجا دے۔ پیارہ
انوار علما کیا کرے آج کا یہ فرماتا تھا کہ وہ سب کے سنت دیہاد اور ایک دو سرے
پر گرے اور بے اختیار ناجائز کو دینے لگے۔ میں دن تلمک اور نو مکی ہی حالت دیکھ
جب کسی شخص نے آ مکی حضور میں بہت سے معذرت کی تو آجے فرمایا کہ فقیر
نے تو انکو تشبہا کہا تھا جو میں یہ کلمہ آپ کی زماں سارک سے نکلا اں سہو نکو اما
ہو گیا یہ تو سہو ہونے آئیے شرف سیت کی حاصل کی اور داخل اطالیہ ہو گیا
صومیہ کے ہو کر ایک اور تین سے ولی اللہ ہو گیا شاعر

اے سر جو تن مقاصد کا نظر میں	ہر س گل بہر گل گاہی سراسر گلشن
------------------------------	--------------------------------

حکایت شیخ مخدوم قدس سرہ کہ مرید حضرت محبوب حل ر غلام کے اور والد شیخ
سلف اللہ قدس سرہ معنف اذکار ال احرار کے تھے ایک روز انکو ایسی حالت
سکر کی غالب ہوئی کہ اسے چہر میں سجدہ پڑے رہے اور حضرت محبوب حل و علا
اوس وقت مجلس غامہ میں تشریف رکھتے تھے محفل خوب گرم تھے بڑا دوق و
متوق ہو رہا تھا جب مجلس قریب اختتام ہو چکی تب شیخ قدس سرہ کو سکر سے
صحو ہوا یعنی مدہوشی سے ہوش میں آئے اور دلمیں یہ حسرت ہوئی کہ افسوس
آج کل محفل کے میض سے میں محروم رہا یعنی سب حالت سکر کے شریک محفل
نہو کا اس اور اس کے دلمیں یہ خیال گذر رہا اور میر مجلس خانہ میں آئے اسے

ایک مرید حضرت عبدالحمید بن سرہ کو حکم کیا کہ شیخ محمد رفیع کو لاو وہ جا کر اونکو حجرے
 اوٹھالائے آپنے اوکلی کپٹہ پر دست مبارک اپنا پیرو یا پس ایسی حالت و
 شورش عظیم اوپر وار دہوئی کہ کمال ترقی مقامات کی ہو گئی شیخ
 بلرے شان مرشدی دیکھو ہا ہاتھ تہا یا کہ تہا یہ اسد وہ حکایت ایک مر
 آپ اپنی خانقاہ شریف میں بیٹے اپنے صاحبزادہ حضرت امیر نور العلاء قدس
 سرہ سے فرما رہے تھے کہ میں نے واقع میں ایسا دیکھا ہے کہ شاہجہان بادشاہ
 کے حضور میں غورنری ہوئی ہے اور بہت سی لاشیں وہاں پڑی ہیں بس
 اوسوقت شہر میں ایک غل ہوا دریافت ہو گیا گیا کہ یہ کیسا قتل ہے
 تو معلوم ہوا کہ ابی نواب صدمت خان قتل کئے گئے اور اوتکے ساتھ اور بہت
 سے لوگ مار گئے حکایت ایک ہاتھی شاہجہان بادشاہ کا ست ہو کشتی نامہ
 سے چوٹ گیا تھا مطلق الغان پہر اکڑا تھا جو کوئی سامنے آجاتا اسے پیڑ ڈالتا
 جب کہیں شہر کے اندر آتا تو دوکاندار اپنی اپنی دوکانیں بند کر لیتے اور راہ
 چلنے والے گلی کو چونین بہاگ جاتے ایک روز کا یہ ماجر ہے کہ ہمارے حضرت
 جامع مسجد سے بعد نماز جمعہ کے مست بادہ است اپنی خانقاہ شریف کو تشریف
 لئے جاتے تھے اور کئی مرید پیراہ تھے ناگہان وہ فیل پرست و کمانی دیا کہ چلا
 اتا ہے لوگ اسے دیکھ کر گلیورنیں بہاگئے لگے ایک خادم نے آپکی جناب
 میں بھی عرض کیا کہ حضرت یہ ہاتھی خونی ہے کشتوں کو اسے مار ڈالا ہے آپ
 بھی کسی گلی میں ہو جاوین تو مناسب ہے آپنے فرمایا کہ ابو العلاء اپنی راہ
 چلا جاتا ہے اور ہاتھی اپنی راہ جاتا ہے بہاگئے کی کیا وجہ ہے اتنے میں

وہ سودی آجی ہو نچا اور یا ہا کہ آب پر حملہ کرے آپے نگاہ اوٹھا کر وہ اسکی طرف
 دیکھا تو مس اٹھکے دو لون پاؤں زمیں پر ٹپک کر دم سے بیٹھ گیا اور سر جھکا لیا
 آب اسکی نزدیک پہنچنے لگے صفا خفاہ شریف میں بیٹھنے تک تھوڑی دیر
 کے بعد ایک خادم لے عرص کیا کہ حضرت وہ ہاتھی خاقانہ کے دروازے پر آنکر
 منہ رہا ہے اور کسلی سے خبر نہیں ہوتا یہ سنکر آب قریب اس کے تشریف
 لیگے اور دستک پر ہاتھ پیر کر فرمایا کہ حد کے بند و نکو اذادینا اچھا نہیں ہے
 بلکہ او نکو آرام ہو نچا ما چاہے راج کہاٹے پر کرتی گوار کی نہیں ہے یاد کے
 حانیوا لو نکو بڑی دقت ہوتی ہے تو اونہیں اپنی میٹھ پر بٹھا کر یا راتوار دیا
 حد اچھو کہا نکو بہت کچھ درگاہیں فوراً وہ ہاتھی راج گھاٹ پر جائیگا اور جب
 تک جیتا رہا ہی اور سکا کام تھا کہ راہو نکو اپنی بیٹھ پر بٹھا کر اس پار سے حملہ کے
 اوس یا اور اس پار سے اس پار ہو نچا دیا کرتا اور لوگ دو لون کنارے دیا
 چارہ اوس کے لئے اتنا جمع کر دیتے کہ کھانہ سکتا خوب تیار و ناب من رہا تھا ہاتھی
 کیا تا گویا گڈا رکلی کشتی تھا سارے اکبر آباد کے لوگ اوسے میر صاحب کا ہاتھی
 کہتے تھے مادشاہ کا ہاتھی کوئی بھی نہ کہتا بہت حیرت کر دہی کہ درندہ رام قوت
 لگین سعادت نام تو شدہ حکایت حضرت عوض بیگ قدس سرہ کہ جنابیت
 مآب کے مرید ان راٹھیں اور بارال مقررین سے تھے اوٹھا یہ معمول تھا کہ
 جس وقت او نکو حالت آق تو کھڑے سارک اپنے پیرے ٹھیلے کے اور کسی طرف
 نگاہ کرتے اتفاقاً اگر کوئی درمیا من حایل ہو جاتا تو لے اختیار اپنے سر کو زمین
 پر ٹیکتے اکر وڑا اتفاق ہوا کہ سین شورش میں بیگڑی اونکے سر سے گول کے

چہرہ پر آپر سی اور حجاب ہو گیا بس نہایت بے چین ہو کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دی
 دی حاضران مجلس سے کہنے اوں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہا کر کے چہرہ حجاب اوٹکوا فاقہ
 ہوا تو آپنے فرمایا کہ مرزا کی پگڑی کہاں ہے جسے وہ ٹکڑے اوٹھا سکے تھے حضرت
 کے سامنے آیا آپنے وہ ٹکڑے لیکر اپنے دست مبارک سے مرزا صاحب کو
 دے کہ لو مرزا اسے باندھ لو اوہنوں نے سر پھینٹنا جو شروع تو پگڑی مسلم تھی
 ٹکڑے کا تو کیا ذکر ہے کہیں سے ذرا ہٹی بھی نہ تھی بول سہمی کا
 ابو العلاحی کے مین بلہاری تھے چرن سوری انکی پگڑیا حکایت ایک دن
 فضل بہار مین جناب ولایت ماب معہ چن رخا دھونکے جینا پار باغ کی سیر کو تشریف
 لینگے تھے پرتے وقت جب کشتی پر سوار ہوئے تو شیخ ناصر قدس سرہ کو کہ حضرت
 کے مریدوں سے تمہے ذوق آگیا اور حالت شورش مین اپنے سر کو کشتی پر لٹا
 پٹک پٹک مارا کہ مجھ پر ہو ہو گیا اور سر سے اتنا خون نکلا کہ ٹوٹی اوٹکی لٹل
 خون آلودہ ہو گئی جب کشتی سے اترے تو جناب کراست ماب نے دست مبارک
 اپنا اونکے سر پر پیر دیا کل کو جو وہ حجامت بنوانے لگے تو کہیں ذرہ آثار بھی
 چوٹ کا نہ تھا بلکہ بحالت اصلی ہا الکل سر صاف تھا حکایت شیخ فتح اللہ
 صوفی ایک دن ہمارے حضرت کی مجلس سماع مین وارد ہوئے چونکہ غور باغی
 شیخ کا اونکے دماغ مین سمارا تھا ایک بھٹہ میسر اوٹھ گئے اور اشارہ مین
 اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ شاہ ابو العلاحا چاہتے ہیں کہ اوہونکی طرح ٹھیکو
 یہی بیہوش کر کے لٹا دیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے میرا حامی تو میرے سر پر ہو جو
 ہے یفتی پیر سلسلہ میرا اسی راستہ کو اوہنوں نے عالم خواب مین دیکھا کہ اونکے

یہ سلسلہ یہ فرماتے ہیں کہ سید ابو العلاءؒ کیا اسکے صاحب ولایت ہیں جو شخص اس سے
 خلاف کرے گا ہرگز مہربان مقسود کو نہ پہنچے گا ہر چند یہ خواب دیکھ کر کچھ متردوسے تو
 ہو گئے مگر بخت کمال تہ تیغ کی کچھ خیال میں نہ لائے صبح کو ایک حوض کے کنارے
 کہ مانی سے ملبس تھا بیٹھے کتاب محرابوں اعلیٰ دیکھ رہے تھے ناگاہ کچھ ایسی
 حالت اوپر وار رہی کہ منہ کتاب غراب سے حوض میں گر پڑے فریدون نے
 بدستوا ہی حوض سے کال لکھ حجرہ میں بند کر دیا جو نکلے خدا ہی قرین حال اور نکلے
 تھا حجرے کے کیوار میں ایک لات ایسی ماری کہ ٹوٹ گیا بیتاب ہو کر باہر بھاگے
 اور یہی کہتے تھے خدا میرا کمان ہے القصہ گرتے پڑتے شباب ولایت مات کے
 آستانہ فیض کا شاہ مکہ بیوی کے اور آئیے قدس منیر سر رکھ دیا اور نکلے مردوں نے
 حضور میں عرض کیا کہ ہمارے سر کو اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا اب آپ ہم کو بھی ایسا
 ہی کر دیں کہ ہم بھی لوٹے لگیں اور ہماری بگڑیاں بھی زمین پر گر پڑیں اللہ اکبر
 ساعت کے حوض کو افاقہ ہوا تو حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ ہاں شیخ تمہارا
 حامی نے کیا فرمایا حوض کیا کہ ستواے اسکے کہ انکی جناب میں حاضر ہو کر غدر
 قصیر کروں اور کچھ نہیں فرمایا پہر شیخ نے ماجر ایسا یوں بیان کیا کہ میں بلب
 حوض میں کتاب دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ صورت ایک سیری آنکھوں کے سامنے جلوہ
 موی اور اپنے ایک نگاہ خمیر کی بس میں ایسا بیتاب و بے قرار ہو گیا کہ ضبط نہ کر سکا
 اور بچہ دہو کر حوض میں گر پڑا اس کترین زندگان کو بھی ایسے فیض عام
 سے مینیاں کچھ پینا چھ چند روز کتاب محبت سر اپا برکت حضرت کا کر کے
 نسبت عالیہ ابو العلاءؒ کو حاصل کیا حکایت ایک شخص تھا کہ آبا اجداد

اوس کے طریقہ انیقہ نقشبندیہ میں ارادت رکھتے تھے اس شخص کی خواہش ہوئی
 کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت حاصل کرے مگر متروود تھا کہ کن بزرگ کے ہاتھ
 پر بیعت کرے ایک رات اوسے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا مکان عالی شان
 ہے اوس میں حضرت قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سید محی الدین
 شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جلوہ افروز ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے عزیز
 خانو اوسے سب ایک ہی ہیں اور میرا فیضان سب سلسلوں میں شامل ہے
 بس جس سلسلہ میں کہوے جو انی کی ہے اوسی سلسلہ میں داخل ہو چو کہ اس
 نہ جانتا کہ وہ کون سلسلہ ہے متامل ہوا پھر فرمایا کہ وہ سلسلہ خواجہ بہار الدین
 نقشبند قدس سرہ کا ہے اوس شخص کا ارادہ مستحکم ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل
 ہوتا ہوں مگر متروود تھا کہ کن بزرگ کے ہاتھ میں ہاتھ دے ایک رات کو یہ ماجرا
 گذرا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی ناواقف بلا تامل اوس کے مکان میں
 چلا آیا اور ایک رقعہ سبز اوس کو دیکر کہا کہ حضرت امیر ابو العلاء قدس اللہ سرہ نے
 دعا تجھ کو فرمائی ہے یہ لکھ کر غائب ہو گیا صبح کو جو وہ شخص جناب امیر کے حضور
 میں حاضر ہوا تو اوسکی صورت دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ ایسا بزرگ کی مدت سے
 حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند قدس سرہ نے تجھ کو میرے سپرد فرمایا ہے اللہ
 اوسے آگے دست مبارک پر بیعت کی اور ایک ہی توجہ میں سرشار سے معرفت کا
 پہو گیا حکایت شیخ خلیل قدس سرہ نے حضرت محبوب خاں علامہ قدس اللہ سرہ
 کے حضور میں التماس کیا کہ یا حضرت ایک کلاہ بطور تبرک غلام کو مرحمت ہو
 چنانچہ آپ نے عنایت فرمایا اتفاقاً شیخ خلیل جو ایک لڑائی پر گئے تو وقت جنگ کے

وہی ٹیٹی حضرت علیؑ اپنے سر پر کھلی ایک تیر جو اس کے سر پر لگا تو معاییناں اس کا
 دیر تک نہ چو گیا اور اس کے سر پر مطلق صدر نہار نہ رہا نہ ہو سکا جسے نتیجہ صاحب کا
 معمول تھا کہ جس کسی لڑائی میں جاتے تو وہی ٹیٹی حضرت کے پیس لیتے پھر
 کوئی حربہ اس کے بدن تک نہ پہنچتا اور اچھا نا اگر ہو جیتا تو ٹوٹ جاتا اور اڑ نکلتا
 جسم صحیح و سالم رہتا حکایت حنا قطیبت مآب محبوب محل و علا حضرت امیر
 ابو العلاء قدس سرہ کا دو تھانہ شہر اکبر آباد میں محلہ صوفی پورہ میں واقع تھا
 کہ فی زمانہ اس محلہ آباد نہیں ہے بلکہ اس کا حکمیر مالکل سید الہ آبادیہ ہے
 اور اسی محلہ میں مشعل خاں شاہ شریف حضرت علی جوہر میر بغاں قدس سرہ
 بھی تھے جو حضرت خواجہ قاتی مالدہ دہلوی قدس سرہ کے مرید اور حضرت شیخ احمد
 سرہمدی قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور باوجود مظہر شیخت کے خدمت صدر
 شہر اکبر آباد کے بھی او کو تھی مادتہا ہی وقتوں میں یہ عہدہ مثل عہدہ تنہا کے تھا
 کہ شہر کے ہر طرف کے حکمران قضائی اور زمین کے محکمہ میں رجوع اور فیصلہ پہنچتے
 اور حکمہ اور غارتوب جامع مسجد کے تھا اس زمانے میں اس جگہ پر ایک مسجد ہے
 اتنا کہ وہ مسجد محکمہ کی کہلاتی ہے الغرض ایک روز انہوں نے ضروری اس کی حکومت
 کے ایک شخص سہند کو زبردستی مسلمان کر ڈالا یہ خبر ہمارے حضرت نے جو کسی
 تو نے سنا تھی اتنی بات آپ کی زبان کر امت بیان سے نکل گئی کہ جس کی کیا ضرورت
 تھی اور پھر بھی مسلمان کرنا ہو سکتا ہے بعض لڑائے والوں نے کہ ہر بائین
 ایسے شیطان حصات لوگ ہی ہوا کہ ہیں اس تقریر کو ہمارے حضرت کی کج
 اور لون مروج لگا کر میر بغاں تک پہنچایا اور انہوں نے جیلہ جو اندہی اس امر کے کہ آیا

اجراے احکام اسلام میں کس جہت سے اعتراض کرتے ہیں انکو اپنے محکمہ دارالقضائین طلب کیا آپ تشریف لیجئے جب جوہری بازار میں پہنچے انکو خطۃ الہی قرین حال ہوا اور ایک نفرہ کیا نفرہ کی آواز سنتے ہی کسی جوہری بچہ کہ اپنی دوکان پر بیٹھتے تھے بچہ دھوکہ گرے اور بے اختیار کلمہ پڑھتے آگے پیچھے دوڑے اور اوس وقت اویجگہ آپ کے دست مبارک پر سلما ہو گئے میر نعمان نے جو یہ خبر سنی تو فوراً اپنے محکمہ سے اوشکر آپ کے استقبال کو دوڑے اور اتنا راہ میں آپ سے ملاقات کر کے بہت سی معذرت کی اور کہا کہ آپ نے تو ہمیں ہمارے سوال کا جواب دیدیا۔

ہنی دولت سر کو تشریف لیجاوین زیادہ کالیف نفقاء اپنے وہیں سے خانقاہ شریف کطرف مراجعت فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ اس طریق کے سوا اور طریق بھی مسلمان کر نیکا ہے وہ بھی عنقریب ظاہر ہو جائیگا اس ماجرا کو چند روز گزرے تھے کہ ایک روز جناب کرامت مآب اپنے خانقاہ شریف کے مسجد صحن میں کہ برسر راہ واقع تھی رونق افروز تھے ناگاہ ایک جوگی مینا کا پنجرہ ہاتھ میں لئے اوسی راہ ہو کر نکلا آپ نے اوسے دیکھ کر اپنے عزیزوں سے فرمایا کہ اس جوگی کو پنجرے سمیت یہاں ٹھکا تا چاہئے وہ لوگ لے آئے جب جوگی آگے بیٹھا تو آپ نے وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے بعد اوسکے وضو کا پانی جو بچا ہوا تھا دست مبارک میں لیکر اوس پنجرے پر ڈال دیا اور دروازہ پنجرہ کا کھول دیا پس وہ مینا پنجرے سے نکل کر بصورت ایک عورت صاحبہاں کے ہو گئی حضرت نے اوس سے پوچھا کہ اے بیٹی تو حال اپنا بیان کر اوستے عرض کیا کہ یا حضرت میں ایک ہندو زمیندار کی بیٹی ہوں اپنے دروازے

یہ کہڑی تھی اس جوگی نے جو مجھے دیکھا تو عاشق ہو گیا اور حادو مجھے مینا سا کر
 خنجرے میں رکھ لیا اپنے ساتھ لئے میرا ہے اور رانگو صورت اصلی سا گوری
 لے آ کر لی کرتا ہے ایک مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہوں آج اپنی
 قسمت کی رہبری سے حضور کے جہاں تک پہنچ گئی میرا ہے اوس سے فرمایا
 کہ اگر تجھ کو خواہش ہے کہ جانے کی ہو تو اسی ہو نچادوں اوسے التماس کیا
 کہ یا حضرت میری قسمت میں جو تھا سو ہوا اب اگر رو رہی ہے کہ جھکو مسلمان
 کر کے اسی لونڈیوں میں داخل فرمائے کہ آئیے آستانہ کرامت نشانہ کی جا رہو
 کشتی کیا کروں آیا قدم ہوڑ کے جو کہیں جاؤں تو محسوس نصیب کوئی نہیں
 اپنے اوس وقت اوس کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ بیٹی تیرا یہ گھر ہے شوق سے رہا ہے
 اوس کے اون جوگی کھٹکے متوہ ہو کر راتاد فرمایا کہ جوگی حسی تم فقیر کہلا کے اسی
 حرکت سخیف کرتے ہوڑے ترم کی بات ہے تم فقیری کا نام ڈھویا لو جاؤ اپنی
 راہ لو اونکی تو حالت یہہ ما حرا دیکر بیٹے سے متغیر ہو ہی رہے تھے ایشا خضر کا
 فرمایا تھا کہ روڑے اور دور کے قدمو نیز جا کرے اور خود بخود کلمہ شہادت کا پڑھنے
 لگے قصہ مخضر وہی مسلمان ہو گئے میر جناب کرامت مآب نے اون دو لو کو نکالا
 آسمین کر دیا اور وہ دونوں عورت و مرد حلقہ فرید و زمین آپ کے داخل ہو کدت لہر
 خانقاہ شریف سے کہیں ماسپر گئے اون جوگی کا نام حضرت صفونی علا قلی رکھا
 تہادہ روڑے او لیاے صاحب مقامات سے ہوئے ہیں اور وہ لی فی زائہ وہی
 ولی کاملہ ہوئی ہے مزار اون دونوں کے حضرت کے مزار مقدس کے یا عین کی طرف
 رنگاہ شریف کے احاطہ سے ماسپر دیوار احاطہ واقع ہے وہ بھی زیارت گاہ خاتم

کی اور جوگی جو گن کی زیارت کر کے مشہور ہے بیت زایجاد شش قنبار خرد کنند
 بکر زہ پہلو کر اما تش با عجازا حکایت میر نعمان قدس سرہ جہا ذکر اور پر کی
 حکایت میں بھی ہوا از انجا کہ وہ بزرگ نقشبندیہ سرسندیہ تھے سماع سے اونکو
 کمال انکار تھا اور ہمارے حضرت کی خانقاہ میں جو اکثر سماع ہوا کرتا تھا تو
 وہ چاہتے تھے کہ بزرگ حکومت صدارت کے عزامت پہونچاویں مگر ہمارے حضرت
 کی شان پر وہ ہیبت حق تھی کہ آپکے کمال حیرت حلال سے اونکو جرات نہ تھی
 کی نہ ہو سکتی تھی بیت جو کہ ہیبت ہے یہ صاحب لقی کی ہیبت حق نہیں ہے غلو کی
 ایک روایا اتفاق ہوا کہ بہ تقریب فاتحہ عرس حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
 چشتی قدس السرہ الغریر کے ہمارے حضرت کی خانقاہ شریف میں مجلس سماع
 کی تھی آپکے فرید ذوق و شورش میں نغمے کہ رہے تھے حویلی میر نعمان کی تو
 قریب خانقاہ حضرت کے تھی درویشوں کے نغردن کی آواز جو اونکے کانوں تک
 پہونچی تو کچھ ایسا اثر اوسکا اونکے قلب پر ہوا کہ باوجود احترام سماع کے بے اختیار
 مجلس شریف میں آنکر حاضر ہوئے ہمارے حضرت نے پیاس خاطر اونکے راگ
 موقوف کر کے ساز تو اونکی کو ٹھہر گئیں بند کروادے ایک درید کو حضرت کے کہ جب
 بہت غالب تھا اونہوں نے ایک نغمہ کیا بجز اوونکے نغمہ کے وہ ساز کو ٹھہر گئے
 اندر خود بخود بچنے لگے اور محفل پر گرم ہو گئی شعر نغمہ وہی ہے کام کا تاثیر حسین
 کس کام کی وہ ہوئے کہ جس ہو میں ہو نہوا پس بجز داس حال کے میر نعمان قدس
 سرہ پر ہی حال وارد ہوا کمال میقاری سے شورش و رقص کرتے تھے اور یہ
 شعر پڑھتے تھے شعر بجز از خود نمی و انم خرابا کیستم بدست مخمورم ندا نم از شراب کیستم

جب سے میر نمان قدس سرہی ہمارے حضرت کے معقداں صادق الامتقا
 سے ہوئے حکایت خاصہ قطعت مرتبہ معارف منزلت محبوب محل، علامت حضرت
 امیر الواعظ قدس اللہ سرہ الکریم ہیرو سوار ہوا کرتے اور اوس میں دو گینی جوتے
 رکھتے تھے میں حضرت کی سوار کی تاثیر رکبت سے اون گینوں کو یہ حالت ہم
 پہنچتی تھی کہ حشوت مجلس سماع کی آپکے خاتواہ شریف میں شروع ہونی روز
 کیے گا و خانہ سے رسیان توڑ کر داخل محفل ہوتے اور صوفیہ کے حلقہ میں
 شامل ہو کر بے اختیار اپنے گونے گونے پہنچ لوگ اونکو جدا کرتے مگر ہرگز وہاں سے
 نہ ہٹتے حکایت ایک روز ہمارے حضرت خاصہ نوتس فرما رہے تھے اور صحن مکان
 میں ایک کتا سیٹا تھا آئینہ دستروان شریف سے ایک بڑی اودھا کر اوس کے سانس
 جو بیسک دمی اور اوسے کہانی توں اوس کتے کی یہ کیفیت ہوں کہ ایک سال
 وزیرانہ کے گوشہ میں جایا تھا اور تازندگی اپنے وہیں بہار ہا صرف مغرب ورت
 بولی و درار کے کسی تاہر نکلتا تھا اور اوسکی سانس سے برامد کر جادسی رہتا
 تھا صاحب رکنا مرگیا تو آئے فرمایا کہ اسے دفن کر کے قمر کی باد و چنانچہ خادموں
 نے ویسا ہی کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتا اسی درگاہ شریف کے رقبہ میں حضرت
 کے مزار مقدس کے بائیں کپڑوں کہیں دفن ہے مگر اب تو آثار قبر قہ کا اوسے نمایاں
 نہیں ہے اور نہ کوئی تاہر نکلتا ہے کہ کس مقام پر دفن ہوا تھا رباعی
 یہ تاسم جو گندہ سے سرگین ہے ہادی جو کٹ کا کتا کتر ہے ہادی نفست کے خواہ کے اتھو
 وہ سایل ہے تہنا اور نہیں ہے حکایت خواجہ ابوالحسن دیوان جہانگیر شاہ
 کے حضرت کی جناب میں کمال اعتقاد رکھتے تھے ایک روز رات کو ان کے مکان میں

مجلس فاتحہ عرس شریف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی انہیں
 نے حضرت کی بھی دعوت کی آپ ہی اوس مجلس متبرکہ میں تشریف لے کر ماہوے
 وہاں اکثر لوگ اوہاں شہر کے انکار پیشہ بھی جمع تھے اور صوفیوں کے وحدہ شورش
 پر مبنی تھے ناگاہ جناب قدسی القاب مستغرق دریاے رب الارباب نے جو ایک نعرہ
 کیا بس وہ سب منکرین گریبان ہستی کو پہاڑ کر طرف میدان مستی معرفت کے
 دوڑ گئے اور اس بیابانی سے اونہو نگو شورش ہوئی کہ جتنے شیشے گلاب کے شیریں کے
 خواہنچہ پر رکے تھے بالکل چور چور ہو گئے حاضران مجلس اس واقعہ عجیب کو دیکھ کر
 غریب دریاے حیرت کے تھے قصہ اون سہوں نے آپ کے دست مبارک پر توبہ
 کیا اور داخل طریقہ عالیہ ابوالعلائیہ کے ہوئے حکایت میان ہیچو قدس سرہ
 کہ حضرت کے مریدان باختصاص اور یاران خدا شناس سے تھے اونکو فضیلت
 صحبت آپ کے یہ سوزش عشق الہی اور حرارت قلب کی حاصل ہوئی تھی کہ ایک
 وہ بیٹے ہوئے دیوان حضرت شاہ قاسم الوار قدس سرہ کا دیکھ رہے تھے ناگاہ
 کیفیت اونپر طاری ہوئی اور اوس حالت مستی میں لعاب دہن ازجا جو کتا
 کے ورقوینگر اوتھیں جس مقام پر لعاب گرا اوس اوس مقام کا کاغذ چل گیا
 کہتے ہیں کہ کتنی مدت تک وہ اوراق سوختہ شہر اکبر آباد میں موجود تھے لوگ اوکلی
 زیارت کرتے تھے مگر اب تو کہیں تپا اور کھانہ بن ملنا حکایت ایک روز ایک بڑا
 عامل صاحب دعوت اسماء کیا کہ جو تصرف چاہتا تھا اوس سے ظاہر ہوتا تھا
 حضرت کے حضور میں وارد ہوا اتفاقاً وہ وقت حضرت کے خاصہ نوش فرمانے کا
 تھا جب کہانا آئے دسترخوان پر چیا گیا تب آپ اوس عامل کے بھی متواضع

ہوا جب برسر دسترخوان آئے یہاں تو اس نے سیدہ تقرب کیا کہ ہاتھ دینا اور یہ کہ وہ اس کا
 طرح طرح کے کماے لطیف اور موسے عجیب ہاتھ میں لیکر دسترخوان پر رکھ دے اور
 منتر اسات کا ہوا کہ ہمارے حضرت ہی کچھ اپنا تقرب دیکھا، میں اب دعاؤں کے
 حطے پر دسترب ہو گئے اتفاق وقت سے اس سرور خانقاہ شریف کی مرست ہوئی
 تھی معماروں نے کونگل کے لئے گلاوہ نایا تھا آئے دسترخوان پر سے ایک کالی
 حالی کر کے ایک خادم کو دی اور فرمایا کہ اس میں گلاوہ بھر کر لے اور ارشاد بجا
 لایا اور دسترخوان پر رکھ دیا جو بہن حضرت نے نظر کیا اثر سے اس سے دیکھا اور
 وہ گلاوہ تروتارہ حلوا ہو گیا تب تو وہ عامل مخیر ہوا پھر بعد کھانا کمانے کے اس سے
 سیدہ تقرب کیا کہ اور کمالا خانہ کی مدیر پر جا بیٹھا حضرت نے جو اس کی طرف بھاڑ
 کیا تو وہ مانند تیر کے وہیں جم گیا اور آپ نے فرمایا کہ اچھا تقرب دیکھا اب اور آئے
 وہ کب وہاں سے ہل سکتا تھا آخر شہت سی سعادت کرنے لگا جب حضرت
 نے بنظر عنایت و عنواؤں کی طرف دیکھا تب بحالت اصلی ہو کر اور آیا آپ
 فرمایا کہ بابا جو کام تم کرتے ہو یہ کام جن اور شیطان کا ہے ہم بندگان خالق
 کو خالق نے واسطے اپنی عبادت اور فرما سوار کیے خلق کیا ہے کشف رکبات
 دیکھانے کے لئے کہیں پیدا کیا ہے اس واسطے وقت اس سے حضرت کے دست
 اندس پر تو یہ کیا اور چند روڑا کی محفل معارف سرال میں حاضر ہو کر واصل
 عارف بالسر سے ہو گیا حکایت آئی کے رے صاحبزادے حضرت سید العلماء امیر العارفین
 قدس سرہ کی ہمسور شادی تھی حضرت محبوب حل و عبارات کا حلوس ملا خطا
 فرما سیکو ایک دوکان کی جہت پر رونق افروز ہوئے دیکھا تو اس وقت گہنا چارون

طرف سے جو دم ہی ہے پانی برسا ہی چاہتا ہے پس اپنے سر مبارک اوٹھا کر
 آسمان کی طرف جو نگاہ کیا تو زمین بادل پھٹ گیا اور چاند نکل آیا جب بارات
 بخیز و خوبی بڑے جلوس اور رونق سے دولہا کے گھر پہنچ گئی تب ایسا پانی
 برسنے لگا جس کا بیان نہیں ہو سکتا حکایت شیخ محمد رفیع قدس سرہ لکھتے
 ہیں کہ ایک بار میں بدین اجازت اور رخصت اپنے سرور مشہد محبوب جل و علا حضرت
 امیر ابو العلا قدس سرہ کے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ بارادہ سفر لاہور کے
 چلا جب سر اسے مارہ یلمین پہنچا رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مرشد برحق
 فرماتے ہیں کہ تو کہاں جاتا ہے میں تجھے جانے نہ دوں گا اور نہ چور و کاپس اور سبقت
 قلب میں ایک شورش عظیم پیدا ہوئی اور تو ریشی رات رہے بدین اطلاق
 بھائی کے ابراہاد کی طرف چلے یا جب حضور میں حاضر ہو کر مشرف بنیارت ہوا تو
 سجدہ و مشاہدہ جمال بے مثال کے جو فوق و کیفیت طاہری ہوئی کہ بیان میں نہیں
 آسکتی ہے اور اوسنی کیفیت کے عالم میں یہ شعر پڑھتا تھا شعر بردار بندہ بگریختہ
 آبروے خود ز عصیان ریختہ

چوتھی قسمت

سچ احوال سرا پا کلال و طلال ارتحال حضرت محبوب جل و علا امیر ابو العلا قدس سرہ
 سرہ کے اس جہان گدازان سے طرف مدفنہ رضوان اور گلستان جنان کے
 اور تذکرہ اون کر امتو کھا جو بعد انتقال کے روح پر فتوح آنحضرت سے ظہور میں
 آئیں اور مزار شریف سے اب تک ظاہر ہوا کرتی ہیں۔
 احوال انتقال کا حضرت امیر نور العلا قدس سرہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد

نرگوار کو ایک عرصہ سے مارضہ حرقت بول کا لاحق حال تقدیس اشتعال کے
 تھا آخر کو جب کمال شدت اس عارضہ کی ہوئی تو رخصت کے چند روزیہ پیشتر
 سے آپ نے کہا ماینا یا اکل ترک کر دیا کہ جسم مبارک میں آجکا مانند روح کے طبع
 و سر نہ ہو گا مین بیمار داری میں حصر کے حاضر رہتا تھا مارچ آٹھویں صفر کو رات کے
 وقت کہ باعث مہار کے محکو غلبہ غید کا تھا ایک ذری آنکھ جو لگ گئی تو عالم
 خواب میں یہ معلوم ہوا کہ آب یہ نہ فرماتے ہیں کہ ما با اسی میں نہیں جاتا ہوں
 صبح تک ہوں تیر میں جاگ اوٹھارات کو جو خیال کیا تو دیکھا کہ اسی رات
 ماتی ہے حب سیدہ صبح کا نمودار ہوا حضرت نے اشارہ سے نماز ادا کی بعد
 اس کے نسبت حالت دستورش کی ایسی آئیکو غالب ہوئی کہ ہرین موسے ذکر الہ
 کا عاری ہو گیا اور اسی حالت میں طایر روح رفیع لے حضرت کے طوف
 گلزار حبان اور مضامے الارکان کے برابر فرمایا داوید صمد داوید کہ حلقہ یار و
 حلقہ ماتم ہو گیا اور شور انا للہ وانا الیہ راجعون کا تا بفلک الافلاک پہنچا
 جانتا ہے کہ تاریخ نویں صفر کو کہ دن سگل کا تھا بوقت نماز صبح کے حضرت
 انتقال ہوا ہے اور سال ہجری قدسی الکنز اریکسٹہ تھا تسلسلہ ہجری اور
 مدت عمر شریف حضرت کی اکثر برس ہے فائدہ یہ کہ تائب گناہ جب یہ
 میل شہر اکرام میں حاضر ہوا ہے تو سال بارہ سو اسیٹھ ہجری تھا صوت
 روضہ سورہ پر حاضر ہو کر بعد قد موس اور فاتحہ کے انگلیں بند کر کے بائیں ہاتھ
 شریف میٹھا کا لٹوئیں یہ آواز آئی کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ حضرت کے
 انتقال کے یورے دو سو برس کے بعد تو زیارت سے مزار انور کے مشرف ہوا

واقع ہو کہ مرزا مقدس حضرت کا مستقر خلافت اکبر بادشاہین شہر سے باہر ایک کھوکھڑے گیارہ گیارہ زمین سلطان گنج کے واقع ہے تو یزید قبر شریف کا آپ کے سنگ مرمر سے ہے برسر تو یزید سبحان ربی الاعلیٰ انجمن بنیت کندہ ہے اور مرزا شریف کے سر ہاتھ ایک لوح سنگ مرمر کی نصیب او سپر جو تار یحییٰ حضرت کے زمانہ کی گندی ہیں وہ لکھی جاتی ہیں۔

تاریخ از حضرت امیر افضل حراری قدس سرہ

دائے کر شاہ ابو العلاء ساخت مکان بلال
مور فیض ایزدی مہبط نور احمدی
مرشد و پیر کا ملان رہبر راہ سالکان
ارشاد آل مصطفیٰ امجد نسل خواجگان
حضرت میر ابو العلاء سرور اولیادین
زینت بکار معنوی بہت بملک جادوان
خواست چو افضل از خرد سال وصال
گفت برفت از جہان قطب جہان ابو العلاء

ولہ

گو بہر بحر و فاکان سخا منبع فیض
بو العلاء رکن جہان غوث نہان جامی بن
ساعت و روز و سال وصال افضل
کاشف سر خدا عارف حق مرشد راہ
کرد چون رحلت ازین دنا و فنا سوا الہ
شد نہ شنبہ نیم ماہ صفر صبح بگاہ

تاریخ از حضرت امیر نور اللہ نبیرہ آنحضرت قدس سرہ

درس الف و واحد و ستین
شد مقامش مقام علیین

امت تاریخ او دل مبارک رت قطب زماں بہالم پاک

حضرت کے حرارِ شریف پر ہمارے گنبدِ نیلو مری آسمان کے ارکوں کی گنبد نہیں
مگر دو درخت ایک تو رنا دو سر اہم جو مراد مقدسین پر واقع ہیں وہ تو البتہ ایسا حیرت
کے ہوئے ہیں کہ ملائکہ ایک گنبد نہ مری ہے بیانِ ادب کر امتوں کا وہ
انتقال کے اسی رہائے قریب میں حضرت کی روح پاک سے جہو میں آئیں
کرامت مولانا ربی محمد قدس سرہ کہ ایک مرتد ان کا ملیں سے تھے نقل
کرتے ہیں کہ حضرت کی جس مبارک کو غسل دینے کے وقت میںے جا ہوا کہ ایک
یہلو سے دوسرے یہلو کی طرح پیروں میں جو درختوں مقدس سے کرتا
بدلی اور ملا استغاثت کیسے آپ ہی بشر ایسا غسل کی ادا فرمائی کہ امت
شیخ محمد رفیع قدس سرہ کہ مرید اور عاشق راہِ حضرت کے تھے آپ کے انتقال کی وقت
حاضر نہ تھے کہیں سفر کو گئے تھے وہیں آہوں نے ایک رات عالم رویا میں
دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اسے محمد رفیع میں اپنے وقت کا قطب تھا مگر کم
کینے مجھے بیجا مایہ خواب دیکھ کر او کو تعجب ہوا کہ حضرت نے تو کلمہ عظیم کا اپنی
نسبت کسی زمان مبارک سے نہیں فرمایا تھا اب جو فرماتے ہیں یہ معلوم
اس میں کیا اسرار ہے الغرض وہ مضطرب ہو کر آکر آوازیں آئے اور حضرت کے
استقال کا حال ناام اشتال شکر مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگے اور تھامے
دیدار حال با کمال میں سقرا تھے مارے ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت کا فرارِ شریف
جو کہ پہلے کئی ایمنوں سے جانا گیا تھا بعد اے شیخ محمد رفیع قدس سرہ کے سفر
یختہ نامیکو کہولا گیا اور اتفاق حسنہ لوگوں نے انہیں کو راستے رکھنے عطر پاک

قبر شریف کے اندر اوتار اوسٹون نے زیارت آپ کے جمال عدم الشال کی کی
 قد ہو کہ جو بارہ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں وہاں دیکھا زبان او کے بیان میں گوئی اور
 عقل او کی فہمید سے عاجز رہے۔ جانتا جا رہے کہ جہاں مزار شریف حضرت کا ہوا
 تھا زمین وہاں کی ریگ آمیز اور گیلی تھی اور کچی اینٹوں سے چٹائی قبر کی ہوئی
 تھی پہری مہینوں کے بعد پوچھتے بنائے کیلئے کہو لا تو مزار شریف میں ہرگز کسی
 جگہ جیش نہیں ہوئی تھی اور جسم مقدس اور کفن مطہر پر کہیں وہ پٹانک نہیں
 آیا تھا کہ امت حضرت امیر نور العلاء قدس سرہ سے روایت ہے کہ قبر شریف
 حضرت کی غلطی سے کچ کہو دی گئی سمت قبلہ کا لحاظ نہ کیا گیا اور نقش مبارک
 کو بھی اوسط طور پر دفن کیا جب پختہ بنائیکو قبر شریف کہو لی گئی تو نقش مبارک
 کو موافق قطب کے پایا اور سر اقدس قبلہ کے طرف ایسا متوجہ تھا کہ گویا تن سے
 جدا ہو گیا ہے جب مزار مقدس پختہ طیار ہو کر اور تقوید سنگ حرر کا اور سیر نصب
 ہو کر بالکل مرتب ہو گیا تب ایک روز کوئی درویش ولی السلفا تہ پرہنے کو
 حضرت کے مزار پر وارد ہوئے اور بعد فاسخہ خوانی کے خدام درگاہ سے اونٹوں
 لئے کہا کہ تم لوگ کیسے نادان ہو کہ ایسے قطب زمانہ کو کعبہ کے رخ سے منحرف
 دفن کیا ہے بس وہیں آواز غیب ہوئی کہ اسے درویش یہ صاحب قبر تو رخ
 بقبلہ لیا ہے لیکن اگر تم قبر کو بھی چاہتے ہو کہ کعبہ کے رخ ہو جاوے تو وہ کہو
 اسی ہوئی جاتی ہے چنانچہ معاً تقوید مزار شریف کا موافق سمت قبلہ کے کچ ہو گیا
 کہ آج تک وہاں ہی کچ ہے جن لوگوں نے زیارت مزار شریف کی کی ہوگی
 اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو گا کہ امت کہتے ہیں کہ جب قبر شریف کو پختہ بناتے

تھے اور پھر کے تختوں سے پائے تھے اتنا ما ایک راہبر ہماروں کے ہاتھ سے
 جیوٹ کر اُنڈر ترتریف کے جاگرا لیکن خدا کی قدرت سے نمرین یہ ہجیر ایک طرف
 کو کھڑا ہو گیا اور یہ وہاں سے خود بخود اوچل کر حسن مقام راہ کے نصیب کرنا منظور
 تھا وہاں جمیدہ ہو گیا انیس مبارک یزور اسی آسیب بہ ہو گیا کہ راست نشج
 ہے کہ جب جہو تر ہزار ترتریف کا سنگین بنائے گئے تو معاً تھینہ کر کے نئے پتھر کے
 سب ایک ہی پیمانہ کے لائے تھے جب سب نصیب کیے گئے تو اخیر کو ایک تھیمہ جہو
 نکلا اسماعیل مترو پند سے آخر یہی صلاح شہری کہ کل دوسرا تھیمہ موافق پیمانہ کے لاکر
 لگایا جا ہیگا مگر تھوڑی دیر کے بعد جو خیال کرتے ہیں تو اسدہ پتھر کھینچ کر اوکھا لی
 دیتا ہے اٹھاتا اور سکوا دسکے مقام رجور کہا تو جہو نا کیا معنی نایت سہی کچھ زیادہ
 تھا کہ آنرا و سقدرا و تھیں سے کم کر کے جمیدہ کر دیا کہ راست حضرت امیر نور العلاء
 قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک رات عالم رویا میں ہے اپنے والد ماجد کو دیکھا کہ
 آپ فرماتے ہیں کہ ما اؤد میکو جو کچھ کہ بھارا آمد ہوتا ہے حرف حرف قبول کا ہے
 سزگوار سلف کی یہی رکھتے تھے کہ راست روایت ہے کہ مرزا نور بخش بیٹے مرزا
 نور الدہر کے شعلی مذہب تھے اور اپنے مذہب میں اوکو بڑا غلو تھا ایک روز نظر بنی ہر
 کے روضہ منورہ حضرت کے جواؤ خاک گذر ہوا تو بھر دو دیکھتے قبر ترتریف کے ایک عجیب حالت
 اور غبار سی ہوئی کہ گویا درخت ہوتی و خود سی کا اوٹلی جڑ سے اوکھڑ گیا القصر
 میں رافقہ کے اونہوں نے اسے عقاید سائق سے توبہ کیا اور جب زیانہ اور کے اٹھال
 کا آیا تو وصیت کی کہ حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ العزیز کے فرزند ان ولایت
 تو آمان سے تھیمہ و کفنیں کرین سوا اول صاحبزادوں کے اور کوئی دخل نہ ہے

چنانچہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ راست کہتے ہیں کہ ایام سابق میں حضرت کے فرما
 شریف کے چوتڑے پر ایک بڑا عظیم درخت پلید کا تھا کہ اس کے سب سے چوڑے کو بہت
 خلل اور نقصان پہنچا تھا آخر یہ صلح ٹھہری کہ اس درخت کو وہاں سے
 دور کیا جائے مگر اوسکی جڑ ایسی مستحکم تھی کہ کو دنا اور سکا نہایت دشوار تھا
 لوگ مٹھو دستے کہ کیا تدبیر کریں بس ایک رات کو وہ درخت ہدون آند ہی اور
 طوفان کے خود بخود بالکل جڑا کر کچھوڑے سے دور جا کر ابیاں اون کر استون
 کا حضرت کی جو زمانہ حال میں مزار منور سے طاہر ہوئی میں کرامت ۵۵
 پھر سی قدسی میں کہ یہ کاتب گنہگار بذریعہ نوکری کچھری صدر دیوانی شہر الہ آباد
 میں مقیم تھا وہیں ایک رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچھری میں بیٹا
 ہوں اور سب علم معزز ہی میرے قریب بیٹے ہیں اتنے میں شیخ شفیع الزمان
 سلمہ اللہ تعالیٰ کے وہ بھی اوس زمانہ میں اوسی کچھری کے حجرہ میں سے تھے
 میرے پاس آنکر بیٹھے اور مجھے کوئی مسئلہ وحدت وجود کا اونہوں نے پوچھا
 میں نے موافق اپنی سمجھ کے کچھ جواب دیا اونہوں نے اوپر اعتراض کیا میں نے
 پھر جواب اوسکا بیان کیا اور الفرض اسی گفتگو میں مجھ پر ایک کیفیت اور
 شورش عظیم ہوئی اور ویسا ہی جامہ پکڑی لباس کچھری کا پہنے شورش کرتا
 ہوا کمرہ سے باہر نکلا اور سب چھوٹے بڑے علم کچھری کے مجھ کو حلقہ کے ہوئے میرے
 ساتھ ہوئے جب کچھری کے احاطہ سے گزر گئے تو ایک میدان لوتی رواق دکھائی
 دیا کہ ہم سب اوسی میدان میں چلے جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ایک
 پختہ چار دیواری اور اوس میں ایک دروازہ نظر آیا ہم لوگ اوس دروازہ سے

اندر چلے گئے وہاں دیکھا کہ برہنہ ایک چھترہ ہے اور اس پر خراگ کسی بزرگ کا
 ہے سبھوں نے اس پر راک کی زیارت کی اور حکویدر ایسی شورش عظیم مچی
 کہ اسی عالم شورش میں ایک یغور سے جو کیا تو انگلیں کھل گئیں یہ خواب
 دیکھ کر میں تعجب تھا کہ دیکھا جاسے تعبیر اسکی کیا ہوتی ہے پس اس صاحبزادے
 دو چار ہی روز کے بعد بلا شان و گمان گلگتہ سے حکم ہو چکا کہ گہری صحرایوں کی
 کیالہ آباد سے اڑھارے اکر آباد کو جاوے قصہ مختصر جب میں گہرے ساتھ اکر آباد
 میں پہونچا اور حضرت کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو دیکھا کہ گہرے
 وہی چار دیواری اور دروازہ اور چوڑا دروازہ شریف ہے جیسا حضرت نے
 اپنی عنایت کرم سے عالم خواب میں زیارت کروایا تھا اگر امت جس بزرگ
 یہ کاتب عاصی صحرایوں کی گہرے کے ساتھ بلکہ مشرق اکر آباد میں پہونچا
 اسکی جھکو مکان فرود گاہ سے نہ تنہا زیارت روضہ منورہ اپنے پیشوا
 حضرت امیر ابو العلاء قدس اللہ سرہ کے چلا کر جو کہ اس وقت تلک شہر کے محل
 اور سواد شہر سے محض نابلہ تھا اور جو آدمی ہم لوگوں وہی بالکل نادان تھا
 گو نہ تردد ہوا یہ خیال کیا کہ شہر سے ماہر غلگر کسی سے راستہ درگاہ شریف
 کا یوچہ لگے جب چار سو دروازے سے آگے بڑھنا ہوتا تو بت یوچہ کی کسی
 نہیں پہونچی تھی کہ دوڑ کے نہ معلوم کہ ہرے آگے میرے یا لکی کے ساتھ
 ہوے اور خود بخود پہونچے لگے کہ تم آؤ لا لکی درگاہ بڑجہا گئے فائدہ واضح ہو
 کہ شہر اکر آباد کے ماٹاری لوگ اور سب لڑکے ہمارے حضرت کو آؤ لا لکے
 میں اور یہ لفظ ادنیٰ ربان سے اتنا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ لطف اویسکا

تخیر میں نہیں آسکتا الغرض میںے اون لڑکوں کو جواب دیا کہ ہاں بہائی میں
 پایا جاتا ہوں مگر ریاستہ نہیں جانتا اونہوں نے کہا کہ چلو ہم بتا دیں چنانچہ
 وہ بالکی کے ساتھ دوڑا اور ادھر ادھر کی پیاری پیاری باتیں کرتے چلے گئے
 تب جب شاہ نور زمان قدس سرہ کے مقبرہ سے آگے بڑھے تو اون لڑکوں نے
 ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ وہ دیکھو ابوالاکی درگاہ کا دروازہ دکھائی دیتا ہے بالکی
 کے کنارے آستان ملا یک آشیان کو دیکھ کر تیز رفتار ہوئے القصد جب آستانہ شریف
 پر پہنچے تو میںے بالکی سے اوڑھ کر چاہا کہ اون لڑکوں کو کہ میرے راہبر ہوئے
 تھے میںے دون مگر دیکھا تو وہ لڑکے نہیں ہیں کہا روں سے جو پوچھا تو اونہوں
 نے کہا کہ بالکی پیچھے پیچھے تو چلے آتے تھے نہ معلوم کہ ابھی کہاں غائب ہو گئے
 پھر ہر چند ادھر ادھر اون لڑکوں کی تلاش کی اور بہتیری آوازیں دین لیکن
 نہ گزرتا اور گمانہ لگا اور معطلی و مکر می مولوی وجیبہ الزمان صاحب دام عنایت
 نے اپنا ماجرا بھی کچھ ایسا ہی اس خاکسار سے نقل کیا تھا کہ راست نامدار
 قوال محلہ رزیر پورہ کا رہنے والا ایک روز حجرے کو میرے پاس آیا ایک لڑکا جو
 کوئی پانچ چھ برس کا اس کے ساتھ تھا میںے اس قوال سے پوچھا کہ تمہارے
 کے لڑکے ہیں اسنے کہا کہ میان ہی ایک غلام زادہ آپکا حضرت ابوالا صاحب
 کا بچشا ہوا ہے پر حقیقت مفصل اس مجمل کی اسنے یوں بیان کی کہ میری
 شادی کو چودہ پندرہ برس گذر گئے تھے کہ کہی کوئی اولاد نہیں ہوئی تو الہ
 میری اس باعث سے نہایت غمگین رہا کرتی تھی ایک روز اسنے مجھے اصرار
 سے مجھے کہا کہ آج تو ابوالا حاجی کی درگاہ پر جا کے اولاد کی مراد مانگنا چاہا

میں طسور افضل مین داب کر میر صاحب کی اور گادیر گیا دیکھا تو اس وقت کہیں
 لالہ مرلیہ ہر مزار شریف کے قریب بیٹھے ہیں اور کوئی نہیں سے مین بھی پائیں
 مزار مقدس کے بیٹھ کر حجر اکرے اور دل مین دہی مراد اولاد کی مانگنے لگا ہیں
 اتنے مین لالہ مرلیہ ہر سر مست ہو کر اوٹھے اور مزار شریف پر سے درمیل ادھما کر
 میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ حضرت مراتے ہیں کہ ایک تو کہا جا اور ایک اپنی
 گہرو الیکو کہلا دے ایک بیٹا تیرے سو گا چنانچہ ایک بیٹول تو اس وقت سے کہلا
 اور دوسرا لاکر اپنی تو الین کو کہلا دیا بعد نو مینے کے یہ لڑکا پیدا ہوا بعد اس کے
 سہر اور کوئی اولاد نہیں ہوئی جانا چاہئے کہ نہ صاحب اس قوال کی بلا شہد
 مانجھ نہی کیونکہ اس لڑکے کے پیدا ہونے کے قبل یا بعد اور کوئی اولاد
 اس کے نہیں ہوئی یہ ایک لڑکا اس کو محض طفیل حمایت و کرامت حضرت
 کے حد اوند تعالیٰ نے بخشا فائدہ یہ لالہ مرلیہ ہر رہنے والے شہر اکبر آباد کے
 دوکان غلہ فروشی کی کرتے ہیں مگر حال ناو کا یہ ہے کہ تیس برس کے عرصہ سے
 حاضر باش درگاہ شریف حضرت محبوب جل و علا کے ہیں کہ اس عرصہ مین
 کسی ایک روز بھی حاضری اوکی ناغہ نہیں ہوئی ہے اگرچہ بظاہر ہندو ہیں
 مگر باطن مسلمان اور نہایت صاحب ذوق و کیفیت ہیں اور امتو حیدر روز
 سے وضع لباس کی ہی اپنی بدل دی ہے یعنی کرتا اور بایا جامہ شرعی
 پہنتے ہیں اور عامہ سبز سر پر باندھے رہتے ہیں سبج بھی کسی گلے مین گھڑا
 مین رہتی ہے دیرنوالا ایک چہرہ مہی اپنے لئے درگاہ شریف پر بیٹھاتے ہیں
 ارادہ انکا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب دوکان دار سی چور کر وین آستانہ

رک پر بیٹہ رہیں عالم شورش میں لغو و خاکسار ہو جائے گا اللہ اکبر اللہ
 کر امت ایک برس میان محمد خان قوال کہ نایک وقت اور تمام ہندوستان
 اپنا تان نہیں رکھتے تھے شہر اکبر آباد میں وارد ہوئے شفیق و کرمی مولوی
 غلام جیلانی سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ اوس عرصہ میں زبدہ و کلا کے کچری صدر
 دیوانی سے تھے اشتیاق و ہنگامے راگ سننے کا ہوا آخر یہی صلح شہری کہ اگر
 گانا محمد خان کا حضرت سید امیر ابو العلا قدس سرہ کی درگاہ پر ہو تو بہت مناسب
 ہے چنانچہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ ایک دن اتوار کے روز کہ یوم تقطیل علو کا تھا محمد
 اوس قوال کا درگاہ شریف پر قرار پایا اور یہ خبر کے اوس روز خلعت کاجوم
 بطور سید کے ہوا سب علی سہی لباس پر تحلف ہیں ہیں کر ظہر کو وقت درگاہ پر
 حاضر ہوئے مگر مزار شریف پر اوس روز چادر نہ تھی کیونکہ وہ روز جمعرات کا نہ تھا
 اور چادرین مزار شریف کی سید میرنجان مغفور کے مکان پر کہ اندر شہر کے ہر کسی
 پہنچیں ہیں جمعرات کے دن غدام درگاہ علی الصبح وہاں سے چادر لا کر فرار
 شریف پر آ رہا دیا کرتے ہیں اور پھر سوا پہرات گئے اور ہٹا لیا جاتے ہیں وہ روز
 کہ اتوار کا تھا خاموشی نے چادر نہیں اوڑھائی تھی اور کسی کو یہ خیال بھی نہیں
 رہا کہ وہاں سے ایک چادر منگا کر فرار شریف پر اوڑھادے قصہ ہنوز راگ شروع
 نہیں ہوا تھا شاید شیخ محمد شفیق مرحوم کے آنیکا انتظار تھا کہ اتنے میں منشی شیخ
 عزیز الدین شاہ شہسپتی صابر می دام عرفانہ کو کہ اولاد امجاد سے حضرت شیخ جمال
 الدین تھانوی سری قدس اللہ سرہ کے ہیں اس بات کا خیال ہوا اور ہم لوگوں
 کہنے لگے کہ کمال حیف و بے ادبی کی بات ہے کہ تم لوگ تو آج ایسے ایسے لباس

ماترہ اور تال، رشتا اور ڈاؤنڈ کے آسے ہوا در حضرت میر صاحب کا مزار
 شریف رہنے پر اور کے اس زمانے میں لوگ مہابت بادم اور ترسہ ہوئے کہ
 واقعی سچ فرماتے ہیں کہ برادرِ معطلی ہو لوسی علام امام شہید ربیعہ اللہ تعالیٰ
 کا مہارادہ ہوا کہ ہم لوگوں میں سے کسی کا وصالہ اور تال کے مزار شریف پر
 اور بادیں لکس لکس مستعل کا اور اہانا قبر منورہ پر سورادہ بی سمجھ کر متامل
 ہوئے مگر سب محفل و مشغل تھے بشارت طبع جان رہی طبعیت
 کلفت پو گئیں بس یکایک کرامت حضرت کی کیا ظاہر ہوئی ہے کہ چند
 شخص خواجے سرزدن پر رکے ہوئے اور آگے اونکے روشن چوکی جیتی ہوئی
 ہو چکی اور ایک خوان کا خواں پوش اور ہا کر ایک چادر ستر نقری بھائی
 کی چپی ہوئی مانند خلہ بہشتی کے فوراً مزار شریف پر اور ہا دیا بعد اس کے ہوا
 کی چادر والدی اور تیری وغیرہ لائے تھے فاتحہ اور تقسیم کر کے چلے گئے
 اس لوگوں کو جو انقاص ہو گیا تھا جاتا رہا بلکہ ہر ایک کا قلب شگفتہ ہو گیا
 دوسری کرامت حضرت کی یہ ہوئی کہ میان محمد خان مجر کو جو آن مٹے تو
 بے ساختہ اونہوں نے یہہ تعجب حال اور وقت کے گانا شروع کیا
 شعر این حاتمہ بستی را دیکھد و وحدت ہمدار گردم عریان خرابا تم بہر
 اور وقت صوفیو کو جو فوق کیفیت ہوئی بیان اور سکا نہیں ہو سکتا کہ کرامت
 ایک برس صدر کے غلوں نے عرس شریف کی حضرت کے بڑی تیاری کی
 ست کچھ سامان ہوشی اور طعام داری وغیرہ کا مہیا کیا تھا شیخ محمد شفیع
 مرحوم نے مزار شریف کی چادر کو اباس کی زہ کلفت بنوائی تھی شیخ رحیم بخش سوداگر

سلسلہ نے روشنی چراغان کی پڑی تیار سی کی تھی شاید نہ مزار منور کا نہایت
 تحلف کا بنوایا تھا مگر حال یہ ہوا کہ روز عرس کے تین دن پیشتر سے اس شہرت
 کا پانی برسنا شروع ہوا کہ ایک لحظہ کو نہلت نہ تیا تھا اس حبت سے سب لوگ
 نہایت ملول و متروک تھے کہ بارش کا اگر سی عالم رہا تو سر انجام عرس شریف کا
 کیونکر ہوگا اور بڑی بے لطفی ہوگی اوسے عرصہ میں ایک بزرگ نے کہ وہ بھی
 شریک اہتمام عرس کے تھے ایک کاغذ پر اپنی رائے یہ لکھی کہ چونکہ ایرو باران
 کا یہ حال ہے اور شرعاً فاتحہ کسی بزرگ کا ایک تاریخ معین کو ہمیشہ ادا کرنا
 نہایت بدعت ہے اس صورت میں مناسب ہے کہ اس تاریخ معین میں تقریر
 عرس کی ملتوی کر کے بعد موقوف ہو جانے بارش کے کسی اور تاریخ کو فاتحہ
 عرس کا کیا جاوے اور اوس کاغذ کو بغرض اتفاق رائے کے اور لوگوں کے
 پاس جو شریک اہتمام عرس کے تھے بھیج دیا چنانچہ پہلے وہ کاغذ شیخ محمد شفیع رحوم
 کے پاس پہونچا اور انہوں نے تو اسے اپنی موافق رائے اور بزرگ کے لکھنے
 بعد اس کے نو بہت تجویز گنگار کی پہونچی سینے باختلاف رائے اور دونوں صاحبوں
 کے اس قدر لکھا کہ ہر گاہ میرے پیران عظام اور مرشدان کرام کا یہی عمل رہا
 ہے کہ عرس بزرگوں کا تاریخ معین میں کیا کیے ہیں تو معاذ اللہ کہ میں اوسکو بدعت
 سمجھوں پس میرے عقیدے میں فاتحہ عرس اولیاء و ان کا بروز وصال اور حج
 و اہیات سے ہے لیکن مولوی غلام امام شہید اور نشی رسول بخش دام ظلہ
 نے اپنی اپنی رائے بڑے شد و مد سے باتفاق رائے مجہد عاصی کے لکھی اور
 نشی رسول بخش صاحب نے یہ فقرہ بھی لکھا کہ اگر تندرہم لوگوں کی حضور میں حضرت

میر صاحب قدس السدرہ کے فتول ہے تو اونکی سرج بر متوح کی برکت سے
 نقلے لایا یہاں ہمارا دل سب رٹا ہوا تھا ہے اور جو فتول میں ہے تو مقام محمودی
 کا ہے اور منشی رفیع الدین مرحوم نے جو پہلے سے باہتمام طعام داری کے درگاہ شریف
 پر گئے ہوئے تھے دریافت اس جبر کے ہمارا کہ ایک رقص شیخ خیر سمیع مرحوم کو اس مصطلح
 کا لکھا کہ آپ لوگ حضرت میر صاحب کا سر نہیں کرتے ہیں ایسا عرس کرتے
 ہیں ایسی من مانی گرجاں مٹری کہ جب یا با کیا صاحب نہ جا یا کیا کلام مختصر یہی
 کہ آخر کو غلطہ آرائی مسمیوں کے یہی مات قرار مانی کہ جیسا ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے
 تاریخ یوں صفر کو فاتحہ عرس حضرت کا ضرور ہو جاوے جتنا سنجہ آٹھویں تاریخ کو
 کہ اوسی تاریخ میں ہوتے عصر کے غسل مزار شریف کا بیوتا ہے بعد طہر کے سب
 لوگ کھل اور یوم جائے اپنی سواروں پر ڈال کر درگاہ شریف کو چلے اب کہہ
 کراست میرے بیٹو کی کہ منور لوگ شہر سے ماہر ہوئے تھے کہ یانی رستا تو متوق
 ہو گیا صاحب سعید خان کی منڈوی تک ہو گئے تو مادل ہی ہنسا شروع ہوا یہاں
 کہ درگاہ شریف ہو کھتے ہو کھتے آسمان مالکل صاف ہو کر ہو پ کل آئی یہ
 اوس وقت سے یوں تاریخ کے مغرب تلک برابر آسمان صاف رہا مجلس یہی
 اور طعام داری ہی خوب ہوئی روشنی چراغان ہی نہایت لطف کے ساتھ
 تمام شب رہی بعد اخیر قتل کے جب میلہ رخاست ہوا اور سب لوگ ایسے ایسے
 گھروں پر بیچ گئے تب یہ چار دن طرف سے گھنٹا جو م آئی اور کسی رد و رنگ
 جڑی لگی رہی کراست یہہ کات گھنگار رہا یہاں جب صد رڈیواں کی کہیں
 لو کہتا تھا ایک زمانے میں ساتھ اور غلوں صہر کے اپنی نکست اعمال سے ہم

بلا سنگ و غصہ عظیم میں ماخوذ و گرفتار ہو کر شہر ادا باد کو بھی گیا اور وہاں جا کر
 محبوس ہو گیا اور اس حالت میں بجز تصور اپنے مولا محبوب جل و علا حضرت امیر المومنین
 قدس اللہ سرہ کے اور کچھ خیال نہ تھا چنانچہ چاہئے کہ وہ عجیب ایک تہلکہ موثر بنا
 تھا کہ باسباب ظاہر موافق قیاسا نجات عظیمہ کے اوس سے نہ تھا دشوار بلکہ ناممکن
 معلوم ہوتی تھی مگر حضرت نے اپنی عنایت و کراست سے بہت جلد بات کی بات
 میں رہائی کروادی یہ عاصی اپنے اس قول کی تصدیق پر ایک ماجر بیان
 کرتا ہے یعنی جبوقت اوس ملا سے نجات پا کر اوس شہر ادا باد میں اپنے
 مکان فرود گاہ میں پہونچا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایوب خان جو اوس شہر
 کے رہنے والے اور جوان صالح نہایت متقی و پرہیزگار اور میرے بڑے دوست
 ہر بان میں پہلے سے اوس مکان پر اگر میری ملاقات کے اشتیاق میں بیٹھے
 ہیں اب واضح ہو کہ وہ عزیز نہ ہمارے حضرت کے اسم مبارک سے واقف تھے نہ کبھی
 آپ کے روضہ منورہ کی زیارت کی تھی بلکہ اونکو شہر اکبر ادا دین جانیکا کبھی اتفاقاً
 نہیں ہوا تھا الغرض بعد ملاقات کے میں نے اُسے کہا کہ بہانی تم اتنا پیشتر سے
 کیوں آنکر یہاں اکیلے بیٹھے رہے انہوں نے کہا کہ حضرت سلامت میں لو کوئی
 ایک ہفتہ کے عرصہ سے قصبہ امر وہہ کو گیا ہوا تھا پر وہاں نہ جان چھو کہ معلوم ہوا
 کہ تمہاری رہائی ہو گئی یہ دریافت کر کے تمہاری ملاقات کے لئے بطریق
 یلغار چلا آیا ہوں یہ کلام اونکا سکر میں نے متعجب ہو کر کہا کہ اے مرد عزیز حکم
 میری رہائی کا تو اکبر آباد سے آج ہی بیان پہونچا اور آج ہی میں رہائی پائی
 پہلا تم نے دو روز پیشتر امر وہہ میں کہاں سے یہ خبر سن لی تب اونہوں نے ماجر

ایسا یوں کیا کہ برسوں پہلے اور وہیں رات کو میرے عالم خواب میں دیکھا
کہ تھکا ہوا دوسرے علمگاہان صبر کو موت سے بیاہی جلیانہ کے لٹو رقیہ کو سکے
آجے ہوئے کہیں کو لئے جاتے ہیں میں یہ حال تمہارا دیکھ کے بہت منہم
دماؤں ہوا اور اسے دل میں کہتا ہوں کہ میرے گھٹت بیاہی میرے دوست کو
کیوں قید کے لئے جاتے ہیں مگر کچھ بس ہمیں جیتا اور میں حسرت و افسوس
کرتا ہوا اسی عول کے راز الگ الگ جلا جاتا ہوں اتنے میں کیا دیکھا کہ ایک
مرد درگ کتیدہ قامت خرقہ میرے سر غلامہ مادہ ہے کہ جیو مسوراہ نجا جانے سے
سی زیادہ نورانی تھا اچانک وہاں پر تشریف لائے اور اون سپاہیوں کی طرح
مستوحہ ہو کر نہایت حلال سے فرمایا کہ کہاں جاتے ہو کمرے رہو میں وہ سپاہی
خوف زدہ سے ہو کر ٹہر گئے اور اون بزرگ نے دست مبارک اپنا تمہارے طرف
برہائے فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ کر جلا اتنے اوسے عرض کیا کہ یا حضرت میں اکیلا تو
ہوں آؤنگا میرے ساتھ لوگوں ہی رہائی کر دیجئے اور انہوں نے فرمایا کہ تمہیکو اور وہیں
کیا مطلب ہے تو جلا آہر تم نے بیاہی عرض کیا الغرض وہ بزرگ تو اصرار کرتا
ہیں اور تم وہی غدر کے کہتے ہو اور میں نے ادلیں اس وقت تمہارے اوپر نہایت حنا
ہوتا ہوں کہ اس مرد عزیز کو اس وقت یہ کیا سوچی ہے کہ دوسروں کے لئے توقف
کر رہا ہے اس بلا سے حملہ نکل کیوں ہمیں آنا آخر جس جب تم برابر یہی غدر
کرتے رہے تو اون بزرگ نے فرمایا کہ خیر تو اون لوگوں سے کہہ کہ تیرا ہاتھ
پکڑ لیں۔۔۔ تو میرا ہاتھ پکڑ لے بس مولوی غلام امام اور مولوی آل حسن نے جو
تمہارے قریب تر کمرے تھے تمہارا ہاتھ پکڑ لیا اور لوگ جو در الگ تھے ہنوز کھڑے

نزدیکی نہ ہو سچے پائے تھے کہ اون بزرگ نے جس تکو قیدیوں کے حلقہ سے
 یا ہر کینچ لیا اور وہ دونوں شخص ہی تمہارے ساتھ باہر چلے آئے پہرہ بزرگ
 تم تینوں آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکے دکن کے طران کو چلے گئے اور وہاں ہی اور لوگوں کو
 کسی دوسرے طرف کو لیکے مین یہ وہیکہ کے خوش تو بہت ہوا مگر اس حیرت میں
 کہ الہی یہ کون بزرگ تھے جو اپنی عنایت سے میرے دوست کو بچا لیکے اسی
 جگہ متحیر کرا دیا گیا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مسافر سا ہی وضع
 بر سر راہ چلا آتا ہے جب میرے پاس پہنچا تو مجھے پوچھنے لگا کہ اے شخص تو
 متحیر سا کیوں یہاں کرا رہے ہیں وہی وجہ حیرت کی اپنے بیان کی تب وہ بولا
 کہ تو کسی اکبر آباد گیا ہے اور حضرت امیر ابو العلا قدس سرہ کے مزار شریف کی
 زیارت کی ہے یا نہیں میں نے کہا کہ یہاں تو مجھ کو بھی اکبر آباد جانے کا اتفاق نہیں
 ہوا اب اسے کہا کہ یہی حضرت امیر ابو العلا قدس سرہ ہیں ان کے غلاموں میں
 سے ایک شخص یہاں قید ہو گیا تھا سو اس کی رہائی کو تشریف لائے تھے اور
 رہا کر کے اپنے ساتھ لے گئے بس صبح کو جو میں سوتے سے اٹھا تو مجھ کو اپنے
 اس رویا اور تمہاری رہائی کا عین یقین ہو گیا اور سیوقت احمدیہ سے روانہ
 ہو کر سہ روزہ یہاں پہنچا ہوں یہاں آنکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فی الواقع
 انہیں تم تین شخصوں کی رہائی کا حکم اگرہ سے آیا اور وہ انکی مخلصی نہونی سو
 ابھی میں اپنے گھر ہی نہیں گیا تھا مگر اسی ملاقات کے اشتیاق میں برابر یہیں
 آنکر بیٹھ رہا ہوں اسے برادران ابو العلا فی حبوقت اونس عزیز نے یہ جواب اپنا
 بیان کیا اس کا تب کہنگار کو اپنے حال خسران بال پر کمال رقت اور حسرت

ہی کہ دیکھو تو ہمارے آقا رب را کو تو اپنے ایسے علام نالائق و مکارہ کی سپرد
حمایت و دستگیری اور عنایت و سدہ پر رہی ہے اریں ایسا نہ دے ماسرماں
ہے کہ درہ ہی سپرد ہی اور مرمانہ داری اپنے آقا کی جیسے نہیں ہو سکتی بیت
ترا نہ از من نہ انت سے نہ عراج نہ تو خواجہ ساتھ کسے نہ قاصح ہو کہ حضرت کی طرح
سرفروش اور مراد سور سے ہیستہ خوارق و کرامات بے بہا یات ظاہر و باطن کرتے ہیں
کہا تک اونکو کوئی لکھہ سکتا ہے یہ جید حکایتیں جو وقت عاصی کو یاد آئیں
وہ لکھہ ہی گئیں۔

قسمت پانچویں

ذکر میں فرزند الہی لایت تو اماں اور غریاں ربیع الشان اور بعض اصل
حلقہ حضرت محبوب جل و علا امیر ابو العلاء قدس سرہ کے جانشینا جاب ہے کہ بیبا
و ذکر حضرت کے فرزندوں اور غریوں کا لکھا جاتا ہے بعد اس کے احوال اصل
حلقہ کا لکھا جاوے گا۔

ذکر خیر حضرت امیر نور العالی قدس سرہ کا

حساب ولایت نامہ سے العباب حضرت امیر نور العلاء قدس سرہ کے صاحبزادہ
اور مرید و خلیفہ حضرت محبوب جل و علا امیر ابو العلاء قدس سرہ کے رئیس عالم و عالم
وراہ و ولی کامل صاحب مقامات عالیات تھے خوارق و کرامات لے نہایات
آب سے ظہور میں آئی ہیں ایک مزاج مقدس میں بڑا تحرد و تفسیر تہا خلوت
و عزلت سے مطہر و خالص تھے جیسا کہ بعد انتقال اپنے والد نزر گوار کے سجادہ
تیسری آپ سے متول نہیں فرمائی بلکہ اپنے جیوٹے بہائی حضرت امیر بیس العلاء

قدس سرہ کو سجادہ نشین کیا باوجود اسکے بھی آپکے بڑے بڑے خلفاء و نشان
ہوئے ہیں اور درود و رتک آپکا فیض پہنچا بہ حضرت شیخ لطف اللہ قدس
سرہ مصنف انکار الاحرار کے آپسی کے مریدان بااختصاص اور اجل خلفا
سے تھے عمر شریف حضرت امیر نور العلاء قدس سرہ کی تہتر برس کی ہوئی ہے
تاریخ ساتویں شہر ربیع الثانی ششم۱۲۸۰ لکھنؤ ہجری قدسی کو مبارکدہ اسمال
کے اپنے شہر اکبر آباد میں انتقال فرمایا مزار شریف آپکا پائین مزار مقدس آپکے
والد بزرگوار یعنی محبوب جل و علا حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ کے زیر درخت
نیم کے واقع ہے بقونین قبر شریف کا سنگ مرمر سے ہے مگر سادہ اور صاف کچھ نقش
ونگار اور سپر نہیں ہے۔

ذکر خیر حضرت امیر فیض العلاء قدس سرہ کا

جناب کرامت مآب معلی القاب حضرت امیر فیض العلاء قدس سرہ چوٹے
صاحبزادہ اور مرید و خلیفہ سجادہ نشین اپنے پدر بزرگوار قطبیت مآب محبوب جل و
علا حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ کے عارف کامل شیخ اکمل تھے اپنے سجادہ
مشیخت پر جلوہ افروز ہو کر ایک جہان کو اپنے فیض سے مالا مال کر دیا نام نامی آپکا
فیض العلاء اسم بامسمیٰ تھا ایسے ایسے خلفاء رفیع الشان آپکے ہوئے ہیں جنکے
مقامات عالیات کی کچھ حدود نہایت نہیں ہے عمر شریف حضرت کی اسی سہ برس
کی ہوئی ہے تاریخ ایتیسویں شہر ذیقعدہ سن۱۲۸۰ ہجری قدسی کو تپ کے عارضہ
سے شہر اکبر آباد میں انتقال فرمایا مزار شریف آپکا حضرت محبوب جل و علا کے رضیہ
منورہ سے اوتر گیا تپ کوئی چار پرتاب تیر کے فاصلہ سے واقع ہے سا گیا کہ زمانہ

سابق میں آپ کے مشرک چار دیواری بنی تھ اور چوترا تشریف کا بھی محبت تھا مگر
 کہتا تو وہ بالکل شہم ہو کر سارا آٹے مٹیہ کا راضل نزل ہو کے گیت ہو گیا ہی
 حتیٰ کہ تشریف کی بھی صرف ایک بلندی ہی رہ گئی ہے تعویذ تو چوترا و غیر
 کچھ ہیں۔

ذکر خیر حضرت امیر نور الدین احمد سرہر کا

جناب کمالات انتساب سید العلماء الفضل العزلا والفقہ حضرت امیر نور الدین سرہر
 سر صاحبزادہ حضرت امیر نور الدین سرہر کے اور مرید و مرشد و حلیف و خد و خد
 محبوب محل و علایم نور الدین سرہر کے بڑے عالم ماعمل اور کامل اکمل تھے بعد
 اسقال اپنے والد نزر گو عالمی حضرت امیر نور الدین سرہر کے شہر اکبر آباد
 بر حاسہ خاطر ہو کر مدایہ اہل و عیال کے پہلے قصبہ شکوہ آباد میں جا کر رہا
 قیام فرمایا بعد اوسکے شہر فرخ آباد میں تشریف لیا کر وہیں توطن اختیار کیا مگر
 اراںجا کہ مریدیں و متقدین آپ کے شکوہ آباد میں بہت تھے آپ اکثر فرخ آباد
 وہاں ہی تشریف لایا کرتے تھے یں متحقق نہیں کہ آپ نے شکوہ آباد میں اسقا
 فرمایا اور مراد تشریف وہیں ہے یا فرخ آباد میں فایده کوئی وجہ سات بر سر
 کا عرصہ ہوا ہو گا کہ ایک سرگ سید احمد علی صاحب دام مجد کہ بزرگ معمر متباد
 سالہ ہو گئے فرخ آباد سے اکبر آباد میں تشریف لائے تھے اور فرماتے تھے کہ
 میں اولاد سے حضرت امیر نور الدین سرہر کے ہوں جیسا سچا و نہوں نے کہا
 ہی ایسا اس گھر کا کہو و کسلا یا تھا اللہ کر سی نامہ اوٹھا حضرت امیر نور الدین
 امیر نور الدین امیر نور الدین سرہر سے ملتا تھا اور ایک نسخہ اذکار الاحرار

یہی اس کے پاس تھا واقعی وہ نسخہ بہت ہی صحیح تھا اور دوسرے
 کے جو متعارف ہیں ان سے بہت سی باتیں اوسمیں زاید تھیں مگر انہیں گناہ
 بزرگ اُچی ہیں مقتضائے اپنی بزرگی کے اوس کتاب کو بھی مانندہ کر سی نامہ
 کے ایک وجہ ثبوت اپنی قدر ندیت کا حضرت محبوب جل وعلا سے تصور کر کے ایک
 لحظہ اپنے پاس سے جدا نہیں کرتے ہیں اگر کسی کی سیکور دیکھنے کو دیتے ہیں
 تو سپر حلیہ ایسے اویس وقت لے لیتے ہیں اس حبت سے نقل اوسکی عاصی نہ لے
 سکا اور انہوں نے مزار شریف بھی حضرت امیر نور احمد قدس سرہ کا بیان فرمایا
 تھا مگر گنہگار کو خوب یاد نہ رہا کہ شکوہ آباد فرمایا تھا یا فرخ آباد فایده اگرچہ کتاب
 کیفیت العارفین میں یوں لکھا ہے کہ حضرت امیر نور الدین حضرت امیر فیض
 اور حضرت امیر تاج العلامین حضرت امیر نور العلام قدس سرہ اور یہ کتاب گنہگار
 بھی زمانہ سابق میں ایسا ہی جانتا تھا مگر اب حضرت سید احمد علی صاحب ام
 مجددہ کے کرسی نامہ کی زیارت کرنے سے اور نسخہ صحیح اڈکار الاحرار کے دیکھنے سے
 کہ اور سب رسالوں کی جڑ وہی کتاب یہ متحقق ہوا کہ حضرت امیر نور الدین صاحبزادہ
 حضرت امیر نور العلام کے اور حضرت امیر تاج العلام صاحبزادہ حضرت فیض العلام کے تھے

ذکر خیر حضرت امیر تاج العلام قدس سرہ کا

جناب معالی القاب ولایت مآب حضرت امیر تاج العلام قدس سرہ صاحبزادہ اور مرید
 اور خلیفہ سجادہ نشین حضرت شیخ الاسلام والمسلمین امیر فیض العلام قدس سرہ
 سرہ کے تھے بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے آپہی رونق بخش مسند قطبیت
 جد امجد حضرت محبوب جل وعلا کے ہوئے اور اپنے پسر شہید فیض وار شاد سے ایک عالم

گو سیراب کرنا لے اوندہ او حرم شریف آگئی سر نہ برس ہے، رات شریف آگیا مارچ نہ برس
 بادِ ستغان شمسہ السحری ہندسی کو شہر اکبر آباد میں ہوا ہے مزار شریف حضرت کا
 ایسے جہاد احمد حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ کے ہلو میں واقع ہے تقوید آگے فرار
 شریف کا سہی سنگ مرمر سے ہے اور او سیرانہ الکرسی محط طغر امت کد دے

ادکر خیر حضرت شاہ امیر عبدالمجاہد قدس السیرہ کا

جناب کمالات انساب ولایت ماب حضرت سید امیر عبدالمجاہد قدس السیرہ پڑ
 حضرت سید امیر ابو العلاء کے اور نو اسے حضرت امیر ابو الوہاب کے تھے یعنی حضرت محبوب
 حل و علا امیر ابو العلاء قدس السیرہ کے حقیقی بہا بنے اور خیر سے پہنچے تھے ایسے
 مامون حان کے مرید اور اعظم خلفا سے ہوئے ہوئے ہیں نسبت آگئی کمال خیر
 اور حقیقی تھی ایسے پیر نے نظیر کے مانتی راہ تھے آگے فوائد و کرامات کی کچھ خبر
 رہایت نہیں ہے اس کے یاں کے لئے ایک کتاب دوسری جیسا ہے اکر آئے
 احیاء الموات کیا ہے اور کتنے کما صرف حال ماکمال آجگار یکہ کہ مشرب ماسلام
 ہو گئے ہیں بڑے بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان خلفا آگے ہی ہوئے ہیں
 فیضان حضرت کا اکناف عالم میں ہو گیا ہے انتقال حضرت امیر عبدالمجاہد
 قدس السیرہ کا سہی شہر اکبر آباد میں عین حالت وحدہ پورتن میں ہوایسے فرار
 شریف آگیا یا میں مزار منور ایسے مامون حان اور پیر نے نظیر یعنی محبوب حل و علا
 حضرت امیر ابو العلاء قدس السیرہ کے واقع ہے تقوید آگے مزار انور کا بھی سنگ
 مرمر سے ہے مگر سطح بلند نہیں ہے آگے قریب زمانہ انتقال کے وصیت فرمائی
 تھی کہ میری قبر پر یہ تختہ لکھ دیجو شعر شریف آدم کہ از شوق زندہ بلکہ نادرجہ قبا کران ابد بود

چنانچہ تقوید پر آپ کے مزار روشن کے سرہانے کی جانب یہی شعر خط نستعلیق ثبت ہے
 ذکر خیر واقف اسرار ممدی سعد بنیت احمدی حضرت خواجہ محمدی عرف حضرت

خواجہ نوالہ قدس سرہ کا

حضرت خواجہ صاحب حضرت محبوب جل جلالہ ابو العلاء قدس سرہ کے داماد اور مرید اور اجل
 خلفا سے تھے خواجہ صاحب کے خوارق و کرامات اور مقامات عالیات کی کچھ حد و نیت
 نہیں ہے شان آپ کی کمال جبروت و جلال کی تھی آپ کی صحبت سرایا فیض و
 کرامت میں بھی ہمیشہ شیخ کامل اکمل ہو گئے زور نسبت و کیفیت و کرامت کا
 آپ کے اب تک مزار شریف ظاہر ہے خواجہ صاحب قدس سرہ کا بھی انتقال شہر اکبر آباد
 ہی میں ہوا ہے مزار شریف آپ کا اندر رقبہ روضہ منورہ حضرت محبوب جل و علا اسیر
 ابو العلاء قدس سرہ کے حضرت کے مزار مقدس سے طرف گوشہ اور تھوڑے پچھم
 کے کوئی پندرہ قدم کے فاصلہ سے واقع ہے خواجہ صاحب مزار شریف کا چوٹا سا
 چبوترہ پختہ علیحدہ ہے اور تقوید قبر شریف کا سنگین مگر سنگ مرمر نہیں ہے اور
 کوئی پتھر ہے چبوترہ اور مزار شریف پر اکثر سفیدی ہو جاتا کرتی ہے مزار منور پر درخت
 چتر کئے ہوئے ہیں ایک تو میری کا دو سرائیم کا نقل ہے کہ ایک شخص نادان واقف
 میری کی بتیان توڑے کو درخت پر چڑھ گیا اسی فوراً سرچے پاؤں اور پر درخت میں
 اوکھ کر دیر تک اول لڑکا لڑکا رہا ہمدیرے توبہ دہاڑ کر تا تھا اور اپنے پاؤں و لیون سے
 چوٹاتا تھا ہرگز نہ چھوٹے تھے خدام درگاہ نے یہ حال اور سکا دیکھ کر جب بہت سی
 عذر خواہی خواجہ صاحب کے مزار شریف پر کی تب پاؤں اور کے چوٹے خواجہ صاحب
 کے مزار شریف پر اب تک بھی شان جبروت و جلال کی ہے رات کی وقت یا دو پہر

کو آپ کے حوالہ سے ۱۲۰ سید باتلہ اور رتہ کہ وہ قتلہ و العت سے۔

رتہ شہت یہ پ ر تہ ق

حساب ولایت ماک حضرت سید صاحب ہی حضرت محبوب حل و علا امیر الو العلاقہ سید
سرو کے ہیں یعنی حضرت امیر تقی الدین کرمالی قدس سرہ کے صاحبزادہ تھے
ایک تو حضرت امیر عبد الماسط دوسرے حضرت امیر بن العادیں ہیں حضرت
امیر عبد الماسط کی اولاد اباد سے حضرت محبوب حل و علا اور حضرت سید امیر بن
العادیں کی اولاد میں حضرت امیر سید محمد النسل قدس سرہ میں سید صاحب سید
اور اکمل خلفائے حضرت محبوب حل و علا کے تھے آپ سہی ایک زمانے کو یمن
ہوئے یہ صاحب علا امیر ماں اور والدہ شہرہ و ماں تھے جہاں حضرت محبوب
حل و علا کے مراد مقدس کے سنگ مالین پر جو تاریخین وفات کی گندی میں ہیں
حضرت سید صاحب ہی کے تناسخ طبع سے ہیں انتقال سید صاحب کا سہی شہر الکربلا
ہی بن غزوہ شہر بیع الاول للہ سحری قدسی کو ہوا ہے سن شریف آج کا کائنات
برس کو ہو گیا ہے مقام قمر تریں کا آپ کے عانی کو تحقیق نہیں ہوا
اب ذکر جہ اہل خلفا کا حضرت محبوب حل و علا امیر الو العلاقہ قدس سرہ کے لکھا جاتا ہے

ادکر خیر حضرت حافظ محمد صالح عرف خواصہ وفا قدس سرہ کا

حضرت خواصہ وفا قدس سرہ کی پیدائش خطہ کشمیر کی تھی حافظ اور بڑے قاری تھے
حضرت خواصہ وفا قدس سرہ کے تھے حضرت امیر عبد القدس سرہ سے شرف معیت
کی حاصل کی حضرت امیر کے امام سید راہ لکھو کیا حب کیا اکبر آباد میں کیا ماک
وکن میں یہی حضرت امیر کے ہم کاس رہے جب حضرت امیر کے انتقال کا زمانہ

قریب پہونچا تو آپ نے حضرت محبوب جل و علا سے وصیت فرمائی کہ حافظ خواجہ ابوال
کامہنوز سلوک لے نہیں ہوا ہے تم طے کر ادیتا چنانچہ بعد از حال حضرت امیر کے
صاحب صحبت سراپا کر امت میں حضرت محبوب جل و علا کے حاضر ہو کر مستفید
ہونے لگے اور بہت تھوڑے عرصہ میں مستغرق جذبات الہی کے ہو کر سرشارِ بارود
معرفت و وحیات کے ہو گئے بعد اوس کے حضرت نے اونکو خرقہ خلافت عطا کیا اور
اجازت دی کہ شہر بہانپور میں جا کر طالبانِ ثناء کو تلقین کیا کرو چنانچہ حافظ
صاحب زمین بٹہرے اور آپ سے بہت لوگ ملک و کن کے فیضیاب ہوئے
اب تک سلسلہ اذکار و کن کے ملک میں جاری ہے سن شریف حافظ صاحب کا
ایک تنویریں آئینہ حیدر کا ہوا ہے اسی بہانپور میں کہ اب نام اوسکا اورنگ آباد
سے تاریخ چودھویں شہر ربیع الثانی ۱۱۸۵ھ ہجری کو انتقال فرمایا قبر شریف اوس
شہر میں ہے شہر اکبر آباد میں ایک مسجد تعمیر کی ہوئی حافظ صاحب کی نشانی اوس
باقی رہی ہے تمام شہر میں خواجہ و فاکہ مسجد مشہور ہے عید کے بازار میں عین
شاہراہ پر نہایت پر فضا واقع ہے اور خدا کے فضل سے خوب آباد ہے ہمیشہ جات
پنجگانہ اوسمیں ہوتی ہر اندون حافظ امجد بخش سلمہ امام اور متولی اوس مسجد کے ہیں

ا ذکر خیر حضرت میر سید محمد عتیق قدس سرہ کا

جناب سید محمد عتیق قدس سرہ کی زاد بوم اور مقامِ قبر شریف کا تو حال معلوم نہیں
ہوا مگر حضرت محبوب جل و علا امیر الوعلاء قدس سرہ کے اجل خلفا سے تھے کہتے
ہیں کہ تھاکر اور فنا کی ایسی آپکو غالب رہتی تھی کہ دود و روز تک مراقبہ سے سر
نہ اوسٹا تھے اور جب کسی عالم صحو کا ہوتا تو وہی آپ سے چمکائے بیٹھے رہتے یا کسی

کہیں کہ تشریف لجاتے تو راہ میں ہی آ کر دیں، یہ کہوں، یہ کہیں، اتنا ادا اگر سر نہ
ایکا، اسے حاتمہ نہ بچا، حاتمہ کی کیا اس کی کیا سیواں ست و موٹ، ہر کہہ کر
کرے لگا، عجب ساں حاتمہ کی آپ پر طاری تھی کہ کسی مجلس سماع میں جو آئے تھے
لیجاتے تو یاؤں میں گو کہ وہ مادہ کہ تشریف لجاتے اور جب ایک و صد اور رقص و چو
تو آئے گو کہ وہ کی جہنم سے مجلس کی مجلس مست ہو کر ہو جایا کرتی تھی حضرت
خواجہ ماسطہ الوعلانی لکنوی ہندس سرہ کے حالات معرفت ار کر امت کے
اکثر مشہور ہیں اور اس سلسلہ معیت و جلالت کا بھندہ اسطہ میں حضرت سید محمد
حضر الوعلانی قدس سرہ سے ملتا ہے میر علی صاحب لکنوی عالم الرحمہ
جو علم موسیقی میں بگاہ اور فن مرتبہ خوان میں بکثرت روزگار ہو گذرے ہیں ان
میں انہیں حضرت خواجہ ماسطہ الوعلانی قدس سرہ کے تھے مگر کمال حضرت
واسوس کا مقام ہے کہ اپنے خاندان کرامت نشاں کی نعمتوں کا ذائقہ چکھا

ذکر حضرت میان لاؤ خان صاحب قدس سرہ کا

خالص صاحب قدس سرہ متوطن بہوات کے تھے اطراف میں شہر ناز نول کے کسی
ستی میں دو لٹا، ایک ناز و رطافت میں پہلوان اور بڑے سورا، نونٹ سیاہی
تھے حملہ فون سپر گریمن حضرت خالص صاحب کو بد طو ل تھا اور نہایت وجہ حسد
جمال یوسف مثال تھے بحسب اتفاق خالص صاحب قدس سرہ بطریق سیر کے شہر
الکربا دیں وارد ہوئے تمام شہر میں ایک شہر ہو گیا جس طرف کو چہ بازار میں آپ
نکلے لوگ وہ قد و قامت اور حسن و جمال ادیکہ حیرت میں آجاتے اور حد پر کو آپ
جیسے سیر کی بہتر تماشائیوں کی آئے گرد ہوتی ایک روز کا ذکر ہے کہ خالص صاحب

قدس سرہ بازار میں اکبر آبادی مسجد کے نیچے گھرے ہوئے بازار کی سیر کر رہے
 تھے اور جوت کے جوت تماشائی لوگ اکبر آبادی کے گھرے ہوئے گھرے تھے اتفاقاً وقت
 ہمارے دلاور مکتاے سیدان چہرے اور شیر خواہ نستان لاہور کا محبوب حل
 و علا حضرت امیر الوہاب قدس اللہ سرہ جامع مسجد سے بعد نماز جمعہ کے اپنی خانقاہ
 شریف کو تشریف لے جاتے تھے جب اکبر آبادی مسجد کے برابر پہنچ کر حضرت نے وہ
 بہیر ملاحظہ فرمایا تو خادموں سے پوچھا کہ یہ کیسی بیڑ ہے اونہوں نے عرض کیا
 کہ یہ حضرت بالفعل ایک سپاہی بڑے بہادر و شجاع اور صاحب حسن و جمال
 اس شہر میں تازہ وارد ہیں لوگ اونہیں کو گمیرے اونکی صورت کا تماشہ دیکھ
 رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہاں ایسے شخص کو دیکھ لیا چاہیے چنانچہ لوگوں کو گمیرے
 حضرت قریب خان صاحب کے تشریف لگے اور وقت خان صاحب اپنی سپہ گری
 طوطہ میں اون تماشا یون سے یہ کہہ رہے تھے کہ اس شہر میں کوئی بھی
 ایسا دکھائی نہ دیا کہ کچھ زور آزمائی جیسے کرتا خواہ بانک پٹ کے کچھ کرتا کرتا یہ
 سہی نہ سہی بہلا پنچہ کلائی تو کر لیتا ہمارے حضرت نے مسکرا کر اون سے یہ فرمایا
 کہ اونمیان جوان سپاہی اس فقیر کو پنچہ کلائی کرنا تو نہیں آتا انکم میں لڑنا
 آتا ہے چاہو تو مجھ سے آنکم میں لڑو یہ سنکر اور متعجب ہو کر جوہرین خان صاحب نے
 حضرت کے چہرہ منورہ کی طرف نگاہ کیا وہیں حضرت نے ایسا ایک نینا بان مارا
 کہ خان صاحب تراق سے زمین پر گر پڑے اور مدہوش و تجرد ہو گئے اور تھارے
 حضرت اپنی خانقاہ شریف کو تشریف فرما ہو گئے خان صاحب کو جب افاتہ ہوا تو
 لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے مولا کا گمیرے ہادی کا گمیرے تباؤ القرض ہو چکے

وجہ سے حضرت کی خانقاہ کی طرف چلے گئے تھے آپ عشق الہی میں جھومتے اور یہ زمانے
 پر رہتے جاتے تھے۔ رہا سہی بے عمر و بے سار گشت مارا ہزار گشت مارا ہزار
 ماحق بخلاف دس ہزار ہا آن بندہ نواز گشت مارا ہزار گشت مارا ہزار گشت مارا ہزار
 یہوئے حضرت کے قدموں پر گزرتے اور در خواست بیعت کی کہ حضرت نے اس بیعت
 شرف بہ بیعت و مراد حلقے میں ہزاروں طرفیت کے داخل فرمایا جنہا کی بہت سی
 عرصہ میں خالص صاحب قدس سرہ ولی کامل اکمل ہو گئے بعد ازاں کے حضرت
 محبوب حل و علای خالص صاحب کو حرقہ خلافت کا عطا کر کے فرمایا کہ اب
 وطن میں جا کر مہر پہو اور طالسان خدا کو براہ خدا کی تلو اوہر جا خالص صاحب
 سرمدت العمر اسی استی سے کہیں مابہر گئے وہیں متوکل رہے ہو است خلائق
 و کرامات خالص صاحب کی یہی روشن گر عالم تھی اڑا بیض آب سے جاری ہوا
 ہے بہت لوگ بیضیاب ہوئے ہیں خالص صاحب کے خلفا سے دو شخص بڑے رور
 شہر کے شیخ ہوئے ہیں ایک تو حضرت سید شاہ جلال دہلوی قدس سرہ کہ مرا
 شریف اوہما دار الخلائق شاہچمان آباد میں قریب فقہوری مسجد کے واقع ہے
 کات گند گار اوہلی قبر شریف کی زیارت سے مشرف ہوا ہے بخت بندہ کو بہت لوگ
 شہر کے ماتھے پر ہے کو وہاں جاتے ہیں اور میان شاہ نور علی علیہ الرحمۃ
 تنکی جوہلی شہر الد آباد میں مشہور ہے انہیں حضرت سید شاہ جلال قدس سرہ
 کی اولاد میں سے تھے اور حضرت شاہ ہدایت الہی قدس سرہ ایک بزرگ تھے کہ
 اوہ ملا داسطہ سرب فیضان مراد شریف سے حضرت شاہ جلال قدس سرہ کے
 تکمیل سلوک کی ہو گئی تھی اور پلٹا سلسلہ جامد اس کے بیعت اور بزرگت میں

شاہ نور علی سلیم الرحمت سے کر لی تھی در نہ ظاہر ہے کہ اس کے مراتب علیا اور مدارج
 عقلی کے مقابلہ میں چار سے میان شاہ نور علی کا کیا رتبہ تھا بلکہ لوگ تو ایسا کہتے
 ہیں کہ میان شاہ نور علی نے صحبت میں نواب آصف الدولہ کے پناہ مذہب آبادی بھی
 بیل ڈالا تھا اور اس کا علم بالاصواب ایک زمانے میں حضرت شاہ ہدایت البنی قدس
 سرہ شہر عظیم آباد میں بھی دار دہوے تھے اس کا تب گہنگار نے بھی اونکی زیارت
 کی تھی ہر چند یہ حاصی اس عرصہ میں بہت صغیر سن تھا مگر اتنا خیال ہے کہ قد
 شاہ صاحب کا بہت دراز تھا اور بڑے اونچی کمر اور نپٹا کرتے تھے اور لوگ کہتے تھے
 کہ شاہ صاحب کا سن ایک سو نو برس کا ہے بناب حضرت پیر و مرشد برحق ہادی و
 رہنماے مطلق شمس الکونین قمر العالمین قطب العصر حضرت سید شاہ قمر الدین حسین
 قدس سرہ الغفر فرماتے تھے کہ جناب شاہ ہدایت البنی قدس سرہ کی کرامتوں میں
 سے ایک چوٹی سی کرامت یہ تھی کہ جب تکیہ شریف پر حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ
 کے مجلس عرس کی ہوتی تو شاہ ہدایت البنی قدس سرہ ڈولی پر سوار ہو کر آتے
 جو ہن ڈولی سے اتر کے اسانہ شریف کے اندر قدم رکھتے اور آواز قوالوں کی دہو
 کی شاہ صاحب کے کانوں تک پہنچتی وہیں شور و شہین انگرقص کرنے لگتا اور جن
 تکیہ شریف کا کہ بڑا وسیع ہے کمر اور نپٹے اسی حالت رقص میں بے تحلف صحن
 کو طے کر جاتے تھے اور اس سے زیادہ تحلف یہ تھا کہ کرسی بارہ درسی کے تکیہ
 شریف کی قد آدم سے بھی زیادہ بلند تھی غالباً تو ایسا تہہ سے کم نہونکی شاہ صاحب
 وہی کمر اور نپٹے اسی حالت رقص سے بلاتامل ایسے جلد زمینوں سے گذر کر
 داخل مجلس ہو جاتے تھے کہ گویا جیسے بجلی چمک گئی اور ہرگز اونکو شورش نہونتی

گزینا تو کیا دکر ہے محل جلالتہ و سرسخت غلیفہ عظیم الشان حضرت میاں لاوا صاحب
قدس سرہ کے حضرت شاہ غلام نبی قدس سرہ رہے کہ بعد انتقال خان صاحب
قدس سرہ کے یہی سجادہ نشین خان صاحب قدس سرہ کے حلقہ کی ایک شاہ
غلام نبی قدس سرہ کی اولاد میں جلی آتی ہے حسب کاتب گسکار الہ آباد سے اکبر آباد
میں آیا تو اوسیکے دو بیٹے تھے جس میں ایک بزرگ شخصت سالہ اولاد عوام سے
شاہ غلام نبی قدس سرہ کے کہ اوس زمانہ میں وہی بزرگ سجادہ نشین تھے جس
شریف میں حضرت محبوب جیل و علا امیر الواعظ قدس سرہ کے اکبر آباد میں تھے
لائے تھے یہ جاگسا رہی اونکی ملاقات سے مستر ف ہوا تھا عاصی کے حال پر
کمال حمایت و الطاف فرماتے تھے اسم شریف اون بزرگ کا اسی مسالک اسم مبارک
اونکے حدامجد کے شاہ غلام نبی تھا اونوں نے نام اوس سستی کا اسی فرمایا تھا مگر
عاصی اپنے حافظہ کے تصور سے سہول کیا اٹھا تو البتہ یہ ہے کہ اونوں نے فرمایا
تھا کہ وہ سنی جنجور والے نواب کی عملداری میں ہے۔

ذکر خیر قدوسیاد اعظام زید شایخ اکرم حضرت میر محمد کالپوی قدس سرہ کا
جناب معلی القاب ولی زمان قدسہ کمالان برگزیدہ بارگاہ احمد سید ابواللین حضرت
میر سید محمد قدس سرہ و متوطن شہر کالپی کے تھے سید پاک کو بیعت سلسلہ عارفانہ
میں حضرت شاہ جمال اولیا قدس سرہ سے تھے حضرت سید پاک سلوک طریقہ
پشتہ کاٹے کر کے شیخ وقت صاحب ارشاد تھے سیکر و ن طالبان خدا آپ کے
حلقہ فیض و ارشاد میں حاضر تھے ایک روز سید پاک نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت

خواجہ بہا الدین نقشبند قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ اسے سیر سید محمد درینولا ایک شیخ
 ہمارے سلسلہ کا ایسا صاحب مقامات عالیات شہر اکبر آباد میں فیض بخش عالم
 ہے کہ کسی سو برس کے بعد اس رتبہ کا شخص پیدا ہوا ہے مناسب ہے کہ تم اکبر آباد میں
 جا کر اس سے ہمارا طریقہ بھی اخذ کرو مگر نام فرمایا بعد اس واقعہ کی سید پاک کو بے انتہا
 جذب خاطر کا طرف اکبر آباد کے ہوا اور آپ چند عرصہ دن اور خادہ من کو ہمراہ رکاب
 فیض انتساب کے لیکر بطرف اکبر آباد کے تشریف فرما ہوئے وہاں پہونچ کر خواجہ
 اوس شہر کے مشائخون کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے دو بزرگ
 وہاں شیخ وقت ہیں ایک تو میر نجان علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ السلام
 کے اور دوسرے جناب قطبیت مآب حضرت سید امیر ابو العلا رحمۃ اللہ علیہ اور یہ
 ہی ظاہر ہوا کہ حضرت میر نعمان کو سماع سے احقر از کل ہے اور سید امیر ابو العلا کی
 مجلس فیض منزل میں سماع بھی ہوتا ہے ازاںجا کہ سید پاک کو بھی سماع عظیم تھی
 رغبت خاطر ابھی میر نعمان علیہ الرحمۃ کی طرف پہونی چنانچہ آپ بالکی پر سوار ہو کر میر نعمان
 کی خانقاہ کو تشریف لیچے مگر کمار اونکی خانقاہ کی راہ ہو لکر حضرت محبوب جل وعلا
 کی خانقاہ پر جا پہونچے جب وہاں پہونچ کر یہ معلوم ہوا کہ یہ خانقاہ حضرت امیر
 ابو العلا کی ہے آپ بالکی سے نہ اترے اور کمار دن سے فرمایا کہ میر نعمان کی
 خانقاہ پر لیچو لیکن عجب اتفاق ہوا کہ کمار دو چار گلی اور کوٹھن میں پہونچے کہ
 ہمارے حضرت ہی کی خانقاہ شریف پر آن پہونچے قصہ دو یا تین مرتبہ یہی ہوا
 گذرا جب تو حضرت سید پاک نے فرمایا کہ کچھ احقر یونہی معلوم ہوتا ہے اور
 بالکی سے اتر کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لیگے بحسب اتفاق اوس وقت حضرت

محبوب جل و علا کی محفل حلیہ متناہل میں سراج پور ہاتھ حضرت محبوب جل و علا
 نے حضرت سید پاک کو جو دیکھا تو ایک طرف متوجہ ہو کر کہی بارغزوہ کیا سید پاک حضرت
 کے لغزہ نکلے تاثیر تو پڑی مگر اسحاق کہ سید پاک کا طرف عالی تھا حبس کیا اور ہم شریع
 کو حبس نہویں حضرت نے آجکا ہاتھ پکڑ کر کہی بارغزوہ مرایا ہر حضرت سید پاک
 کو طاعت ضبط کی مافی رہی تمام بدن حبش اور تلب میں جارہے ہو کر نسبت عابد
 ابو العلامیہ تکمل ہو گئی بعد رحاست محفل کے حضرت سید پاک نے عرض کیا کہ فقیر
 تو پہلے ہی لغزہ نہیں حضرت کے پیچہ ہو چلا تھا مگر نمشکل ضبط کیا اور یہی نہیں سنا
 لیکن اخیر لغزہ کے وقت ضبط نہ کر سکا لغزہ حساب سید پاک نے تو جیسے تک صحبت
 کرامت مرثت میں حضرت محبوب جل و علا کے حاضر رہ کر تکمیل طریقہ عالمیہ نشانیہ
 ابو العلامہ کی حاصل کی بعد اس کے حضرت محبوب جل و علا نے حساب سید پاک
 کو خرقہ خلافت اور بیچ حضرت خواجہ مشکعل کشاخو اجہ بہار الدین نقشبند قدس سرہ
 سرہ کی کہ دانے اس کے چنے پتھر کے بن عیایت کیا اور رخصت فرمایا آب گالیسی
 میں اگر سند ہدایت دار تادیر جلوہ افروز ہوے لوارق خوارق کرامات سید پاک
 قدس سرہ کے روشن گر عالم تھے انک تمام ہندوستان میں شرق سے غرب تک پہنچ
 ہے کچھ حاجت میاں کی نہیں آئے او آئے خلفاء اعظام کے حتمیہ فیض سے ہر روز
 پیاسے سید ان طلبے سیراب ہو گئے ہیں جیسا کہ حضرات مارہرہ قدس اسرار سم
 کہ کیسے کیسے ولی کامل ہوے ہیں حضرت سید پاک ہی کے خاندان ولایت الہیہ
 کے فیض بابتہ ہیں ارتحال سید پاک کا اس جہان گندان کے طرف گلزار جہان کے
 تارنج حیدرین شہر شمعان العظیم الشہر ہجری قدسی روز یکشنبہ کو ہوا ہے غزیرہ

شہر کالپی میں محلہ رام چوڑہ میں واقع ہے حضرت سید پاک قدس السہرہ کے
 خلیفہ نمین سے دو بزرگوار اعظم خلفائے ایک تو صاحبزادہ والا تبار آپ کے یعنی حضرت
 سید احمد کالپوی قدس السہرہ کہ آپ کے مدارج ولایت و کرامت کی کچھ حد و نہایت
 نہیں کہ کیفیت ذوق و مستی و شور کی جناب کو غالب تھی سماع سے بہت شوق تھا
 آپ کی نسبت سراسر تاثیر ایسی زور آور تھی کہ انسان کو کیا چرند و پرند آکھا فقرو سکے
 مست و میخو دو ہو جایا کرتے تھے جانتا چاہئے کہ جناب سید پاک حضرت میر سید محمد
 قدس السہرہ کی خانقاہ شریف کی سجادہ نشینی اب تک اولاد احماد میں حضرت میر
 سید احمد قدس السہرہ کے چلی آتی ہے چنانچہ اس وقت میں جناب رشادت با
 مولانا حاجی سید شاہ ظہور محمد محدث زید السہرہ تجلیاتہ وارفع درجاتہ اطراف شہر
 کالپی میں بیچ قصبہ علی پور چورہ کے زینت افزائے سندھدایت و ارشاد کے ہیں
 علوم ظاہر میں علامہ زمان اور کمالات باطنی میں یگانہ دوران برے عابد و زاہد
 ذاکر و شاعر عارف کامل ہیں مزاج شریف میں اخلاقیات و درویشی کا بہت ہے
 خلوت و عزلت ان میں مطبوع خاطر ہے سبحان السہرہ تمام زمانہ میں السہرہ کے
 دیر گاہ اوں کو سجادہ فیض سانی پر سلامت باکرامت رکھے اور دوسرے اجل خلفا
 سے حضرت میر سید محمد قدس السہرہ کے حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس
 تھے زادو دم حضرت شیخ کا قصبہ سید پور بہتری مصافات شہر غازی پور سے ہے حضرت
 سید پاک کے فیض و کرامت کا شہرہ سکے شہر کالپی میں جا کر آٹھ حلقہ ارشاد میں
 داخل ہوئے اور چند روز میں ولی کامل ہو گئے حضرت شیخ قدس السہرہ مرید خاص
 اور خلیفہ باختصاص جناب سید پاک حضرت میر سید محمد قدس السہرہ کے اور اوتار

حضرت میر سید احمد قدس السیرہ کے تھے چنانچہ جب حضرت سید پاک نے خرقہ فرمایا
 حضرت شیخ کو عیادت کیا وہ تسبیح بھی حضرت خواجہ مشکوک کتنا قدس السیرہ کو کجا
 مذکور اوپر پہنچا ہے اسی کو عطا فرمایا کہ اب تک تسبیح شریف شہر الہ آباد میں ح
 دائرے حضرت شاہ محمد احمول قدس سیرہ کے کہ اولاد امجاد سے حضرت شیخ کے تھے
 موجود ہے ہمیشہ عیدین کو ہاتھ میں سجادہ نشین کے ہوتی ہے اور وہ قیل و دغا
 عید کے تینا تو ہر گاہ حسب معمول تدبیر اپنے اماں کرام اور اصحاب و عظام کے اوس
 تسبیح پر سو مار پیہ چاروں اسم یا اللہ یا فتح یا ارباب یا اسطر پڑھ لیتے ہیں بعد
 اوس کے باری باری سے اور انخوان و اقربان سجادہ نشین کے پرستے ہیں یہ کام
 گنہگار جب تک الہ آباد میں مقیم رہا ہمیشہ عیدین میں اوس تسبیح کی زیارت سے
 مشرف ہوا کیا اور نصابت و اعانت صاحب سجادہ کے اول اسما کے پرستے سے
 بھی سعادت اندوز ہوتا رہا اب جانتا جاوے کہ جب حضرت شیخ محمد افضل قدس السیرہ
 سرہ کو حضور سے جناب سید پاک حضرت میر سید محمد قدس السیرہ کے خرقہ خلافت
 کا عطا ہوا تو حضرت شیخ قدس سرہ شہر الہ آباد میں آکر بیٹھ رہے شاید وہ زمانہ قاجار
 بادشاہ کی سلطنت کا تھا اوسوقت میں اوس شہر الہ آباد میں بہت سے بڑے بڑے
 مشائخ صاحب رشد و ارشاد موجود تھے مگر حضرت شیخ محمد افضل ابو العالی محمدی
 کی مشعل فیض کے آگے سبکے چراغ گل ہو گئے۔

ذکر خیر السادات رفیع الدین حضرت میر سید محمد علی بن میر سید محمد قدس السیرہ الخ
 یوشیدہ رہے کہ سلطان العاتقیں حامی ملت والدین قطب فلک ولایت
 مرکز نہایت محبوب الصمد حضرت میر سید دوست محمد قدس السیرہ خلاصہ مریاں

مخصوص عالی مقام اور عمدہ خلفائے عظام جناب قطبیت مآب محبوب جبل و علا
 حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ العزیز کے بین یعنی دو نعمتیں جو روحانیت سی
 امیہ اطہار اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز
 کی حضرت محبوب جبل و علا کو ملی تھیں وہ بالکل آپے حضرت محبوب الصمد کو عنایت فرمایا
 اور بارانائیت ولایت و ارشاد کا آپہی کو تفویض کیا روایت ہے کہ زاد بوم حضرت میر سید
 دوست محمد قدس سرہ کا مصنفات صوبہ برہانپور سے ہے تحصیل علوم طاریہ
 کی اپنے شہر دہلی میں کی بعد اس کے طلب خدا کی جو دلمیں پیدا ہوئی تو اسی ملک
 میں بنگالے کے ملک کمپٹرف چلے گئے اور ایک مدت تک متلاشی رہے اور اس
 ملک کے مشائخ و فاضلین خدمت میں حاضر ہوئے مگر چونکہ آپ کی استعداد عالی اور طلب
 بالاتر تھی حسابات کے آپ جو یاتھے اور سکا پتہ کہیں نہ لگتا تھا بارے رہیں آپ کو کسی
 مسافر شخص کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اندنوں شہر اکبر آباد میں حضرت امیر
 ابو العلاء حنی کے یہاں رہنی چڑھ رہی ہے جو کوئی اونکے پاس حاضر ہوتا ہے وہ
 بہرین رنگدیا جاتا ہے پس یہی سنتے ہی آپ کے قلب شریف میں حضرت محبوب جلو
 علا کی زیارت کے اشتیاق کا غلبہ ہوا اور اکبر آباد کو تشریف لیجئے جب شہر کا پانی میں
 پہونچے تو ایک کونہ مصر کا وہاں سے لے لیا کہ جب حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے
 یہی تندرگذا نین گئے چنانچہ شہر اکبر آباد میں پہونچکر صوقت حضرت کے حضور میں حاضر
 ہوئے اور صوقت حضرت ظہر کی نماز سے فراغت کر کے صحن میں مسجد کے جلوہ افروز
 تھے اور کسی شخص حضرت کے مریدوں اور یار و نمین سے بھی حاضر تھے جناب
 محبوب الصمد بھی اداب و تسلیات بجا لاکر اور وہ کونہ مصری کا تندرگذا نین

مینہ گئے حضرت نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے کہاں آنا چاہا۔ اس مختصر کا
 کیونکر آئے آئیے جو ص کیا کہ حاکسار کا نام دوست محمد ہے بالفعل لگا لگی
 سُن سے آما پوتا ہے طالب خدا کا ہوں حضرت کے فیض و کرم کا شہر و سیکر
 میں ہی امیدوار حاضر ہوا ہوں یہ سکر حضرت متبسم ہوئے اور اس کو زمین
 سے قے مصری توڑ کر نوش فرمایا انا فیروز کو تقسیم کر دیا اب اس کے پار و گز
 طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ اوہنوں نے اس وقت میرا منہ کھٹا کیا ہے محکم کو بھی
 جاتے کہ اس وقت انجاسہ مہیا کر دوں یہ فرما کر اور جناب محبوب الصمد کو اپنے ساتھ
 بہلا کر ایک توجہ یعنی جو کہ تو جس جناب ممدوح مست مادہ است کے ہو کر گزشتہ
 اور سجدہ و مہوش ہو گئے یہاں تک کہ جب آذان عصر کی ہوئی اور حضرت نماز کو کھڑے
 ہوئے تو گو گونجیا کہ جناب محبوب الصمد کو بھی پوشیا کر کہن حضرت نے منع کیا
 اور فرمایا کہ اس وقت یہ شراب وحدت کے نشہ میں مست و مدہوش ہو کے مصداق
 کا تھروا الصلوۃ اتم سکھائے کہ ہن نشے مستعرض نہوا القرض قریب نار عشا
 کے آگیا اس کیفیت سے افاقہ ہوا تب وضو کر کے قصا عصر اور مشرب کی آوا کی
 ہر جماعت عشا میں شریک ہوئے صبح کو شرف معیت سے مشرف ہوئے حضرت
 نے اوس وقت خرم خلافت اور تجربہ طریقت و اجازت عطا کر کے فرمایا کہ جاؤ شہر
 برہانپور میں جا کر مہیہ رہو اور طالبان خدا کو راہ خدا کی تباہی کر و حضرت کے اس
 ارشاد کو کمال رقت ہوئی اور حضرت کے قدم پر گریہ عرض کر کے لگی کہ یا مرشد ایسا
 جلد اپنے قدموں سے جدا فرمائے بہلا چند روز تو حضور میں حاضر رہوں اور
 سعادت نرسنگداری کی حاصل کروں حضرت نے فرمایا کہ حاجت تو اسکل نہ تو

مگر خیر خوشی تھامی چندے سجاو چنانچہ ایک برس مل کر اسے حضور میں حاضر
 رہے اور لا انتہا نعمتوں سے مالا مال ہوا کہ اس عرصہ میں حضرت اپنی خدمت
 خاص سے مثل نعلین برداری اور پاکوبی اور گس رانی آپہی کو سعادت مند
 فرمایا کرتے تھے بالحد بعد ایک سال کے حضرت نے آپ کو بطرف برہانپور کے حضرت
 فرمایا آپ برہانپور میں جا کر جو جلوہ افروز مسند فیض و ہدایت کے ہوئے تو تمام وہ خط
 و کتب کا آپ کے فیضان سے معمور ہو گیا اچھا شہرہ سنکر دور دور لوگ فیض حاصل
 کر نیکو حاضر ہوئے مگر آپ اپنے مرشد عدیم المثال کی درود صبا سے اکثر بیتاب
 و بیقرار رہا کرتے چنانچہ فراق میں اپنے پیر کے نظیر کے اپنے ہندی زبان میں ایک
 یم کہانی کہی ہے کہ ہر دو باور کا عشق آمیز اور شورش انگیز ہے کہ وہ کسی جزو ہے
 اور لوگوں نے جو شرح اوسکی فارسی میں لکھی ہے وہ تو برا ہے خود ایک کتاب ہے
 وہ یم کہانی پوری اس گندگار کی نظر سے نہیں گذری اور جتنی دیکھی ہے اتنی
 بھی اس رسالہ مختصر میں نہیں لکھی جاسکتی ہے لیکن چند دو ہے اس کے تینا
 اور تبرکاً لکھ دے جاتے ہیں چند دو ہے یم کہانی کے

<p>یم کہانی کہتے ہیں کہ ہون سنو سکی تم کے یم کہانی بس بہری گوشت سنجو کے یم گلی ات سا لکری پیہن کہونہ سہا کے یم نگر مون کے کی سند بدہ سوزگون یم گو موہی آنگلی چور انکسا جاسے</p>	<p>پیاؤ پلو نہ ہن کو ہون گئی آئی آپ کو باتون باتون بس جبرے و کیتا گر جا تن من چور جو اسکے تولد آیا جائے سند بدہ یون گسل تاجا ہون پانہیں ن اے سی سکھی کچھو پیہ کی بات کو تاک</p>
---	---

آپ کو جب جذبات المیہ غالب ہوتا تو پیارا اور جگمگ کھٹک شریف لیجاتے اور نعرے کرتے

چہ نہ خواہ پر مدح کے کامین ایک نعر کی آواز ہو تھی اور جدا و مقص کر کے لگتا اور کبھی
 ایسا ہوتا کہ ایک نعرے سے جنگل اریہا زمین اگ لگماں اوس حالت میں اگر
 کسی انیا کی نظر آئے ہر وہ مبارک پیر پڑ جاتی تو فوراً مانند دیوانوں کے اپنے
 گریبان عقل و ہوش کو پہاڑ کر سر لشکر اٹھاتا ایک مقامات عظمیٰ اور مدارج
 کبریٰ اور ہم درجہ سے ماہرین انتقال جناب ولایت مآب محبوب الصمد حضرت میر سید
 دوست محمد درس السرد و کامار جھبیشوین شہر جامد سی النانی مشہد اجپری
 قدسی روز جمعہ کو ہوا سن شریف جو راٹو سے برس کو پہونچا تھا قرار مقدس آپ کا
 تہرہ ہانیور میں حبکو اور نگ آماد کتے ہیں حضرت سافر شاہ محمود شاہ کے کیم
 میں واقع ہے اور ریارت گاہ خاص و عام کا ہے حضرت محبوب السمد قدس سرہ
 رے رے حلفاء حلیل القدر عالی منزلت ہوئے ہیں انہیں سے تین بزرگوار
 کی دات کرامت آیات سے مژد فیض کثیر جاری ہوا ہے ایک تو حضرت سافر شاہ
 دوسرے حضرت محمود شاہ تیسرے حضرت شاہ محمد فراد قدس السد اسرار ہم حضرت
 سافر شاہ اور حضرت محمود شاہ تو ملک دکن میں رونق بخش مستند فیض و ہدایت
 کے رہے تمام ملک دکن کا ان دونوں بزرگوں کے فیض سے معمور ہو گیا اور
 محرم اسرار ربانی مقرب مارگا، صمدانی امام الموحیدین سلطان الواصلین
 حمزہ ہدایت وار تاد حضرت شاہ محمد فراد قدس السرد و شہر دہلی میں تشریف
 لا کر جلوہ افروز چار بالاش مشیخت کے ہوئے اور آپ کے دریاے فیض سے دہلی
 سے لیکے تہذیب کے واقع ملک بنگالہ تک سیراب ہو گیا، جانتا چاہئے کہ مولد شریف کا
 خاص شہر دہلی ہے والد ماجد ایک بزرگ میر میر آباد شاہی سے تھے اور سوانے آپ کے

اوسکے کوئی دوسری اولاد تھی جس زمانہ میں عمر شریف آپکے بارہ تیرہ برس کی تھی
 والد بزرگ آپکے صوبہ دار صوبہ بہار پٹنہ کے مقرر ہو کر وہاں گئے اور آپ کو یہی اپنے
 ساتھ لے گئے وہاں یہو پٹنہ جو شہرہ ولایت و کرامت محبوب الصمد حضرت میر تقی میر
 قدس سرہ کا ستا تو آپکے حضور میں بھی حاضر ہوئے اور جمال با کمال ایجادیکہ
 کے نہایت معتقد ہوئے چند وہ پہلے سے مرید کسی اور بزرگ کے تھے مگر جیسا دنیا
 دار لوگ باسید و عا اپنے فلاح دنیا کے درویشوں کے حضور میں حاضر ہو کر تے
 ہیں اسی طرح یہ بھی حضرت محبوب الصمد کی جناب میں اکثر حاضر ہو کر تے تھے
 اور گاہ گاہ اپنے صاحبزادہ یعنی حضرت شاہ محمد فراد قدس سرہ کو بھی ہمراہ اپنے
 لیجا یا کرتے اور انجا کہ آپکی قسمت میں تو اور بھی امیری لکھی تھی آپکے دلیس
 رابطہ محبت کا حضرت کی پیدا ہوا کہ سوائے ہمراہی اپنے والد کے اکثر اوقات کیلے
 بھی حضرت کی جناب میں حاضر ہونے لگے آخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ ہر روز حاضر
 ہونے کا معمول ہو گیا جب یہ حال آپکے والد بزرگوار کو معلوم ہوا تو وہ دُرس
 اور ایک روز حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا حضرت حضور
 پر روشن ہے کہ اسد قلعے نے مجھ کو دولت دنیا بہت کچھ دیا ہے مگر کیا نیوالا اس
 دولت کا سوائے اس بندہ نادار کے اور کوئی دوسرا نہیں ہے سو یہ جو حضور میں
 ہمیشہ حاضر ہوا کرتا ہے مجھ کو خوف یہ ہو تا ہے کہ میں تاثیر محبت سے جناب کے
 دل اسکا فقر و ریشی کی طرف نہ آ جاوے ہر تو یہ سب دولت میری ہاں بھان پڑی
 رہے اسوائے امیدوار ہوں کہ اوسکے تین کثرت حضور ہی سے مالیت فرمائی
 جاوے حضرت نے فرمایا کہ ہاں تو اب صاحب تم بھیج کتے ہو اپنے فرزند پر استہام اسکا

رکھو کہ یہاں نہ آیا کرے اور میں بھی اسکو سمجھا دو گا چنانچہ نواز صاحب نے بہتر
 اہتمام کیا مگر ایک سینہ بین گھنٹہ میں تو میری توقع غالب معشوق نہ چکا تھا کہ کب سبکی
 سنتے آتے اور مانتے تھے بلکہ آگے تو دین میں ایک وقت حاضر ہوتے تھے اب
 دو دنوں وقت آنے لگے تو نواز صاحب اور زیادہ گہرا گئے اور میری حضرت محبوب
 کے حضور میں حاضر ہو کر وہی تقریر ادا کی جب تو حضرت نے فرمایا کہ بڑے تماشے
 کی بات ہے کہ تم جو امیر کبیر ہو سیکڑوں لوگوں کا درو در بیان رکھتے ہو تم سے تو اپنے
 بیٹے کا اتنا اہتمام نہیں ہو سکتا کہ اسے بیان نہ آنے دو میں بجا یہ فقرہ کہ میرے
 یاس نہ لو کر نہ جا کر نہ در نہ در مان بہلا میں کسی کو اپنے یاس آنے سے کیونکر روک
 سکوں اندیشی مشکل تو یہ ہے کہ تمہاری خواہش کچھ اور ہے اور اللہ تعالیٰ کی
 خواہش کچھ اور ہے تم تو چاہتے ہو کہ مجھے تم یا شاہ کے برابر وہاں تہہ باندہ کر لو
 موتے ہو ویسے یہ بھی کٹر ابو اور خدا یہہ جانتا ہے کہ یا شاہ خود ہاتھ باندہ کر
 اسکے سامنے حاضر ہے پس میں نہیں جانتا کہ تمہاری خواہش اللہ کی خواہش
 پر کیونکر غالب آسکتی ہے یہہ ارشاد حضرت کا سکر نواز صاحب مایوس ہوئے
 اور عرض کیا کہ حضرت اب میں اپنی خواہش سے باز رہا اور موافق خواہش خدا
 کے یہ بندہ زادہ حضور ہی میں حاضر ہے پھر تو آپ بے تکلف دن رات حضرت
 ہی کے حضور میں حاضر رہنے لگے اور بعد چندے شرف بیعت کی حاصل کر کے
 داخل حلقہ یاران طریقت کے ہوئے اور بہت جلد مقام ولایت کو فائز ہو گئے
 اور ماوجودیکہ فرقہ خلافت بھی آپ کو مل گیا تھا مگر تاحیات اپنے مرشد پاک کے
 اور کا قدم بچوڑا برابر وہیں حاضر ہے حضرت محبوب الصمد قدس اللہ سرہ نے

[illegible]

یا اللہ حضرت میر سید اسد اللہ قدس اللہ سرہ جسکے خلیفہ اعظم اور اکمل سلطان الواصلین
 بہرمان العاشقین مقرب بارگاہ ایزد سبحانی محرم خاص کریم ربانی قطب عالم
 حضرت شاہ محمد منعم قدس اللہ سرہ تھے اور حضرت مولانا بہرمان الدین خدا نامہ
 قدس اللہ سرہ کے خلیفہ نوٹین و وزیر گوار آپکے اجل خلفا سے تھے ایک توشیح الاسلام
 و المسلمین حضرت شاہ عزت اللہ قدس اللہ سرہ جسکے خلیفہ حضرت شاہ
 تم الدین صاحب زادہ عرفانہ و دام فیوضاتہ قصیدہ جہو جہو متعلقہ ملک میوات میں
 تشریف رکھتے ہیں اور طالبان خدا کو اپنے فیض سے معمور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ
 او کو دیر گاہ سلامت باکرامت رکھے کہ مفتی زمانہ ہیں اور دوسرے خلیفہ اعظم اور
 مرشد زادہ حضرت مولانا خدا نامہ قدس اللہ سرہ کے شیخ الواصلین امام العارفین
 و مودۃ العاشقین قطب الکاملین رکن الملتہ والدین حضرت شاہ رکن الدین عشق
 قدس اللہ سرہ تھے اور آپ کو حضرت قطب عالم محمد دوم شاہ محمد منعم قدس اللہ سرہ کے
 جناب سے بھی فیض حاصل ہوا تھا اور اجازت و خلافت وہاں سے بھی
 عنایت ہوئی تھی آپ مجمع البحرین میں آپ جانتا چاہئے کہ حضرت قطب عالم
 محمد دوم شاہ محمد منعم قدس اللہ سرہ کے خلفا سوا حضرت رکن الدین عشق
 قدس اللہ سرہ کے اور بھی چند خلفا عظیم الشان تھے چنانچہ شہر دہاکہ میں شیخ
 الاسلام و المسلمین حضرت صفی شاہ محمد ذاکم قدس اللہ سرہ صاحب ولایت
 ماک بنگالہ کراچی و سرورین شیخ الاسلام و المسلمین حضرت شاہ غلام نبی قدس
 اللہ سرہ اور شہر عظیم آباد میں شیخ الاسلام و المسلمین قطب زمان حضرت سید
 شاہ حسن علی قدس اللہ سرہ اور شیخ الاسلام و المسلمین قطب دوران حضرت

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کہو کہ یہاں نہ آیا کرے اور میں بھی اسکو سمجھا دوں گا چنانچہ نواز صاحب بہشتی
 اہتمام کیا مگر ایک سید فیض گنجیہ میں تو حضرت کا لب معشوق ہو چکا تھا کہ کب تک
 سننے لگے اور راتیں تنہا لگے تو وہ نہیں ایک وقت حاضر ہوئے تھے اب
 دو دنوں وقت آنے لگے تو نواز صاحب اور زیادہ گہرائے اور پھر حضرت محبوب
 کے حضور میں حاضر ہو کر وہی تقریر ادا کی جب تو حضرت نے فرمایا کہ بڑے تھاتے
 کی رات ہے کہ تم جو ادب کر رہے ہو سیکڑوں کو کر جا کر در دربان رکھتے ہو تم سے تو اپنے
 بیٹے کا اتنا اہتمام نہیں ہو سکتا کہ اسے یہاں نہ آنے دو میں بچارہ فقیر کر میرے
 یاس نہ کر نہ جا کر نہ در دربان بہلا میں کہیں کو اپنے پاس آنے سے کیونکر روک
 سکوں اور یہی مشکل تو یہ ہے کہ تمہاری خواہش کچھ اور ہے اور اللہ تعالیٰ کی
 خواہش کچھ اور ہے تم تو چاہتے ہو کہ جیسے تم بادشاہ کے سر پر در ہاتھ باندھ کر کمرے
 موئے ہو ویسے یہ بھی کمرہ ہو اور خدا یہہ جاہتا ہے کہ بادشاہ جو در ہاتھ باندھ کر
 اس کے سامنے حاضر ہے بس میں نہیں جانتا کہ تمہاری خواہش اللہ کی خواہش
 پر کیونکر غالب آسکتی ہے یہہ ارشاد حضرت کا سکر نواز صاحب مایوس ہوئے
 اور عرض کیا کہ حضرت اب میں اپنی خواہش سے باز رہا اور موافق خواہش خدا
 کے یہہ بندہ زادہ حضور ہی میں حاضر ہے پھر تو آپ بے تحلف دن رات حضرت
 ہی کے حضور میں حاضر رہنے لگے اور بعد چندے شرف معیت کی حاصل کر کے
 داخل حلقہ یاران طریقت کے ہوئے اور بہت جلد مقام ولایت کو فائز ہو گئے
 اور ماوجودیکہ خرقہ خلافت ہی آپ کو مل گیا تھا مگر تاحیات اپنے مرشد پاک کے
 اوتکا قدم چھوڑا برابر وہیں حاضر رہے حضرت محبوب الصمد قدس سرہ نے

اپنے انتقال کے وقت آپ کو یہ وصیت فرمائی کہ بعد میری وفات کے تم دہلی میں جا کر بیٹھ رہنا اور وہاں کے لوگوں کو اپنے فیض سے منعمور کرنا چنانچہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ بعد وصال اپنے پیر نے نظیر کے آپ شہر دہلی میں اگر بیٹھ رہتے اور مدت العمر وہاں سے نہ اونٹے سب خاص و عام آپ فیض پاتے تھے بادشاہی اکثر آپ کی زیارت کو حاضر ہوا کرتا تھا جیسا کہ فیضان کثیر آپ کی ذات کرامت آیات اور آپ کے خلفاء اور تمام لیون سے ہوا ہے عالم انکار اسے عیان راجہ بیان کہ خدا کے فضل و کرم سے چشمہ فیض نسبت عالیہ ابو العلاء نے فرمادہ یہاں تک عرب کے شرق تک جاری ہے۔ واضح ہو کہ جناب قطب الارشاد حضرت شاہ محمد فریاد قدس سرہ کے مقامات علیہ اور کمالات سینہ وہم و فہم سے باہر ہیں اوصاف بشری آپ کے متبدل ساتھ صفات ملکی کے ہو گئے تھے آپ شیخ ابن دالانس تھے اکثر جن آدمی کی شکل پکڑ کے آپ کی مجلس معارف گذار ہیں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے تھے چنانچہ نقل ہی کہ نواسے آپ کے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ عالم صغریٰ میں ایک روز خانقاہ شریف کے دروازہ پر کھڑے تھے ایک جن بصورت انسان کے آیا اور ایک کاغذ حضرت عشق کے ہاتھ میں دیکر کہنے لگا کہ صاحبزادہ اس کاغذ کو بہت احتیاط سے اپنے پاس رکھو تمہاری جوانی کے وقت میں کام آویگا اتفاقاً قطب الارشاد بھی کسی ضرورت کے لئے اسی وقت خانقاہ کے دروازہ تک تشریف لائے اور دیکھ لیا کہ جن نے کوئی کاغذ صاحبزادہ کے ہاتھ میں دیا اپنے صاحبزادہ کے ہاتھ سے وہ کاغذ لیکر جو ملاحظہ فرمایا تو نسخہ کیمیا کا تھا آپ نے زمین او سے پہاڑ کر پینک دیا اور جن کی طرف بنگاہ

گرم ستودہ ہو کر فرمایا کہ تو میرے یاس خدا طلبی کو اتنا ہے یا میرے لڑکوں کو دنیا
 طلبی سکھانے اتنا ہے آخر کو کثرت استغراق تتریب سے تکلیفات عالم تشبیہ سے
 آپ بالکل میرا ہو گئے تھے بغیر کیکے عرض کرنے کے کہا نایا دنیا و دنیا حجتوں
 بشکوہ طیف از خود آپ کہی متوجہ ہوتے تھے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ کی کوئی بیجا تہ
 سننے لگے کہ ایسے نہیں بھی سہول جاتے اور سبب شریف یہ دہونڈ ہے جب کوئی پوچھتا
 کہ حضرت کیا ڈنڈہ ہے ہیں تو فرماتے کہ فرما دیہان تہا نہ معلوم کہاں گیا سجان
 زمانے لاشانہ شعر و دیہاتی رہی ہو عشق تو کجہ کہنے یا کفایت خاص میں بیخیم تھے
 ہمیں سکتا اوس عالم میں جو کوئی آپ کے سامنے ہو کر گدہ جاتا یا خود ہو جاتا اور
 حسبہ کوئی چشم ظاہر نہ جاتی نوراً اوسکی آنکھ باطل کی کسل جاتی آپ کی صحت
 کرامت منزلت میں اکثر طالبو ملکود و ن توجہ و تربیت کے آپ آپ دور و انداز حضرت
 الہی کے کسل جاتے تھے انتقال آپ کا تاریخ ۵ شہر حادی الثانی ۱۰۸۱ھ
 قدسی کو ہوا ہے فرار شریف شہر دہلی میں ہر کی پیر کو قریب پرست منسل پورہ میں
 واقع ہے آپ کے روضہ منورہ کی ایک چادر دیوار سی پختہ بنی ہوئی ہے اور سوائے
 گنبد فیروزی آسمان کے فرار شریف پر اور کوئی گنبد نہیں ہے مگر ایک درخت
 حر فار یورسی کا اور چند درخت نیم کے چتر زبرد سی کہے ہوئے ہیں جاتا جاسے
 کہ حضرت قطب الارشاد کے بڑے بڑے خلفاء عظیم الشان ہوئے ہیں مگر وہ بزرگوار
 اجل خلفائے آپ کے تھے ایک تو امام العاشقین مرشد مشتاقین قطب العارفين
 شیخ الکاملین حضرت مولانا بہان الدین خدا تھا قدس سرہ اور دوسرے
 قدوة الاتقیاء بدة الاصفیاء سراج الملتہ والدین حامی شرع مہینین ولی عہد

پانچ حضرت میر سید اسد قدس سرہ جسکے خلیفہ اعظم اور اکمل سلطان الواصلین
 برہان العاشقین بقرب بارگاہ ایزد سبحانی محرم خاص سریم ربانی قطب عالم
 حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ رہتے اور حضرت مولانا برہان الدین خدا نام
 قدس سرہ کے خلیفہ نمین و وزیر گوار آپکے اجل خلفا سے تھے ایک توشیح الاسلام
 والمسلمین حضرت شاہ عزت اسد قدس سرہ جسکے خلیفہ حضرت شاہ
 قمر الدین صاحب زاد عرفانہ و دام فیوضاتہ قصبہ جوہنہ متعلقہ ملک میوات میں
 تشریف رکھتے ہیں اور طالبان خدا کو اپنے فیض سے معمور فرماتے ہیں اسد تقی
 او نکو دیر گاہ سلامت باکرامت رکھے کہ مفتی زمانہ ہیں اور دوسرے خلیفہ اعظم اور
 مرشد زادہ حضرت مولانا خدا ناما قدس سرہ کے شیخ الواصلین امام العارفین
 نور العاشقین قطب الکاملین رکن الملتہ والدین حضرت شاہ رکن الدین عشق
 قدس سرہ تھے اور آپکو حضرت قطب عالم مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ کے
 جناب سے بھی فیض حاصل ہوا تھا اور اجازت و خلافت وہاں سے بھی
 عنایت ہوئی تھی آپ مجمع البحرین میں اب جاتا چاہئے کہ حضرت قطب عالم
 مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ کے خلفا سواے حضرت رکن الدین عشق
 قدس سرہ کے اور بھی چند خلفا عظیم الشان تھے چنانچہ شہر دہاکہ میں شیخ
 الاسلام والمسلمین حضرت صفوی شاہ محمد و اکیم قدس سرہ صاحب ولایت
 ناک بنگالہ اور شہر الور میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ غلام نبی قدس
 سرہ اور شہر عظیم آباد میں شیخ الاسلام والمسلمین قطب زمان حضرت سید
 شاہ حسن علی قدس سرہ اور شیخ الاسلام والمسلمین قطب دوران حضرت

مولوی شاہ حسن رضا قدس سرہ جیانیہ ولایت آب سلطان الکاملین سے
 الباریین مجتہد دم الحقیقین قطب العاشقین مظہر خوارق و کرامات شیخا و امامنا
 حضرت سید خواجہ شاہ ابوالبرکات قدس سرہ اعظم حلیہ رکن البلیۃ والہدین
 حضرت کن الدین عتیق قدس سرہ کے اور جناب کرامت انتساب خدمت
 الباریین برہان الیسا لکین واصل بالہ حضرت مجتہد حکیم شاہ فرحت الحسن
 دوست کہیم چکی قدس سرہ خلیفہ اعظم شیخ الاسلام المسلمین حضرت مجدد
 شاہ حسن علی قدس سرہ کے تھے جس نے حضرت شیخا و امامنا خواجہ سید شاہ
 ابوالبرکات قدس سرہ کے توفیقہ اعظم قطب العصر خورشید شمس الکونین
 قمر العالمین و سیلتنا فی الدارین و تدبیر مولانا حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی
 قدس سرہ اور حضرت واصل بالہ مجدد حکیم شاہ فرحت الحسن دوست
 قدس سرہ کے صاحبزادہ اور خلیفہ اعظم مجدد الکین مقتدا سے محققین
 شیخ الکونین حضرت حکیم شاہ زہر حسین کہیم چکی قدس سرہ ہوسے مکر و انفع
 ہو کہ جناب مرشدی و مولانا حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس
 سرہ کو حضرت مجدد حکیم شاہ فرحت الحسن دوست کی جناب سے یہی
 فیض اور خیر توفیق کا عطا ہوا ہے ہمارے حضرت پیروند یہی مجمع البحرین
 ہیں قایدہ ہینہ مالایق کہ نگار کات اس رسالہ کا اکثرین مریدوں سے جناب
 ولایت آب شیخا و امامنا حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کے
 اور اکثرین مرشدوں سے جناب کرامت آب شیخ الکونین ہادیان و مرشدنا
 حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ کے ہے اور وہ ہون

بزرگوں کی جناب رشادت آب سے اس سنگ خاندان کو بھی اہانت و خذلان
 عنایت ہوئی ہے الغرض بوارق خوارق و کرامات جمیع ان حضرات کے روشن
 عالم سے اور دریا فیضان ان سب بزرگوں کا یورپ سے کچھ تک موجزن رہا
 حالات کرامت آیات ہر بزرگ کے اگر تفصیل لکھ جائیں تو ایک ایک رسالہ
 جداگانہ چاہئے اس رسالہ مختصر میں گنجائش اور سکی نہیں ہو سکتی ہے اور
 تیار ہے کہ اس رسالہ میں تو صرف بیان حالات اعجاز سمات پر پیران اور
 مرشد مرشدان محبوب جل و علا حضرت امیر ابو العالیہ سید السدقہ سید کاغھ
 تہا حضرت کے چند خلفاء عظام کا ذکر خیر تو محض واسطے حسن خاتمہ کتاب کے لکھ دیا
 گیا ہے بالکل ہزاروں ہزار شکر ہے فیاض ازل کا کہ چشمہ فیض اس نسبت
 عالیہ ابو العالیہ نہر ہادیہ کا ابتک اس ہندوستان میں تو یورپ سے کچھ تک
 جابری سے چنانچہ شہر اکہ میں جناب صوفی شاہ ولی اللہ صاحب اور جناب
 صوفی شاہ وجہ اللہ صاحب دام فیوضاتہما اور جناب صوفی شاہ نور اللہ صاحب
 دام عنانہ پوتے اور سجادہ نشین خانقاہ شریف حضرت صوفی شاہ محمد داؤد
 السدقہ کے اور شہر عظیم آباد اور اسکے نواح میں افتخار الاخوان مرشد زادہ
 برحق ہادی کوئین حضرت سید شاہ فخر الدین حسین عرف سید شاہ مبارک حسین
 صاحب زید اللہ ٹھیلیاتہ و ارفع درجاتہ تو صاحبزادہ اور برادر صاحب فخر برادر
 معظم دوران مقبول کوئین حاجی سید شاہ عطا حسین صاحب دام عرفانہ
 بہا نچے اور جناب رشادت آب معظم الاخوان سید شاہ غلام حسین صاحب
 شملوی ادام اللہ فیضانہ اور جناب فضیلت آب مکرم برادران مولوی شاہ

بہا الہدین صاحب گباروسی فلما تحلیل القدر حضرت میر و مرتدہ برحق تشریف
 لکونین سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آمادی قدس السیر کے اور شہر الکبر آباد
 میں وارد حال جناب مولوی حکیم محمد زبیر خان صاحب دام عزانہ مرید خاص
 اور خلیفہ ما احتصاص ولی کامل و اکمل اسرار حق و علی حضرت صوفی شاہ دلاور
 علی ابوالصلائی مستغنی ہوا یہی قدس السیر کے اور تفسیر جو محتویات میرات
 میں حضرت شاہ قمر الدین ادام السیفیہ رکاتہ مرید اور سجادہ نشین شیخ الاسلام
 و المسلمین حضرت شاہ ارادۃ السراۃ ابوالصلائی رہا ان قدس السیر کے پات
 اور ارشاد کی سند نیز رونق افروز ہیں اور میدان خدا طلبی کے پیاسوں کو اپنے
 اپنے فیض و کرم کے مادل سے سیراب کرتے ہیں بہت

- - - - -
 - - - - -
 - - - - -

الحمد للہ و الملتی کہ یہ رسالہ شکر کربار پنج ستر توہین شہر ذیقعد ۱۲۸۶ ہجری قدسی
 رور و شہر کو مقام کوستان سرسبزستان مینی تال میں انجام کو پہونچا الہی
 اپنی عنایت و کرم سے اس کاتب گنہگار کے قلب کو ہی نسبت لعالیہ ابوالصلائی
 سے معمور کر دے اور ماتمہ اسکا بخیر کر اور اس رسالہ کے پڑھنے والوں اور
 سننے والوں اور لکھنے اور طبع کرنے والوں کی سب حرا دین دینی اور دنیاوی برکات
 طفیل سے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و اولیائہ آمین جمع

بخط ربیہ رابطہ سرانگہ کار طالب از نرس غفار منشی محمد عبد الغفار خان ابوالصلائی

نذر دیجیو چنانچہ چار پانچ برس بعد شاہ عالم بادشاہ دانا پور آئے اور حضرت شاہ
 ولی اللہ قدس اللہ سرہ کے حمان ہوئے آپنے وہ دانت نذر کیا بادشاہ نے
 اوسے پوسہ دیکر اپنے پگڑی میں باندھ لیا یہ معاش جو اس خاندان میں موجود
 ہے اسی بادشاہ کی عطیہ ہے اسکا بہت بڑا حصہ تو ضبط سرکار انگلشیہ ہو کر
 داخل زمین کنپ ہو گیا مگر مقدار قلیل باقی ہے وہ بھی بہت سے شتر کا پر تقسیم
 پا گیا ہے اس صوبہ بہار میں یہ خاندان طریقہ فقیرین بہت مشہور اور مستند
 سمجھا جاتا ہے حضرت سید شاہ غلام حسین منعمی اور حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ
 قادری اور حضرت سید شاہ محمد حسین اور حضرت سید جہانگیر یعنی حضرت سید شاہ
 محمد حسین کے نانا اور حضرت محمد قدس سرہم کے مزارات اسی دانا پور میں ہیں
 اور زمانہ حال کے بزرگوں میں حضرت مولانا و مرشدنا والد ماجد سید شاہ محمد سجاد
 قدس اللہ سرہ اور حضرت عم قدس سید شاہ مبارک حسین حضرت سید شاہ حکیم
 محمد کاظم حسین حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہم کے مزار بھی یہیں واقع ہیں
 یہاں کے بزرگوں کا قدیم مسکن کالپی ہے یعنی حضرت سید شاہ محمد حسین قدس
 سرہ کا جدی نسب رضوی ہے اور نسب قادری حضرات سادات باقری و انبیا
 سے ملتا ہے دانا پور دریاے سوہن پر مشرقاً و غرباً آباد ہے یہ مقام گویا غلہ خانہ
 پنشن کا ایک محلہ شمار کیا جاتا ہے ہو ایہا نکی معتدل ہے اگر تیزی ہو پول یہاں
 اچھی طرح سے نشوونما پاتے ہیں اور طرف اسکے دریاے سوہن ہے اور دو کن
 جانب جیل کہ جسے یہاں نکی زبان میں جلیہ کہتے ہیں یہ جیل غیر ایام برہکال میں
 رہتی ہے اور ہر ساتھین لبریز اسوجہ سے پیداوار چانو لون کی بہ نسبت اور غلہ کے

ریا وہ ہے ماعاات آسید یونہی یہاں بہشت ہیں اور مالک آئندہ بہشت اور
 آئندہ کے بہشت لہذا یہ ہوتا ہے لکھنے آئندہ کی اصل یہیں ہے اور اب تک مارا ہوا
 ہوتا ہے یہ آئندہ مقبرہ کی زمین میں واقع ہے مگر جو مکہ وہ رہیں داخل کسی
 ہو گئی ہے لہذا وہ درجہ اب داخل کہیں مانع کسب ہے خرقہ شریف اور
 تعلیم مبارک حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی درنا ہوا
 میں حضرت سید سہا غلام حسین قدس اللہ سرہ کے اولاد کے پاس ہے ہر پانچویں
 شریف ربیع الہالی کو اسکی زیارت ہوتی ہے اور یہاں آثار شریف تمام حاملہ کی
 احزاب قریب و بعید کا درجہ اختیار ہے رباعی

شاہ عجمی مژدہ کرد و نہ	شد مرجع شاہاں زمانہ در ما
یا غوث لود کفش تو لاح سرا	موسوم اکبر جو ستم حق باسد

یہ مقام اب دیار مغرب میں اس طریقہ ابو العلاء سید کا منع سمجھا جاتا ہے کہ
 اولاد مغرب میں یہیں کے حضرات کی شجہ ہے حانچہ حضرت سید ابو الصلین قدس
 السلامین محمد و طریقہ ابو العلاء سید مولانا سید شاہ محمد قاسم ابو العلاء
 نجات قاسم رضی اللہ عنہ کا مولد اور مٹا ہی مقام ہے اور جو مکہ یہ
 نسخہ اسی رسالہ میں کہ نجات قاسم کا صمیم ہے لہذا تم کا تیمم آپ ہی
 کے ذکر شریف سے آواز کیا جاتا ہے و ما اللہ التوفیق و علیہ التکلیف جو مکہ نہ کہ نہ
 باعث کفارت گناہ ہے لہذا نام اس صمیم کا نجات اکبر اسی رسالہ میں کہ
 کے نام نامی سے انتباس کیا گیا ہے سنا نقیلاً مما انا انت السامع علیہ
 حضرت پیر و مرشد برحق سید شاہ محمد قاسم ابو العلاء رضی اللہ

ولادت با سعادت آپکی شش ماہ روز چہ شنبہ کو مقام دانا پور میں دیا۔
 آپکے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہ ابن حضرت قطب العظمیٰ
 مولانا شاہ طیب نقاش مؤرخ ابن حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی قدس
 سرہ ابن حضرت مولانا شاہ منور اللہ نوآبادی قدس سرہ ہمارے حضرت نے
 اپنے نانا حضرت سید شاہ غلام حسین باقری رضوی خلیفہ حضرت معصوم پاک قدس
 سرہما کے آغوش شفقت میں پرورش پائی آپکے اعمام فرماتے تھے کہ نور چشم سید محمد قاسم
 ولی ماوراء ہے تعلیم آپکا اپنے خال بزرگ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس
 سرہ سے ہوئی اور بیعت و خلافت آپکو حضرت مولانا سید شاہ ابوالبرکات رضی اللہ
 عنہ سے طریقہ نقشبندیہ ابوالعلاسیہ میں حاصل ہے اور حضرت سید شاہ قمر الدین
 حسین رضی اللہ عنہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے لہذا آپ ذو بحرین
 بین جمال مبارک آپکا ابا تائبان تھا کہ جناب مفتی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے تھے کہ جو اس زمانے میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 زیارت کا مشتاق ہو وہ حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب کو دیکھ لے خوش
 ایسے تھے کہ جناب خاتم العلما مفتی اسد اللہ صاحب جو پوری اور جناب سید
 علما مفتی ریاض الدین صاحب کا گوردی فرماتے تھے کہ سنے ایسا سلسلہ کلام
 مسلسل سنا ہی نہیں آپ خود بیت کم سلسلہ کلام آغاز فرماتے تھے جب کسی
 نے کسی اصرار میں استفسار فرمایا تو جواب دیتے تھے آپکے خاندان میں کسی سے انگریزی
 روزگار آپ سے پہلے نہیں کیا تھا پٹنہ سے حکام اکبر باجرب صدر کے واسطے
 منتخب ہوئے تو آپ نے بشوق زیارت مزار فیاض الانوار حضرت سیدنا سید

ریادہ ہے مزار بادی رضی اللہ عنہ
آب تشریف لائے کے متل

اللہ آباد میں رہے بعد اسکے صدر

سید ناری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک

کی خواہش کی جاسیجے ہی مرتبہ

اللہ آباد تشریف لائے دور

ہوا اور شہر برس آب حضرت

پاش رہے حضرت عم مکرم صوفی

صافی طریقت سید مطہر علی اکبر آبادی فرماتے تھے کہ مجھے حب حضرت سید ناری رضی

عنہ کی حضور ہی ہوئی حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ کی حضور پر ہوتے آگے اکثر

ہمعصر بر گوار فرماتے تھے کہ اس زمانے میں جیسا طاہر ظاہر روحی میں حضرت

سید ناری رضی اللہ عنہ کا آبکو ہوتا ہے اور کیونہیں ہوتا اگر امت حضرت عم مکرم

صوفی صافی طریقت مطہر علی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ مولف سے ارشاد

فرماتے تھے کہ میرے ایک روز مقرب او اسے تہ حضرت سید ابوالعلا اکبر آبادی

رضی اللہ عنہ کا ماتحہ کیا اور حسب عادت معمولتہ اکبوت یا لگی ہر سو ار ہو کر

در گاہ تشریف پر حاضر ہوا اللہ ماتحہ یا میں مزار مبارک مرائب ہو گیا چند ساعت

کے بعد حضرت کے حال یا ک سے مشرف ہوا مگر حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ

عنہ کی صورت پر آپے قسم فرمایا اور دست مبارک میری طرف دراز فرمایا اور

ارشاد کیا کہ میرا حصہ دوس فرما مجھے مرافقہ سے افاقہ ہو گیا اور اسکی کیفیت میں

میں مکانیز آیا صبح کہ خلاف معمول مینی حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کو

دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور بیٹھے ہی اسی طرح سے جیسے شبکو مجھے حضور ہی

حضرت سید ناری رضی اللہ عنہ کے ہونی تھی دست مبارک دراز فرما کر ارشاد کیا

کہ میرا حصہ دو مجھے پھر کہیت آگئی اور میں عرض کیا کہ آپ کا تو رات ہی سے بیٹے

اوشکار کھا ہے آپ سکر اگر خاموش ہو گئے

من تو شدم تو من شدمی من شدم تو جان شدمی

تا کن نگوید بعد ازین من دیگر م تو دیگرے

کرامت جناب عیسیٰ خواجہ غلام غوث صاحب المتخلص بہ خیر میر منشی لفظت گور
الہام فرماتے تھے کہ ایک روز مجلس سماع عین حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ
کو شورش تھی مغربی کی غزل پر اور جس شعر پر وجد تھا آپکو مجھے اس کے معنی میں کچھ
نامل تھا مگر آپکو میرے خطرہ پر اشرف ہوا اور میرے لطیف متوجہ ہو کر اس کے معنی پوچھا
تمام ارشاد فرمائے جناب خواجہ صاحب وہ شعر بھی پڑھا تا مگر فقیر کو اس وقت یاد نہیں
خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ آپکے وجد کا اثر اس وقت تک مجھ میں باقی ہے

ستم از بادہ شبانہ ہنوز بد مطرب ما زنت خانہ ہنوز کرامت جناب
سہانی میر طفیل علی صاحب الہ آبادی ابو العالی و ام مجدد فرماتے تھے کہ ایک روز
چند مشایخ لکھنؤ وارد الہ آباد ہوئے اور حضرات کے دعوت شاہ حجت اللہ صاحب کے
دایرے میں تھی اور میں بھی اس دعوت میں مدعو تھا جب سماع شروع ہوا تو اکثر
بزرگوں کو وجد ہوا جب مجلس قریب اتمام کے پہنچی تو مجھے کیفیت آئی کہ میں براۃ العین
حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدر مجلس میں متوجہ پایا اور سوت میں نہایت بیتاب
ہو کر آپ کے قدم مبارک پر جا کر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا جب افاقہ ہوا تو مجلس کا اور ہی
رنگ پایا میں مجملہ اہل مجلس کیف تھی اور میرے گرد و حلقہ ترن تھے میں نے اس وقت کی
اطلاع حضور میں کہ آپ بقیام کوہ نیلی تالی جلوہ افروز تھے کی اپنے اس کے جواب میں
سرفراز نامہ مجھے نگارش فرمایا فقیر مولف عرض کرتا ہے کہ وہ سرفراز نامہ حضرت کے

دست سارک کا لکھا ہوا اس وقت فقیر کے سامنے رکھا ہوا ہے جسکی نقل حاصل رہا
 ہا ہوتی ہے نقل مکتوب شریف سرور سید و ماگو بیان راحت دلہا ہے سارا
 سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون و دعوات مستحسن و اخراج مکتوب رسد احوال
 معلوم گردید اس حلقہ قیصال حضرت عیون قل و علامہ سیدنا امیر ابو العزیز اللہ سے اساتذہ
 سرور ہست کہ اریں بروہ صورت بمعنی من علوہ میفرماید شکریں نعمت بجا آرنے و ذکر
 انشاء الہی را ما اس اساس عادت دار در ترکیب آن خود کثوفتہ و ما شدہ احتیاج
 نوشتہ میبود کہ رفتہ کہ لیس اندیکم رودار تصور کا لکھ گویہ و چون بعض بیرون کیا از
 تصور کا لکھ گویہ اللہ تعالیٰ شعل جو بادوام آگاہی حاصل میشود آئندہ اس
 فقیر اہل و سہر زمان نزد خود دانند و بجا خود شعل باشند انشاء اللہ تعالیٰ ترقی
 با ست زیادہ اقبال و عرفان رہی مادبا الی و السلام و بر خود و اسید تجل حسین
 طالعہ و دیگر حلقہ خوشبایں مستحکم حواشیا مطالعہ نماید راقم حجتہ قاسم از کردنی کا
 ست ختم شہر جب روز چار شنبہ کہ است حضرت عم اقدس قدس سہ سالکین خامی
 بیتا عطا حسین مدظلہ العالی ایسے رسالہ معمولات اشرف بین تحریر فرما تھیں
 کہ ایک روز شہر اکرا میں جناب مولوی غلام امام تہجد رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر
 مجلس سماع تھی اور قوال نے یہ غزل شروع کی

ہر دم از رد کی غیر سست علاج | مالک شہتیم لطف تو غصب راجہ سلطان

جب اس شعر بر قوال پڑ گیا سہ | متوان داشت یہاں عشق ز مردم لیکن
 ردی رنگ سحر و خشکی لب را جہ علاج | مجھے کیفیت آئی اور حالت میری اس
 شعر کے مثل ہو گئی حاضرین مجلس مجھے دیکھ کر متشرا کو اس ہوسے منفین سا قبط

ہو گئیں انتظام انفس میں فرق آگیا تھا جناب مولوی غلام امام شہید نے فوراً
حضرت کو ایسے سید شاہ جو قاسم (اطلاعی دہی آپ فوراً بالکلی پر سوار ہو کر تشریف
لائے اور مجھے معافہ صلیبیہ سے مشرف فرمایا ایک گھنٹہ کے بعد مجھے افاقہ ہوا ۵

تاب و توان ز دل پر و منہ حلقہ زانو	در تن مردہ جان و دہ نرس سر ہر سائو
------------------------------------	------------------------------------

کر امت جناب مفتی صدر الدین صاحب جناب انجمن الاحمدیہ شاہ محمد مجتبیٰ ابوالعلا
رحمۃ اللہ علیہ سے بمقام اکبر آباد نقل ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت سلطانجی
کے عرس میں جناب حضرت سید شاہ جو قاسم کو کیفیت آئی اور ابو ظفر شاہ بادشاہ ہی
اوس مجلس میں موجود تھے پانچ مجلس میں کچھ ایسے لوگ جو اس مذاق سے بیگانہ تھے
کھڑے ہوئے بنظر انکار آپ کی کیفیت کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے اپنے او کی طرف دیکھ کر
ایک نصیر فرمایا اور یہ مصرعہ پڑھا ع اور من و من در او چون بوجلاب اندر
وہ کوئی آئینہ دس آدمی تھے سب بیہوش ہو کر گر پڑے اور پھر نو مجلس کا سید رنگ
ہوا کہ شاید ہی کوئی شخص گریہ و بکا سے خالی ہو بہادر شاہ کو آپ کی ملاقات کا شوق
ہوا مجھے آپ کے جناب میں دعوت کا پیام لیکر بھیجا گیا آپ نے ایسی پندہ عذرات سے
اوس پیام سے کنارہ کشی فرمائی کہ با اینہمہ گویا بی ہر لب ہو گیا اور کوئی تاویل
آپ کی تاویلات سے عہدہ مجھے نہوہی اوس وقت مجھے آپ کی بیروانی اور علو مقامات کی
حقیقت معلوم ہوئی مینے پوری تقریر آپ کی بادشاہ سے عرض کی اؤ کو بھی اپنی محرمی
کا بڑا رنج ہوا ۵

اے ہمیشہ نقیری سلطنت کیا مال ہے	یا دشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے
---------------------------------	------------------------------------

کر امت ایک روز آپ ماسین صاحب حاکم اولیٰ صدر دیوانی اکبر آباد کے

اجلاس میں ایک سندھ کی مسلحین یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک کمار نے صلح مانگنے کے
 ایک کاغذ کے تحت سالہ لڑکی کا زیور اتار کر ایک کنوے میں ڈال دیا تھا اور چہرہ
 سینے کے بعد لڑکا اس کنوے سے زبردہ نکلا اور اس لڑکے کی جان سے یہ بات
 معلوم ہوئی کہ وہ والی جسے اسے بالاتھا تب روزہ اس تیرہ دن زیادہ بے آب
 میں اس کے ساتھ تھی اور روزہ کبیر کا کرکلا فی تھی اور حالانکہ وہ اس کے باپ کے
 گھر میں ہمیشہ موجود رہی کسی غائب نہیں ہوئی پڑھ رہے تھے ایک بار آپ نے حیدر شہر
 بے دریغ گئے اور مسلطاسین صاحب کی گود میں یہینک دی اور گھر کسی پر
 سے اونٹنہ کھڑے ہوئے اور اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے دو روز تک
 آگے کیفیت رہی اور کچھری میں گئے اور دوسرے طاسین صاحب کو بخارا گیا تیسرے
 روز طاسین صاحب نے مولوی غلام امام صاحب کو جو اسی اجلاس کے پیش کا
 شے کوٹھی پر بلا بھیجا اور کہا کہ اس روز مولوی محمد قاسم صاحب کو کیا پوچھا گیا تھا
 اور اب وہ کیسے ہیں مولوی صاحب نے آپ کے حالات اونکی اصطلاح کے موافق
 سمجھا دی جب طاسین صاحب کا معمول تھا کہ ایسے کہہ دیتا تھا کہ خدا رسول کے
 بات والی مسل مولوی غلام امام شہید سے یہ پوچھا گیا آپ تھکے مت کھجکا اور اسی
 حاکم نے حضرت سیدنا صلی اللہ عنہ کے عرس کی تعطیل مندرجہ گزشتہ کرائی ہے

نصرہ وہی ہے کام کا تاثیر جسمیں ہو | اس کام کی فہم ہو پے کہ جس ہون میں ہونو

کر امت جب آپ اکبر آباد سے وطن مالوہ میں تشریف لائے اور جو مکہ ایک
 عرصہ دراز تک اکبر آباد والہ آباد وغیرہ میں تشریف رکھنے کا اتفاق ہوا تو اب
 یہاں کی آب و ہوا مزاج مبارک کو ناموافق ہوئی بصارت بالکل زایل ہو گئی

جب بعض خدام نے عرض کیا کہ چشم مبارک تشریح کرا دی جاے ارشاد ہوا کہ
ان لوگوں نے بہت کچھ دیکھ لیا۔ اب کسی چیز کے دیکھنے کی تمنا نہیں ہے، ہاں کبھی
کبھی یہ خیال ہوا کرتا تھا اگر عمر زیادہ ہوے اور فقہ ان بصارت ہوا تو درود لایں
شریف اور دیگر وظائف کیونکر ادا ہو سکیں گے سو حکم خدا تمام دلائل شریف حفظ
ہے اور وظائف ہی بفضلہ یاد میں حالانکہ کبھی اس کا قصد نہیں کیا گیا واقعی
صنف حافظہ کثرت عصیان سے ہوتا ہے پہلے بزرگوں کی حکایت سنی ہے جو کہ
کچھ سنایا دیکھا بس وہ یاد رہا **تَشْكُوتُ اِلٰی وَكِيعٍ سَوْءَ حَقِّقَ طَمَعُ**
فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْكِ الْمَعَاصِیْ کہ راست ایک روز آپ نے کوہ غنی تال
پر دس بیس آدمیوں کی خاص طور پر دعوت کی مگر بہت جلد مہم ہو گیا ایک موعظ ہوا
آپ نے وضو کیا اور بقیہ آب وضو سب کہا نیکی برتنوں میں ڈال دیا بیٹھے کھڑے کی دیکھی
میں وہ پانی ڈالا گیا تباہ و بربادی کو خیال نہ ہوا وہی کمانا کہ ہو گیا اور کہانے سب تمام
اہل دعوت کو کافی پہنچے کہ راست جب آپ الہ آباد سے ترک روزگار فرما کر
دانا پور میں آکر خانہ نشین ہوئے تو دو یا تین برس کے بعد مزاج مبارک میں آنا
علامت ظاہر ہوئے رفتہ رفتہ اوس مرض کو ترقی ہوئی ابتدا میں تو سب جارہا تھا پھر
اس سال کبھی جا رہی ہو گئے کبھی آپ نے کسی شتم کی شکایت فرمائی جب کسی کہنے
مزاج کی کیفیت پوچھی تو یہی شعر پڑھ دیا **وَرَدَمِ اَنْزَارِ سِتِّ وَرَمَانِ شَرِّ**
وَلِ فِدَاے اَوْ شَرِّ وَجَانِ نَزِہَمِ ایک روزہ سوال **اَللّٰہُ کُوْا کِیْ حَالَتِ مَرَضِ**
میں بہت ترقی ہو گئی انتظام نبض اگڑ گیا تمام گہر میں کہرام ہو گیا نفیر کے ملاح کی
تاریخ ۲۷ شوال ۱۲۸۷ھ تھی تمام عورات کو انتشار ہوا کہ اب اس سال انجام پا

شادی کا مکمل نہیں آئی تھو رقبہ پر آمد نہ یافت ہو اپنے میری پہلی صا حہ کو
 جنگی دھڑ سے میرا نکاح مقرر ہوا تھا بلایا اور فرمایا کہ میری شادی نو حشیم محمد اکبر عمر
 کی میرے لیڈر سے ہوئی ہے اسکی والدہ کو یہاں منظور نہ تھا مسلم نہیں میرے
 بعد واقعہ پیش آئے لہذا میرا حیا تھا ہے کہ اکبر عمر کی شادی دیکھ لوں کہ یہ
 روز کم کر دو چنانچہ اپنے خود ۲۷ مارچ کو اسے بدل دیا چنانچہ یہاں سے
 ۱۶ سوال مسئلہ اور درجہ شنبہ کو مارات روانہ ہوئی اور پچھنڈے ۲۷ مارچ کو
 پھر آئی مارات واپس آچکی تو آپ سے حضرت عم اقدس سید شاہ فدا حسین
 قدس سرہ نے عرض کی کہ حضور مارات نو حشیم عمر کی واپس آئی آپ نے فرمایا کہ
 بہت خوب ہم ہی تیار ہیں اور فوراً کیفیت نزع شروع ہو گئی اور وقت ایک گھنٹہ
 حالت ترقی مار مار آپ یہی شعر ادا فرماتے تھے دردم از یارستان یزید
 دل فداے او شد و جان میر ہم تھوڑی دیر کے بعد آسے مایہ بکد ارشاد فرمایا
 کہ دیکھو باج تمہیں روش ہیں اور تمام گہرین ایک ایسی عطریت کی خوشبو پھیل
 گئی کہ ہر شخص کا دماغ معطر ہو گیا چند منٹ کیو سکوت رہا بعد اس کے آپ نے یہ
 رکوع پڑھا اللہ نور السموات والارض خیر حب رکوع تمام ہوا اور پھر
 تمام حاضرین کی زبانیں ہوا اللہ وانا اللہ راجعون جاری ہو گیا اور
 روح مبارک جو رحمت پروردگار تعالیٰ شانہ میں آسومہ ہوئے انا للہ
 وانا الیہ راجعون فرما اقدس ایچا منیر شریف مین سے بعد نماز عصر آئے
 وصال فرمایا اور تو کچھ شب کو قدس سے فراغت ہو گئی حالانکہ وہ انارک
 سے میر شریف پختہ سات کو رہے اور بارہ بجے شب کو ہم سب **وانا الیہ راجعون**

تسعه سیه اسری خالی از کرامت نہیں ہے چونکہ اس کتاب میں اختصار منظور ہے
لہذا اکثر کرامتیں آپکی نہیں لکھی گئیں قطعات تاریخ وصال ہدیہ ناظرین کتاب
میں قسطیہ قاسم کہ بود سید رسالار اہل فقر بدخت حیات خویش نفاذی سرایت
تاریخ در ذوال و مہ استقال او بدیوم الحین از مہ شوال ہفدہ است قسطیہ

ہر زمان از دست او بر سر سنگ بلا
خرد من جمیت ماسخت این برق جفا
نشر غم میکند در درگاہ اہل ولا
در مہ شوال روز پخشینہ زمین سہا
حسب فیض الہی مطلع نور ہدے
منم دوران شد اقلیم تسلیم و رضا
یافتند از نسبتش تیرہ دوان نور ضیا
جام و شہان باخت آن مہضو جالیا
سیر و تشبیہ میفرمود او تزییر
شاہ استقنا ولی در تحت استار گدا
اہل مجلس را بسوے حق ہمیشہ جذبہ ہا
نزد قبر احمدیچگی منیری یافت جا
خاک قبرش ہست کحل دیدہ اہل صفا
خلق میخواندش اوسے امیر الوعلا
آن رسالہ ہست شاہد از پے گفتار ما

چون شاکم از حقاہت بیان کج خصلا
چون نگریم من بزرگسا براز جو رنگ
سکین از دماغ تازہ ہر نفس حجر روح دل
رفت و او یلا حیدر قاسم صاحب کمال
بود ذات اقدس او اندین دور فسا و
حجت حق رکن دین مصطفی برہان خلق
چون قمر در راہ توحید و وفا فیاض خلق
ہر کفہ بجام شریعت بر کفہ سندان عشق
حسن مطلق را تا شاہ در مقید ساختہ
پیش او یکسان سخلاہ شاہی تاج نہد
در سماع از وجد و حال شورش تا شہر او
زیست با جمعیست و تمکین و بعد انتقال
ایک از نورانیت دارد مزارش نسبتے
انفقاہ با ابو العلامہ است عشق و ولولہ
حجت و برہان عشق او نجات قاسم است

شادی کا محکم سہید
دورِ جمال ہو اللہ کو دینا دیا ارشاد

حکیم در قمر سے
مالیہ سے رسد انہو کہ میر شریف ہو سیکے تو مسرور

کی میر
سب مبارک محسوس در گاہ حضرت سیدنا احمد بکھی امین

بیکار
بیکار کہ مفا ایک آوارہ سیت خوش الحان دردناک کسی

بیکار
بیکار کہ دست آدمیوں کے کمال اسی آواز کی طرف لگ گئی ساقی تیار

بیکار
بیکار کہ صاحب ایک فقیہ روش کر کے پیر حجاز

بیکار
بیکار کہ مگر اوس بہا کی کیفیت معلوم نہوتی تھی اور حضرت والد ماجد

بیکار
بیکار کہ سارے عمر بے غرض مبارک کے سامنے مراقب بیٹھے تھے جب یہ مراقبہ سے مہم

بیکار
بیکار کہ وہ سدا موقوف ہو گئی اس وقت آئینے ارشاد فرمایا کہ یہ

بیکار
بیکار کہ یہ بات دریافت کی تھی کہ دیکھوں اب حضرت بہائی صاحب رضی اللہ عنہ کا قلب کمر

بیکار
بیکار کہ روش سے جاری اور گاہا ہے یہ اور کجا و اس کی کیا یاں ہو کہ اس وقت لوگوں کی

بیکار
بیکار کہ کیا حالت ہوئی ہے علی الخصوص وہ لوگ جو آپ قصہ سعیت رکھتے تھے اور بوجہ اس

بیکار
بیکار کہ محروم رکھے تھے مگر کیا کر سکتے تھے مصرعہ گیارہ وقت بھرا تھا تا نہیں فی الحقیقت

بیکار
بیکار کہ اولیاء اللہ کا انتقال نقل مکان ہے اکی ارواح اس جہان سے اوس جہان میں

بیکار
بیکار کہ پیدا ہوتی ہے جیسے کسی محقق نے کہا ہے

بیکار
بیکار کہ مردوں جسم را دن جاں است باینی تکلیف نزع مشابہ ہے در جزہ سے اور تمام

بیکار
بیکار کہ عنصری کی تسلیہ جمل سے ہوتی ہے اور جیسے ایک مدت معین بچے کے پیدا ہونے کے

بیکار
بیکار کہ لئے ہے ویسے ہی ایک مدت معین روح کے پیدا ہونے کے واسطے مولف

بیکار
بیکار کہ عدد مہرے سے عشاق کو درنا گیا

بیکار
بیکار کہ پیدا ہوتے ہیں سے سر سے یہ خبر کیا

نقل خلافت نامہ جو فقیر مولف کو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام سے ملے

فرزند صوری و معنوی نور چشم سید شاہ محمد اکبر ابو العلاء فی نور اللہ قلبہ بذور الایمان الخ
 بدست این خادم الفقیر محمد قاسم غفر اللہ ذنوبہ تو بہ کرد و نا باور تو محل طریقہ عالیہ نقشبندیہ
 ابو العلاء سے گردید اور اجازت دادہ میشود کہ در ہر پنج سال یعنی نقشبندیہ ابو العلاء
 وقادریہ و چشتیہ و قمریہ و سیمہ تہاریمہ بیت تو بہ کنندگان بکیرند و تعلیم نمایند خواہ بخت
 و خواہ مسلوک مجازند بخدمت الہی و الہ الامجاد و اصحابہ الاجود۔ ۲۷ رمضان المبارک
 ۱۳۵۷ھ بمقام دانا پور۔

حضرت سید شاہ محمد و ابی قدس علیہ السلام

آپ فرزند اوسط حضرت سید شاہ تراب الحق قدس اللہ سرہ العزیز کے ہیں
 اور حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ یعنی اپنے مامون سے اکتاب علم
 طریقت کا کیا اور بیعت حضرت حکیم شاہ منظر حسین کریم حکمی قدس سرہ سے حاصل کی
 اور اجازت و خلافت اپنے بڑے مامون حضرت سید شاہ وحید الدین احمد قدس سرہ سے حاصل
 کیفیت آپکی ایسی بر مذاق اور با اثر تھی کہ دیدہ شنیدہ جسے ایک بار آپکی کیفیت دیکھی عمر
 بھر متنبی رہا اور اک دفعہ خدا داد تھا اشعار و عبارات تصوف کے معنی ایسے لطیف
 بیان فرماتے تھے کہ اطراف و جوانب اعتراضات معتز خدین منکرین سے بچے ہوئے
 گفتگو میں وہ تاثیر کہ بے اختیار دل اوسط کبھی جاتا تھا چونکہ کلکتہ میں آپ کا قیام
 بہت رہا اکثر لوگ اوسط کے آپ سے فیضیاب ہوئے آپ نے ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ
 کو وفات فرمائی اور بمقام دانا پور اپنے بزرگوار کے مقبرہ میں دفن ہوئی آپ کے فرزند
 چار دختر ہیں فرزند کلان جناب امی المحترم سید شاہ محمد فرید میرید مجاز عم اقدس حضرت

مولانا سید شاہ محمد قاسم کے ہیں حضرت سید شاہ محمد زری کے تھے فرمیں خلیفہ اول حضرت محمد زری
 سرور الصدر مولوی سید شاہ محمد کبیر نے بیٹا لکھنؤ صلیع شہر پر کئے بیلاواری سید لکھنؤ کا استاد
 نہایت سعادتمند نیک بخت ہے اگر میری عربی کی تحصیل بہت خوب ہوئی شرف سے تھی
 ماسرے بیعت ایک حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ اور تعلیم و ارشاد
 و احارت حضرت والد ماجد مولانا محمد لکھنؤ قدس اللہ سرہ العزیز سے ہے فرزند ہو
 نور چشم قمر العین سید شاہ محمد کبیر سلمہ اکو سمیت حضرت والد ماجد قدس سرہ سے
 اللہ تعالیٰ تادم اوصاف حمید اور اخلاق پسندیدہ انہیں عطا فرمائے فرزند ہو
 نور چشم سید شاہ محمد صغیر مد اللہ عمر سید لکھنؤ کا بیٹا ہے انیسویں کلاس میں پڑھتا ہے
 بہایت نیک بخت اور کم سن ہے اعلاء اللہ تعالیٰ علما و فاضلہ کا اہل تہذیب و علوم
 حضرت سید شاہ محمد و اہل صاحب قدس کے اخوی اکرم خباب سید شاہ محمد امین صاحب
 اکو سمیت واجات اپنے والد ماجد قدس سرہ سے ہے اور تعلیم ایکو اسٹنٹ عم سرگ
 حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ اور حضرت عم خور و حضرت سید شاہ محمد بجا
 قدس سرہ سے ہے نہایت با وضع خوش پوشاک فصیح الدیان گلت آشنا ہیں
 آپ کے سہی تیس فرزند ہیں سید شاہ محمد معین سید شاہ محمد متین سید شاہ محمد حسین مد اللہ عمر
 سید لکھنؤ کے اہی کم عمر ہیں اگر زری پڑھتے ہیں بیک بخت اور سعادتمند ہیں
 حضرت مرشد آفاق حاجی الحرمین سید شاہ محمد سجاد ابو العالی مد اللہ عمر

سر العزیز

آپ فرزند خور و حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قدس سرہ کے ہیں ولادت ماہ
 ایک دو تہ کے روز صبح صادق کیوت ۱۲ رجب ۱۳۱۵ لکھنؤ ولادت مطہر
 ۱۳۱۵

کو مقام وانا پور میں واقع ہوئی نہ دستور ہی سے آپکو تصوف کی طرف توجہ پیدا
 ہوئی اور زمانہ طفولیت میں بھی اسوے کی طرف جیسا کہ اطفال کم عمر کا معمول ہے
 اتفاق نہوتا تھا تحصیل علوم ظاہری و فن خوشنویسی اپنے اپنے خال خور و خضر
 سید شاہ حکیم مراد علی قدس اللہ سرہ العزیز سے کی نہ خوش پوشاکی و فن سپہ گری
 کی طرف بھی طبع مبارک بہت مایل تھی اور قوت جسمی میں آپ اپنے وقت کے لوگوں
 میں ضرب المثل تھے حسن صورتیں پوسف ثانی اخلاق نہایت پاکیزہ آپکے بعض
 ہم عصر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگوں میں یہ شورہ ہو کہ ہر شخص جسکو جو چیز نہایت
 مرغوب ہو وہ اللہ کے واسطے ترک کر دے آپکو یان بہت مرغوب تھا اپنے پانچھو
 دریا چنانچہ تا عمر اپنے پھر کبھی پان نکھایا اور ہم لوگوں میں سے کوئی بھی اس عہد پر
 قائم نہ رہا حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ آپکے بڑے یہائی نے آپکو اپنے آغوش
 شفقت میں پرورش کیا اور تعلیم طریقت آپکو اپنے خال اقدس حضرت مولانا شایہ
 قمر الدین حسین قدس اللہ سرہ سے ہوئی اور بیعت طریقت ابو العلاء نقشبندیہ میں
 حضرت مولانا سید شاہ ابوالبرکات رضی اللہ عنہ سے کی اور اجازت و خلافت اپنے
 اخی بزرگ مولانا سید شاہ محمد قاسم قدس اللہ سرہ سے پائی آپکی عمر شریف کا بہت
 بڑا حصہ حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکبر آپا و شریف
 میں حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کی حجا و تکمیل بسر ہوا آپکو بھی مثل اپنے براور بزرگ
 کے حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ سے روحی فیض تھا اور جب بار اول دولت حج سے
 مشرف ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور آٹھ مہینے تک حاضر حضور رہے تو بوقت حضرت
 آپکو حضور رسالت پناہ سے حکم ہوا کہ تم اجمیر جاؤ چنانچہ آپ حسب احکام حضور اجمیر

حاضر ہوئے اور زمانہ دراز تک حاضر رہے پھر حسب ایما حضرت خواجہ صاحب رگ علی
 عہد آپ جان لیتین ہوئے اور پورے طور سے تارک الدنیا ہو گئے مگر باوجود ہمت ترک تارک
 و کتاں بدرجہ غایت تہابیت کی کی آپ غیر اصرار علیہ کے نہیں لیتے تھے اور یہی وجہ
 ہوئی کہ اکثر معتقدین آپ کے متروکیت سے محروم رہے لیکن وفات آپ کی وقتاً ہوتی
 حرعالت عاصحا شایع ہوئے بآئیں سفر اول حرمین الشریفین کا قیام حرمین
 واقع ہوا اور روح کر کے واپس آئے اسی سفر میں حضور رسالت بنا و صلی اللہ علیہ
 والہ و الصحاہ وسلم سے حکم حاضری احمیر شریف کا ہوا پھر دوسرا سفر حرمین الشریفین
 میں واقع ہوا اور شہر حرمین میں مراحت فرمائی جسکی یہ تارک پنج جناب شاہ محمد سیفی
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کی ہے قطعہ

حساب سید سجاد حق بین	کہ در توحید جوں مصور آمد
دوبارہ در دیدہ رفت از سر	زودیدار نبی یہ ستور آمد
چو مرداں حج میت اللہ فرمود	رصد نور و صفایا مہر آمد
حمال شام بے کیف در کعب	تماشا کرد و دین مسرور آمد
دل در نگر تارچ رو عیش	نظر ز غر و نور دستور آمد
قلیم بگاستہ دے در وطن بار	ز نور مصطفیٰ پر نور آمد

پھر ۱۲۹۹ھ ہجری میں آپ نے کمال حدس و شوق میں مہایت بے سرو سامانی سے سفر
 حجاز فرمایا مگر یہ سفر شہر مدینہ کی اکثر امار و اراکین شہر دانا یور کے اسٹیشن تک بطور
 مشابعت ہمراہ گئے اور زمین اخی کرم و نظم جناب حافظ سید احمد رضا صاحب بھی تھے
 سب لوگوں کا جو عظیم آواز سے تشریف لائے تھے یہ قصد ہوا کہ ڈاک گاڑی پر چل کر

سوار ہو کر آپ روانہ ہوئے۔ ان کیونکہ دانا پور سے ڈاک گاڑی پورب جانوالی گئی جاتی ہے تب پاسبان گارڈس پہنچ جانے والی کہلتی ہے حافظ صاحب نے اگر حضور میں عرض کیا کہ ہم ب حضور کو رخصت کر لیں تو حاضر ہوئے تھے مگر معاملہ برعکس ہو گیا اب ڈاک آئیوالی ہے پہلے ڈاک یہاں سے روانہ ہو جائیگی اس کے بعد حضور کی گاڑی رکھ لی جائے گی۔ ہم بسم ہو کر فرمایا کہ پھر کیا ارادہ ہے پہلے ہمیں جانیں حافظ صاحب نے عرض کیا کہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ حضور کو سوار کر کے ہم سب روانہ ہوں پھر ارشاد ہوا کہ بہت اچھا اللہ تعالیٰ شانہ قادر ہے چند منٹ کے بعد حافظ صاحب چل قدمی کرتے ہوئے اسٹیشن میں گئے تو معلوم ہوا کہ ڈاک گاڑی سیدہ اسٹیشن میں پہنچ کر بکری گئی اب پہلے پاسبان گارڈس روانہ ہو جائیگی تب ڈاک گاڑی دانا پور آئیگی اس خبر کے سنتے ہی لوگوں کی ایک عجیب حالت ہو گئی اوس وقت نور چشم سید خیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالیٰ نے اسٹیشن کے سبزہ زار میں بیٹھ کی ۵ اولیاء راست قدرت از الہ تبارک و تعالیٰ باز گردانہ فرما دیا۔ بس عصر کی نماز پڑھ کر آپ روانہ مکہ معظمہ ہوئے اور چار مہینہ بعد رونق افروز وطن ہوئے پھر ۱۲۹۹ھ میں اپنے عزم مدینہ طیبہ فرمایا اور اس بار ہم کلاب آپ کے خواجہ و حمید جان تھا تھے اور اس بار آپ کی دولت ہم کابی سے جناب سید شاہ غزیر الدین حسین صاحب شرف تھے اور میر ج پیچم آخری حج تھا جناب شاہ محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سفر حجازہ کی مساعودت کے بھی چند تاریخین فرمایا میں تین مجھے ایک ہی تاریخ یاد رہی کیا خوب تاریخ فرمائی ہے۔ قطعہ

جناب قبلہ من کعبہ من حضرت سجاد	کہ حق کردہ ناشاد و جمال کعبہ بے پردہ
مع اخیر آمدہ سوے وطن تاریخ آن گفتم	کہ با صد احترام نور آمد قبلہ از کعبہ

اس حج آخر کے بعد آپؐ کو شکر کیا کر فرمایا تھا اسکا قصد تھا کہ اگر حضور رسالت سادہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے احارت ہوئی تو حجت کرے گا وگرنہ چاہیہ آئیے بدینہ طیبہ یہو بکر
 حضور میں عرض کیا حضور سے نہایت شفقت کیا ہے کہ اسادہ ہو کہ حسب تہمارا
 قصد ہجر نکلا ہے لو تم جہا جسہ میں میں تمہارے گئے مگر تمہارے متعلقین تمہارا
 حوالہ جاتے ہیں لہذا تمہارا وہیں رہنا مصلحت ہے جیسا سچا اب ایک امر اسارک ہر
 دانا پور میں منع میں ہے اور اکثر میں یہاں کی محاورت سے تہدست ہوے
 میں جیسا چہ اسکا بیان آئی کہ امت میں کیا چاہیگا انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر کچھ حال
 آپ کے بطور اختصار بیان کئے جاتے ہیں حلیہ رنگ ایک اسات گورہ بایل حجت تھا
 قدس لب بایل بیداری جسم لطیف بر گوشت نہایت خوش قطع ایک شاک کینے والے بیان
 کرتے ہیں کہ اسی خوش قطع تیاری بہت کم دیکھی گئی ہے کشتی بانک خیمہ کلائی
 وغیرہ ہم موں سپر گری میں پے پستل تھے لیرم ایسی عمدہ ہلاتے تھے کہ جے کڑیاں
 کوئی کہہ دیتا تو نہی ہی کڑیاں بولتیں قوت جسمی ایسی تھی کہ ڈوبائی میں کی خورسی
 مگر کی بہت اچھی طرح سے ہلاتے تھے مگر ساتھ اس روبرو قوت کے علم درجہ عایت
 تھا سولہ رسل عمر سے روزگار اگریری کیا اور ایک ہی عمدہ سفر می صیفہ پائل تھا
 واپیل عام پر قدر کے رانہ ک رہے عدر کے بعد ترک روزگار دہرایا مگر اکبر آیا وچہ
 کی سکونت بچوڑی حج سوم کے بعد آئے اکبر آباد شریف کی سکونت حیوڑ کرکھائی
 اختیار فرمائی مگر حضرت سید ماری اللہ تعالیٰ عود کا عرس کہی ماعدہ ہوا
 حضرت سید تارہنی اللہ عہ کے اپنے کئے آپ خوش پوشاک ہی تھے وہا کہ گئی
 حامدانی ایک بہت پسند تھی اکثر انکر کہا وہا کہ کی جا مانی ہی کا بیٹے تھے آپ کے انکر کے

جہاں چوتھوں کی جگہ مہر اچھی ہوتی تھی عمر بھر ایسا ہی انگڑا گیا اور ٹوپی دوپٹا کسی چوگوشیا ٹوپی
 نہیں پہنتے تیسرے حج کے بعد سے کرتہ پہنتا اختیار فرمایا اب عقد است کم ہو گئی تھی
 دو دنوں وقت میں آدھ پاؤ چائول نوش فرماتے تھے اپنے گھر پر اپنے اہتمام سے حضرت
 سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے عرس کے سواے کوئی عرس نہیں کیا اور اپنے
 بعد یہی اسی عرس کی وصیت فرمائی آپ نے اپنے انتقال کی خبر بطور محمل آئندہ ہمیں
 پہلے بذریعہ ایک تحریر کے دی تھی جو آپ کے وصال کے بعد وہ نوشتہ دست خاص
 آپ کے قلمدان سے ہوا اور اس وقت تک وہ نوشتہ ہرادر مہر مولوی سید شاہ نظر
 صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے نقل ہو سکی بچنے اس مقام پر ناظرین یہاں
 ہذا کے لئے درج کی جاتی ہے **نقل خواب** حضرت والدہ سی قدس سرہ شب رست ہر
 ماہ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ کو خواب دیکھا کہ میں مر گیا ہوں لیکن مثل اورنگ بوہون کے پھر تیار
 چلتا ہوں اور وقت چند اشخاص بلیاس نفیس میرے پاس کھڑے ہیں اور میرے مرنے
 پر روتے ہیں چنانچہ ان کے ساتھ میں بھی روتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ بالہی
 یہ کہ کیا مرنا ہے کہ مجھے مرنیک کی کوئی تکلیف ظاہر نہیں ہوتی اسی عرصہ میں قصداً میں
 ایک بلنگ پر لیٹ گیا تو رسی دیر میں یہ معلوم ہوا کہ تمام بنین جن جن میں خفیف سی
 پیدا ہو گئی اور ایک بزرگ سرخ و سفید رنگ سیاہ ریش موجود ہیں انہوں نے کچھ
 رسیاں میرے اوپر ڈالیں اور کینچ لیں مگر اسے کوئی ایذا اور تکلیف اصلاً معلوم
 نہ ہوئی الا یہ یقین ہوا کہ اب یقینی روح قبض ہو گئی مگر ہوش اور علم اپنا باقی ہے
 اور وقت دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ روح قبض کرے یا لاخود اللہ جانتا ہے عتہ
 دو ساعت کے بعد انہیں روح قبض کرے یا الے نے یہ آواز دی کہ دیکھ بیٹے تری

روح جو قبض کی بھر دے اس آواز کے مجھے چند لغو مرد ہوئے اور کیفیت نہیں
 ستوریش کے مودار ہوئی اور عک حالت رہی تا آخر شب مصرعہ بجز تارکا ہونے میں ملوہ
 انتہی حب سے اب یہ جواب دیکھتا تھا اگر کلمات یاس اور رخصت کے فرمایا کرتے
 تھے اور کوئی شخص آپ کے مرید بنے متقدیس میں سے ایسا نہ تھا کہ جسے آپ سے ایسے
 نقل رکا لی جبریدی ہو مگر اون حملوں اور کلمات کے جو سنے لفظاً محکم اور مقبول
 متفق تھے آپ کے رصال کے بعد کچھ میں آئے رہنماں شریف کی ۹ اکو آپ جو حضرت
 سید ماعلیٰ کرم اللہ وجہہ کا عرس کرتے تھے اکثر اعرہ کو اطلاع دیا کرتے تھے اس میں
 برس کے عرس میں حسین آپ رصال فرمائیں گے رادر غزیر منشی عبدالغنی صاحب
 کو فیض آباد آئیے تحریر فرمایا کہ اس عرس میں تم ضرور شریک ہو کہ میں اس کے بعد بھیجے
 یہ عرس مکر دو گنا اسی طرح سے بعض اعرہ سے آئے فرمایا کہ اب ہم غلو ت سببی
 کریں گے اور کچھ کسی سے ملاقات نہو گی بعض غزیر نے جو بوجہ کمال شفقت کچھ عرض
 معروض کر لیا کرتے تھے عرض کیا کہ ہمت و صوابی کراٹیکے حیلہ سے زیارت سے
 ہو جائیں گے ارنا ہو کہ اور سکا دروازہ ہمیشہ بند رہے گا عرشہ کہ یہ تقریریں
 کے بعد کی ہیں مگر شریف کے جگہ آئے دو تین برس پہلے سے ایک مقام
 اب ایک امر مبارک ہے اس سے کچھ دور ہی تھو فرمائی تھی لیکر بنائیں
 رصال شریف سے پہلے آپ حضرت سید ماعلیٰ کرم اللہ وجہہ فرمایا کہ اگر آپ فرما
 ہوئے اور آئیے فرمایا کہ اسے فرزند مکر اپنے آپ کی سکونت چھوڑ کر اپنے
 اپنے ساتھ بچ لیا جائے جنانچہ اپنے نفع کے واسطے کسی ناخدا ہوا
 اس دور حضرت سید ماعلیٰ رضی اللہ عنہ کا ناخوش ہوتا کہ بھی تھے وہاں
 مال بھی کا یہ سبب تھے کہ یہ سبب تھے

جہان دل یا ہے دفن کروے اچھ شد علی احسانہ کہ میرا انتشار رفع ہو گیا چنانچہ
 آپ پنجم ذیقعد ۹۸۵ھ کو بقصد شریعت عرس حضرت سیدنا خٹو نامی شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 دانا پور سے بسواری یکہ روانہ تو آپا دھ ہوئے اور راستہ میں جناب مولوی شیخ
 علی بخش صاحب کی ملاقات کو محلہ مصلح پور میں ٹھہر گئے اور ان سے بھی کلمات یاس
 آمیز ہے فرمائی مولوی صاحب مجھے بیان فرماتے تھے کہ جب میں نے عرض کی کہ حضور
 کے تو اسے شریف میں آنکار ضعف پائے جاتے ہیں فرمایا کہ ظاہری تو تین تو بیگانہ ہیں
 صرف روحی قوت اس کا البغالی کو لئے پھرتے ہے چنانچہ اس تقریر کے نوین روز اس
 عالم ظاہری سے عالم معنی کی طرف رحلت فرمائی غرض کہ آپ اسی روز مولوی صاحب
 موصوف سے رخصت ہو کر جناب سید شاہ عزیز الدین حسنین صاحب کے مکان پر شریف
 لائے اور شاہ رضی الدین حسنین سید شاہ عزیز الدین حسنین جیسا کہ چوٹے بہائی کو اپنے
 پیام کے جسے میں طلب کیا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ میں نو آبادہ جاتا ہوں اور یہ
 بانیس روپیہ آپ کو دے جاتا ہوں میری تجویز تکفلین کا بھی خرچ ہے اور میری قبر خیمہ بنو
 اور چارم کے روز فضول خرچی کو رہا نہ بجا دے جو لوگ قرآن پڑھنے کو آمین اور کلو دوش
 حاضر کے طریقے سے جو مسنون ہے کہانا کھلایا جاوے نہ حسب طریقہ مراسم مروجہ چنانچہ
 سیدنا مولیٰ آبادہ کو شریف لینگے اور آٹھویں اور نوین تک مزاج مبارک بہت اچھا رہا ہوا
 رہا یہاں میرے اور آپ کو بخار آیا گا رہوین کو آپ دانا پور روانہ ہو گئے۔ دور دراز تک
 سنوئی الایہ یقین ہوا کہ اب یقین میں آپ کو اکثر اوقات کیفیت بخود می کی رہتی تھی مگر کوئی نماز قوت
 اور سوت دل ہیہ گواہی دیتا ہے کہ یہ ہم
 دو ساعت کے بعد انہیں روح فیہ کمر سن سلمہ سے فرما دیا کہ اگر مجھے عشی دریر تک رہے اور نماز کا

وقت آجاسے تو ہونیا رکھ دیا یا سچہ طہر کی نماز تو اپنے بہت اطمینان کے ساتھ پڑھ کر
 اور فرمائی مگر بعد نماز طہر کے سارا آخر عصر تک بخود ہی رہی جب آفتاب قریب زبر ہو چکے
 ہو یا تو بار در موصوف نے پائے مبارک والے اپنے انگلیں کہوں دیں اور یوحی کہ
 کوئی ہمارا وقت ہو یا سارا در موصوف نے کہا کہ عصر کا آخر وقت ہے اپنے فرمایا
 کہ ہادی نماز ہی آخر ہے قصہ تجم کیا کمال صغ سے حق آگیا سحر موتیں ہوا سحر تقسیم
 فرمایا اور غش آگیا تیں باریلی کیفیت ہوئی ہو تھی مارا اب او ہر ملک پریشے ہر چند
 نے عرض کی کہ حضور لیئے ہی لیے نماز اور فرمائی مگر اپنے کچھ اوقات نکلیا اور ارشاد
 فرمایا کہ یہی آخر ہی نماز ہے اور آخری سجدے ہیں پھر آخر وقت سجدہ کا قریب کیوں
 ہاتھ سے دوں عرض آئے بدیکر باز پڑھی و کر کیا اور کچھ دیر تک حانما پڑھئے رہے
 بعد اسکے لیٹ گئے اور فرمایا کہ میں اپنا کام کر چکا اب وہ اپنا کام کرے سناں اللہ بچہ
 یہ میرا ہے اسکو کوں مرنا کہتا ہے یہی وہ مرا ہے جسے ہزاروں رسی کی رندگی پر مسل
 ہے پس آنا سفر دیا محبوب شروع ہو گئے مغرب کی آذان ہو رہی تھی کہ روح مبارک
 نے اس عالم سے تعلق چھوڑ دیا انا للہ وانا الیہ راجعون اہل ظاہر ہی
 اسے موت کہیں گے تمام شب لائن مبارک رہی اور بہت آدمی اعر اور اقرما اور
 و عام سے جسے یہ خبر سنی سے سزا بدوڑا اور حاضر عواص تک ملا فصل ساعتے در
 حوالی جاری رہی ۱۵ دقیقہ دو شیعہ کو نیل دو پھر فخر تریف میں جسے خلوت عشاق
 حد اکتے ہیں استراحت فرمائی ایک قطعہ صوری و معنوی آیکے وصال کا ہے قطعہ

آہ از واقعہ قبلہ دیم سجاد	شدہ مرتبہ صبر از کد دل کیسر گم
روخراشیدہ ز اندر و کو شتم تارنج	مردی القعدہ و یوم احد و چهار دیم
	۹۸

قطر

<p> کز رخس بود نور حق تابان نسبت خاص آن ولی زمان حجت حق و صاحب برهان یافت پس زون بود شرح و بیان کرد او را امین راز نهان نظم او شرح نکته عبان از پله طالبان جو بحر روان بود در د و راهمین درمان سحر یک یکنوار و وحده خوان سال آن منظر عجایب دوان ماه ذیقعد شد بگو جهان تا شد و سال انتقال عیان سال رحلت حساب کن هم از آن دهد از سال عمر پاک نشان هست جائے خجسته حسان خلف الصدق و شاعر همه دان شرح آن جوز اکبر و نشان </p>	<p> شاه سجاد سید السادات باشد منظر العجایب داشت در طریق ابوالعلا لاریب بر کاشیکه از ابوالبرکات قمر الدخسین مرشد پاک در مقامات اهل جذب و سلوک نسبتش ظاهر و مظهر بود پنج حج کرد از سه اخلاص بست و یک از حب در شنبه بود کز ظهورش شده جهان روشن چارده بود روز یکشنبه ضم سجاد کن بفض قمر آه سجاد مصدرفض است بود ساجده تخلص آن شاه مدفنش در مقام دانا پور جانشینش محمد اکبر هست مختصر گفته ام در احوالشن </p>
--	---

ہونے والی خدمت کے لئے اجتماع متنازع قریب در در ہوا اور اس نے نصاحت کی
 خدمت میں راز خلافت اعدا و رحمہ اللہ جمعیں رکھا گیا اللہ تعالیٰ شاہ حضرت سیران
 طریقت کی ارواح متبرکہ کی حرکت سے فخر لے رہا اور اتنا سنت حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کرامت مراٹے آئیں یا رب العالمین آمین ثم آمین
 حزار مبارک اکام مقام دایا اور ملکہ حلقہ سرفہ مقروا اعدا میں واقع ہوا
 حکم الہی و امر رسالت بیامی مراد مبارک مرجع حقایق ہے بیمار اور آسیب زدہ دور
 دور سے آتے ہیں اور صحت مانتے ہیں عورات پردہ نشین شب کو بعد نماز عشا حاضر
 ہوتی ہیں اور مرد و سہر وقت نفس ایسے بیمار و کچھ کچھ طاسے یونانی اور ڈاکٹر خواب و
 جگے تھے یہانکی حاصر ماسی اور علیہ نسی کی حرکت سے اللہ تعالیٰ شاہ نے صحت تامہ
 سطا کی جو کہ اس کتاب میں اختصار کا خیال بہت ہے لہذا طور احوال لکھا گیا ہے
 سے جو خلافت نامہ فقیر کو عطا ہے اس مقام میں اسکی نقل کر دیا ساس سمجھتا ہوں
 خلافت نامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سرورہ از جسد علو گوشتہ ام سید شاہ محمد اکبر
 ابو العالی طال اللہ عمرہ و نور اللہ علیہ پورا ایمان و العرمان کہ مرید یا اختصاص و
 مستند خاص حضرت احمی الاظم حضرت میمن و مرکات معدن کشف و کرامات علم ہی را
 عالم مولانا سید سادہ محمد قاسم قدس اللہ سرہ و العزیز بہت و غیر خلافت نامہ ہر طریق
 متعدد و ار حضرت موصوف دار و لہذا این فقیر نگاہا کیا ہے حضرات درویشان
 اصغف العباد محمد سجاد ہم نظر اہلیت پر جو در موصوف کہ درین علم تصوف وارد
 نسبت یا کیرہ طریقہ عالمی نقشبندیہ ابو العالیہ و شیر و دیگر طریق سیدار و مستحلاب خود گرد
 رعائین خود گردانیدیم ہر کہے کہ مابین یہ چھاں ارادت و اعتقاد مہیہ استہ ماسد ہر

قرۃ العین موصوف بیعت کند و سلسلہ خود درست نماید و ارشاد گیرد اللہ تعالیٰ شانہ
تا غیر عظیم کرامت فرماید آمین یا رب العالمین آمین ثم آمین و با اللہ التوفیق و علیہ التکلیف
و بہو لغم المولیٰ و لغم النفر و در او دم و لقمہ ۲۹۲ اھ جب آپ آخری کج کو آ ماوہ ہو
تو حسب کثیر یک جناب سید عبدالقادر مینی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اعزہ و ارفقاہ کو جمع فرما
بیشادت حاضرین بہ خلافت نامہ عطا فرمایا ۔

بیان کرامت مختصر جو بعد فوات طوسو میں آمین

کرامت برادر صاحب حکیم سید امیر اکبر قادری کا کو سی کے ایک لڑکی اسبب زدہ
ہو گئی اور اسکو ایسے ایسے واقعات پیش آئے کہ بیکام بیان شاید بہا لفظ سمجھا جاوے
لہذا ترک کیا جاتا ہے القصہ اسنے ایک روز حضرت قدس سرہ العزیز کو خواب
میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ سید میرے پاؤں کے پاس جو بوٹی ہے اسکو اکھاڑ کر کمالے
اسنے وہ بوٹی اکھاڑ لی اور اسکو یاد رکھا صبح کو جو بیدار ہویے تو یہ خواب بیان
کیا آخر کو یہہ راے قرار پائی کہ یہہ وانا پور سچیدی جاے دو ایک روز کے بعد وہ
لڑکی وانا پور آئی تو ایسی لاغر تھی کہ دو قدم بھی چلنا اسے دشوار تھا دو چار روز
کے بعد وہ مزار پر حاضر ہوئی تو ایسے ایسے واقعات اسے مشتاہدہ ہوئے کہ بہت
تعجب خیز تھے بحکم خداے تعالیٰ شانہ ہند رہ روز میں آسیب اسکا جل گیا
اور ایک چلہ میں اسبہمہ وجہ تندرست ہو گئی اور بفضلہ تعالیٰ آج تک صحیح المزاج
ہے اور بہت لوگ اس واقعہ کے دیکھنے والے موجود ہیں۔ کرامت ہما ہے
حجاز ادبہائی سید شاہ رجب علی صاحب کی اہلیہ سہی بلاے آسیب سخت میں مبتلا
ہو گئے تہین اور جب سے اوپر یہہ تسلیم ہوئی تو تین چار ہی روز میں اونکا رنگ

ہندسی کی مثل زرد پلو گياحت ايکون اوس سے امانت پونا دو لوگ پوچھتے رہتاں کرتی
 تھیں کہ ایک آدمی زنا نیت کو بصورت عمدہ شریں کاتنگ انگہ کیا اور میں سکھ
 کاسگ یا حادہ اور سرخ گکڑی مادہ ہے مجھے نظر آتا ہے اور کسی کہی وہ میرے پاس
 بیٹھ ہی جاتا ہے آخر کو مستورہ اعزہ واقف راست لوگ اوکو حضرت قدس سرہ الصریح
 کے مزار مبارک پہنچے اور وہ ہاں جلیہ کس بیویں چار باج رو رنگ تواریکوجہ
 واقعات نظر آئے جیسے روزہ مزار پر بیویں ہو گئیں اوسی بیوی تھیں اوکو نظر آیا
 کہ ایک کوٹھری ہے اور اوس میں یلنگ بچا ہوا ہے اور او سر بہت صاف چادر بچی
 ہوئی ہے اور وہی شخص اوس یلنگ پر غلگین سامیٹا ہوا ہے تنوڑی دیر میں حضرت
 قدس سرہ کسی طرف سے آگے اور ایسے ہاتھ سے اوس کوٹھری کے کپڑاڑ سہ کر دے
 اس اوسی روئے اخر اوس آسب کا حاتار ہا آؤراتک لصلہ تعالے اچھی ہیں
 دیکو تو مرار مبارک یا آسب زوہ یا بیمار مرد حاضر ہوتے ہیں اور تب کو بعد نماز مغرب
 جب تخلیہ پونا ہے تو عورات پردہ لیں جلیہ کس حاضر ہوتی ہیں۔

مردان خدا حمد ماسند لیکن رحمة خدا انہ ماستند

حضرت سید شاہ علی حسین قدس سرہ

آپ ہمارے والد ماجد قدس سرہ کے خال سوم حضرت سید شاہ سلطان احمد قدس
 سرہ کے فرزند اکبر ہیں اتنا اے تعلیم انکو طریقہ فقر ایسے حال حقیقی حضرت مولانا سید شاہ
 قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ سے ہوئے اور انکی شکل و صورت اور انجہ
 گفتار ہی اپنے خال بزرگ سے بہت ملتا ہوا تھا اور رعیت انکو طریقہ نقشبندیہ ابو العین
 میں جناب حضرت سید سادہ الوالہ برکات رضی اللہ تعالے عنہ سے تھے اور حضرت حکیم

شاہ مظہر حسین کریم علی قدس سرہ سے بھی ارشاد و تعلیم و اجازت طریقہ شیعہ ابو القاسم
 میں تھے اور طریقہ برہانیر ابو اللہ ایمنین جناب حضرت سید ابو الحسن قدس سرہ سے تھے
 اذکار بزرگان آپکا دوزخ کا شغل تھا سہی ذکر گویا ایکا غذا اسے روحی تھا کوئی کلمہ
 بخش نقل سہی آپکی زبان مبارک سے نہیں نکلتا تھا آپکے دریاے فیض سے اکثر
 طالبان خدا سیراب ہوئے بتاریخ پنجم ربیع الاول شریف ۱۰۹۹ھ کو رحلت فرمائی اور
 مقام بیٹہ عظیم آباد کی حضرت شاہ گسیٹا میں حضرت شاہ رکن الدین عشق کے پادین حسب
 وصیت دفن ہوئے آپکے فرزند رشید سید شاہ رکن الدین حسین سلمہ اللہ تعالیٰ آپکے
 جانشین ہوئے الحمد للہ علی احسانہ کہ نور سیادت و سعادت بحکم الولد سر لا بیہ آپکے
 پیشانی سے ظاہر ہے ماشاء اللہ برادر موصوف صاحب کیفیت و حال بن فقیر
 مولف کو بھی آپنے اجازت و خلافت سے شرف فرمایا ہے۔

حضرت عم اقدس سید شاہ فدا حسین قزوینی

آپ حضرت سید شاہ فرید الدین احمد ابن حضرت سید شاہ علام حسین معینی ابو الجلالی
 قدس سرہ العزیز فرزند اکبر ہیں اور اپنے والد ماجد قدس سرہ کے بعد سجادہ نشین
 ہوئے بیعت آپکو اپنے جد امجد سے تھے اور تعلیم و ارشاد حضرت پیر و مرشد برحق مولانا
 سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ سے سوائے عظمت و شان معنوی کے وجاہت ظاہری
 بھی بہت تھی اکثر زور سائے عظام بیٹہ اور حکام وقت آپکی ملاقات کو حاضر ہوا کرتے
 تھے ساتھ اس عظمت کے اکسار بہت تھا جو شخص بیعت کو آتا آپ اسے اور بزرگ کو
 یہاں سپرد کرتے تھے آپنے اعزہ قریب سے چند لوگوں کی بیعت قبول فرمائی ۱۳ رمضان
 المبارک ۱۰۹۹ھ کو آپ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے کہ سجدے کی حالت میں فاجعہ آیا

صاحب دیکھا کہ آپ سجدے سے سر پہنچاتے اور بہت دیر چوکنے تو لوگ قریب
 گئے اور وہ بات کیا تو حقیقت حال سے اطلاع ہوئی اور آپ کو لبیک پر لٹایا
 اور وقت آپ سے یہ فرمایا کہ میرا وقت ہمارا ہو گیا ہے اب مجھے میرے شریف لیجیو اور
 انتقال حضرت سہیل صاحب قدس اللہ سرہ العزیز یعنی حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم قدس
 علیہ کے بایں مراد دفن کر دینا چاہیے لہذا انتقال لائن مبارک آپ کی دایاں طرف سے سینہ
 شریف گئے اور چونکہ پائین مزار شریف مکہ تھی لہذا مائیں کر وٹ مین دفن ہوئے اور
 رمضان مبارک ۱۰۸۷ھ آپ کی تاریخ وفات ہے اور یہ ۱۱ رمضان مبارک کو دفن ہوئے
 انا للہ وانا الیہ راجعون طریقہ آب سے کم جاری ہوا ایک ایک صاحب راوی
 سید شاہ رحم علی اور ایک دختر موجود ہے اور ایک دختر حسی شادی مقام شہسوار
 میں میری خواہر برادری سید محمد رضا معمر سے پہنچی اور اسکا انتقال ہو گیا اور اس مرحوم کا
 ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے اور وہ دونوں ہیں سہائی بھی صاحب اولاد
 ہیں سلم اللہ تعالیٰ حضرت عم اقدس حاجی سید شاہ خطا حسین جشتی پٹنہ
 العالی آپ حضرت سید شاہ سلطان احمد اس حضرت سید ابوالحسنین سید شاہ سلام
 معینی جشتی ابوالحسن لائی قدس اللہ سرہ العزیز کے چوتھے مرید ہیں بہرہ تنویر سے
 مراح ایکا فقر کی طرف بایل تہا مینت اکبر طریقہ جشتیہ من اپنے جد اجد حضرت سید شاہ
 علام حسین معینی جشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے ہے اور تعلیم اکبر طریقہ ابوالحسنین من اپنے
 مراد حضرت قطب العصر مولانا سید شاہ قمر الدین حسین قدس اللہ سرہ العزیز سے ہے
 عین شباب میں کمال ووق توفیق معراج کیا اور وطن مالوہ تھامبھٹی پیدل شریف آگئے
 ہر جہاں سہر میں پڑھے پڑھے امر آب سے نصیب ہوئے لیکن آپ نے سادگی اختیار کیا

مقبول کین نہ سواری اختیار کی آپ جو اپنے سفر کے واقعات غریب تحریر فرمائے ہیں
 اس سے اہل سلوک بیشک نفع اور ٹھاسکتے ہیں۔ اکثر خرق عادت آپ سے ایسی ظہور میں آئی
 ہیں ہزار ہا آدمی آپ سے فیضیاب ہوئے اور ع ہونوڑاں ابر رحمت در نشان است
 اللہ تعالیٰ شانہ آپکا سایہ شفقت ہم سہوں کے سر پر قائم رکھے آمین جب آپ نے سفر
 حج سے مراجعت فرمائی تو صاحب گنج گیار کی سکونت اختیار کی اور اس مقام کی خاص و
 عام ہندو مسلمان آپ کو رہا نکالا اہل خدمت سمجھتے ہیں آپ کے بہت سے خلفا ہیں شہر
 بمبئی میں آپ کے خلیفہ مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کے نام پر آپ نے
 ایک رسالہ سہمی معمولات اشرف تالیف کیا ہے اور شہر گیار میں آپ کے فرزند رشید
 و سعید اخی مکرم سید شاہ غلام قطب الدین احمد دام عرفانہ ہیں ماشاء اللہ ہمارے
 بہائیوں میں آپ بہت لائق و فائق ہیں اور صاحب ارشاد ہیں زادا اللہ فیضہ دارشادہ
 آپ کے ایک فرزند ہیں نو خیم سید غلام نظام الدین احمد نہایت سعادتمند کمال لائق آپ
 جدید و گوار سے بیعت کر لی ہے بالفعل شغل درس طب سے فراغت کر کے فن
 کیاس اور نقشہ نویسی کی طرف توجہ ہے اعطاء علماء انا فادما کا ملا۔

حضرت عم مکرم قدس اللہ بآلہہ لکین مولانا و استادنا حکیم سید شاہ محمد کاظم حسین
 آپ حضرت سید ابوالواصلین سید شاہ غلام حسین منجمی چشتی قدس سرہ کے فرزند اصغر
 حضرت مولانا حکیم سید شاہ مراد علی قدس سرہ کے فرزند نختین ہیں جامع علوم ظاہر و
 باطن تھے ایسے کریم الصفات نکل خصایل بزرگ بہت کم ہوتے ہیں آپ کو بیعت خلافت
 دارشادہ طریقہ آقا ابوالخلائق چشتیہ میں اپنے جد بزرگ سے تھے اور علم ظاہری اور فن خوشنویسی
 اپنے والد ماجد قدس سرہ سے حاصل کیا تھا اور فن طب جناب حکیم محمد اوصی صاحب

بیعت داشتند باشند بانور چشم موصوف بیعت کنند و بحلقہ غریزہ محمد روح نشینند اللہ تعالیٰ
شانه بطفیل پیران عظام و اشباح کرام مرا و غریزہ و الاکان را برادر راسته نمود
شود آمین ثم آمین آمین المرقوم یکم شعبان ششم ہجری مقام درانا پور۔

حضرت سید اقدس سید شاہ ولایت حسین عظیمی قدس سرہ

آپ حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ الغریزہ کے حقیقی خاندان
سہن کے فرزند ہیں اور اپنے خال بزرگ ہی کے آغوش شفقت میں پرورش پائی
اور ابتدائیں کچھ کتابیں بھی حضرت قدس سرہ سے پڑھیں چونکہ آپ کو حضرت سید شاہ
ابوالبرکات قدس سرہ کا زمانہ عظیم آباد میں نکلا اسوجہ سے آپ نے خال بزرگ کے
حکم کے موافق حضرت صوفی شاہ دلاور علی دایمی قدس سرہ سے شرف بیعت و خلافت
حاصل کیا فائدہ حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ الغریزہ
کا معمول تھا کہ آپ کی بیعت قبول فرماتے تھے لیکن تعلیم کرتے تھے جب کیسے آپ
بیعت کے لئے عرض کی تو آپ حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ الغریزہ کے
طرف اشارہ فرماتے تھے چنانچہ بعض لوگوں نے تو آپ کے ارشاد کے موافق الہ آباد چلے
آپ سے بیعت حاصل کی اور جو لوگ کسی وجہ سے الہ آباد نہ پہنچ سکے انہوں نے
عظیم آباد یا اطراف عظیم آباد میں جس بزرگ سے عقیدت ہوئی بیعت کر لی اور انکی
وجہ یہ تھی کہ آپ خلیفہ حضرت سید شاہ خواجہ ابوالبرکات قدس سرہ کے تھے اور آپ نے
سہی حضرت سے مقام الہ آباد میں شرف بیعت حاصل کیا تھا جب آپ شکرین پجاری
صاحبہ رونق افروز تھے لہذا آپ ادبا کی بیعت نہ لیتے تھے اور وصال آگیا جناب
حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ سے دو برس پہلے ہو اسی وجہ یہ کہ کسی کو آپ کے

دست مبارک بیعت کا اتفاق ہوا میں حضرت میر ولایت حسین قدس سرہ نے ایسے
 بیعت کیواسطے عرض کی تو اس زمانہ میں خواجہ حضرت صوفی دلاور شاہ قدس سرہ
 رونق امروہ عظیم آباد تھے اور صوفی صاحب کو جو وہی حضرت سے سہایت عقیدت
 تھے آئے صاحب میر ولایت حسین قدس سرہ کو جناب صوفی صاحب کے سیر و مریا صوفی
 صاحب نے حضرت کے حکم کے موافق نور انبلی بیعت قبول فرمائی اور کلاہ و سجدہ حضرت
 سید پاک جہا صوفی شاہ محمد اہم دہاکوی قدس سرہ کو بھیجا تھا اور دہاکہ سے خلافت
 میں صوفی شاد دلاور علی قدس سرہ کو عطا ہوا تھا صوفی صاحب نے خلافت مانگتا تھا حضرت
 صوفی میر ولایت حسین صاحب کو سہایت فرمایا الحمد للہ علی اسانہ کہ وہی کلاہ و سجدہ حضرت
 میر صاحب قدس سرہ نے خلافت نامہ کے ساتھ اس رنگ خانہاں کو مرحمت فرمایا

شکر کردوں کے تو انم و جو رہائے تو

خلافت نامہ اسم الرحمن الرحیم الحمد لله الذی لیسر طوبی العارین مالک

المساہلات و منقذ صدور الصادقین بحلۃ البصفاۃ و الکمالات و

جعل دقاتہم و سبلہ لوصول الحایات و صنع صلیتہم خرمہ سیرۃ لخصو

السعادات و الصلوٰۃ المآلات علی سید الکایات و علی اللہ و اصحابہ

و اولیایہ الحامدین للجمیع المحسنات اما بعد فقیر حقیر سید ولایت حسین

سنمعی و ایسی میگوید کہ لورستم قمر الدین سرور الصدر سعید ازلی نخت حکمتید شاہ محمد

زاد اللہ ترقیاتہ و اعلی اللہ شأنہ کہ بروست حق پرست حضرت قلب الملت احی الاعظم

مولانا سید شاہ محمد قاسم قدس اللہ تعالیٰ سرہ الغریب بیعت نمودہ و نسبت طریقہ عالیہ

الو العالیہ نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و فریدیہ و سہروردیہ و ہاریریہ و نوریہ و غیر جم

حاصل فرمودہ بشرف خلافت و اجازت اسے طرق خاندانی وغیرہم مشرف شدہ
 فقیر ہم بنظر و نور استعداد پر خوردار موصوف خلافت و اجازت طریقہ خود یا تسبیح و
 کلام شریف عطیہ حضرت پیر و مرشد برحق خود حسب الحکم ارواح مقدسہ بزرگان طریقت
 سید ہم و باستخلاف و جانشینی خود برگزیدم کیکہ در طریقہ عالیہ حضرت پیر و مرشد برحق
 صوفی شاہ دلاور علی قدس اللہ تعالیٰ سرور العزیز کہ ارادت راسخ داشتہ باشد
 بردست نور چشم موصوف مد اللہ عمرہ زوال اللہ عرفانہ و علی اللہ شانہ بیعت کنہ حکم
 خداوند تعالیٰ بمراد خود خواهد رسید اللہ سبحانہ تعالیٰ شانہ ہر جامعہ حال ناصر و حافظ
 نور چشم موصوف باد بالانوار والصاد العبد سید ولایت حسین منعمی دلاوری -
 ۲۸ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ بعد نماز جمعہ ایکے مرض موت میں یہی کاتب الحروف تنگ
 خاندان خدمت گذار تھا کہ یہی مینے آپ کو بیماری کے صدقات کاشا کی نہ پایا اور
 ہمیشہ ہوشیار رہے کہی فافل نبویے چار پانچ روز انتقال کے پہلے فقر سے ارشاد
 کیا کہ دانا پور جانا اور یہاں صاحب قبلہ کے حضور میں (یعنی میرے والد ماجد
 قدس سرہ) میرے طریف سے بعد تسلیم عرض کرو کہ اس وقت آپ تکلیف فرمایا میں مجھے
 کچھ عرض کرنا ہے میں حاضر اس وقت گو لکھنؤ شریف لائے اپنے دست بستہ
 حضرت والد ماجد قدس سرہ سے التماس کیا کہ آپ میرے بڑے بہن مجھے آپ کے حضور
 میں یہی حقیقت خاص ہے اس وقت آپ مجھے توجہ عینی سے مشرف فرمایا میں حضرت والد
 ماجد قدس سرہ کو چار و ناچار قبول کرنا پڑا بخینا آپ آدھے گھنٹہ تک مستوجہ رہے
 ہو گئے بعد اوسکے دو نون بزرگوار سر عجیب مراقبہ ہو گئے اس وقت کی یہی ایک عجیب
 حالت تھی دو عالیشان بزرگوں کی پاکیزہ اور لطیف ثابت کا باخود ہالہ نسبت اتھا و کار کا کلام

بعد اناقتہ آپ حضرت والد ماجد قدس سرہ سے عرض کی کہ آپ اور محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ
 دین اور حضرت شیخ باک صلی اللہ علیہ کے پائین دفن کر دین چنانچہ ۱۲ جمادی الاول
 ۹۲۰ھ کو بعد نماز طہر آثار سکر ات پیدا ہوئے جس منہ مالاد می کی کیفیت رہی انکی
 دختر بیک اختر یعنی نور چشم قمرۃ العین سرور الصدقہ حضرت حکیم سید محمد محسن مد عمرہ کی والدہ
 اور سیدہ سگ عاتقان اور نور چشم سید خیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالیٰ خدمت میں حاضر
 تھے کہ ناگاہ آپ نے سر کو بلند کیا اور گردش دی اور بہت زور سے قلب کی طرف صرپ
 لگائی اور یاد دار بلند اللہ کہا اور روح مبارک حنت کو پروار گری سجاں
 بچہ یہی وہ ساعت ہے کہ جبے واسطے ادیا اللہ تمام عمر حنت کرتے ہیں اگر یہ
 وقت گیا تو تمام عمر کے گم گئے کام نکلے اور اگر غاضب ہوئے وقت گم ہو گیا
 تو تمام عمر غمی ہوئے کام بگڑ گئے یا اللہ تعالیٰ اپنے اون بندہ نکی ارواح کا خدمت
 سکا خاتمہ تیرے عشق میں اور تیرا نام یہ ہوا ہے آخر وقت ہم شکے گم گئے کو سی سناؤ
 انہیں ختم امن آپ تین فرزند ادما یک دختر کو چور کر دینا فرمائی فرزند اکبر جناب
 اخوی اعظم میر کمال الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دو فرزند نور چشم سید خیر الدین حسین
 سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز سے بیعت ہے اور اناقتہ
 سہایت سعادت میں نور چشم سید مبارک حسین سلمہ اللہ تعالیٰ اکو اسی بیعت میں
 ہے بہرہی آپ بڑے بہائی کے مانند بیک نعت اور سعادت مند ہیں ما العمل بعد
 ڈاکٹری امور ملکہ کر رہا گئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ تانہ صحت و تندرستی کے ساتھ
 واپس لائے اور دو دختر ہیں اور دو لڑکے جدا جدا ہیں فرزند ابوطہا اخوی اکبر
 سید شاہ ظہور الدین حسین سلمہ آپ کو نسبت بیعت اور داماد اسی جناب عم اقدس حضرت

سید شاہ عطا حسین قبلہ مدظلہ العالی سے ہے اپنے اپنا قیام صاحب گنج گیا ہی میں
 اپنے پیرو مشد کے خانقاہ میں اختیار فرمایا ہے ہر طرح سے لائق و نایق ہیں اپنے
 چوتھے بہائیوں پر نہایت شفیق ہیں اس ننگ خاندان پر آپکی جیسی کچھ عنایت ہے
 کس نہ بان سے بیان کیا جائے آپکے دو فرزند اور تین دختر ہیں بڑے لڑکے کا نام
 نور چشم سید نور الدین حسین سلمہ اللہ تعالیٰ یہ لڑکا بھی بہت نیک نخت ہے اور اپنے
 نانا حضرت سید شاہ عطا حسین قدس سرہ سے بیعت کر لی ہے اور چوتھے لڑکے کا نام
 سید شمش الدین حسین سلمہ ہے یہ بھی ماشاء اللہ پونہا رہے اور کیوں نہ ہو آخر دنیا کس کا
 سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند سوم برادر بچان برابر سید شاہ صغیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالیٰ لڑکے
 حضرت والد ماجد قدس سرہ الغفر نے (یعنی حضرت سید شاہ محمد سجاد) سے بیعت ہے ننگ
 نیک نخت کم سخن اور سخاوت ہیں اس ننگ خاندان پر آپکے ابتدائی عمر سے نہایت
 نہایت عنایت ہے انوس ہے کہ آپکے کوئی اولاد نہیں ہے اللہ تعالیٰ شام کوئی
 فرزند سعید آپکو عطا فرمائے آمین ثم آمین دختر یعنی احمدی بی بی برادر اللہ تر بہا
 و نور اللہ مرقدہا حضرت پیرو مشد برحق قبلہ کو مین و کعبہ دارین سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ
 عنہ نے اس ننگ خاندان کی شادی ان سے محض اپنی پسند سے کی تھی لہذا ہم دونوں
 میں اتنا مرتبہ کاربٹ تھا یہاں میں برس تک شادی کے بعد زندہ رہیں نہایت پاکیزہ
 صفات اور نیک نخت اور بے شر ترین اپنے معمولی و درو طایف کی بہت پابند اپنے
 تہوڑے بساط پر بہت بخیر تہین میرے خاندان کی بیباں سب اس بات پر متفق
 ہیں کہ اس خاندان میں ایسی پاکیزہ صفات بی بی انکے وقت میں کوئی نہ تھی ہمایہ کی
 بعض عورات تو انکی ولیہ ہو چکی تھیں اور وہ کچھ واقعات بھی بیان کرتی ہیں

۱۔ ہر رن است و نہ ہر مرد دا ۔ ا خدا نچرا گشت یکساں

۲۔ ہر جیب شریف یکساں کو عارفہ و ما میں مبتلا ہو چکے ہیں اور ہر جیب
نما رہتا اسماں کیا انا اللہ وانا الیہ راجعون جو جو معذور ہوئے اور اگر
اور ایک لڑکا جسکا نام حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز نے محمد حسن بہتر
اور تاریخی نام جو رشید حسین ہے طال اللہ عمرہ و اعطاه اللہ علماۃ
عظیم آباد پہلے شہر سار کے یک طرف گوشہ تماک و مغرب کو حکم کیا
تین سو بیس میل وری طرف ہے لگا لگا کے واسطے کمارے و میل تک
ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اسمین تھے ہیں پہلے نام اسکا بائلی تیرا
کسم پور تھا اور تمام ہندوستان کا بہہ دار السلطنت تبا یوناں و
جو لکھنؤ و روادو لکھا شہر لکھا ہے آدمی یہاں کے اکثر خلیق اور تشریف
اسے نظر سے بجائے بہت متمول شہر ہے ہندو مسلمان دونوں فریق
اور دونوں فریق حکام اس شہر کے اطراف میں ہر طرف شرفا کیستی ہے
شاہ اسکو اور اسکے ساکنین کو فادات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے ہیں
۱۱۔ افتخار الاخوان مراد و الاشاں سید شاہ غزیر الدین حسین صاحب

۱۲۔ حضرت سید شاہ غزیر الدین حسین قدس سرہ العزیز کے یو لے اور سجادہ نشین
اور جہاں حضرت سید شاہ سارک حسین قدس سرہ العزیز کے مریدان و مطہرین
نست تو یہ دفعہ سلیم ہیں ہرے سے آنا رکعت و سبب یا تے جاتے ہیں ایک کو کم
والد ماجد حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ العزیز سے اعتقاد تاجنا شجرہ
سماوی جناب مخر الاخوان حضرت سید شاہ منیر الدین حسین نے رحلت فرمائی تو

بہت والد ماجد قدس سرہ سے شرف بیعت و خلافت حاصل کیا اور بفضلہ تعالیٰ اب اس کا
 نو انکی ذات یا برکات سے رونق ہے اللہم روا انکی دو بہائی آپسے چھوٹے اور یہی ہیں۔
 جناب شاہ شرف الدین حسین صاحب آپکو حضرت پیر محمد شریع مولانا سید شاہ محمد قاسم
 سرہ سے اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا اتفاق اور آپکے بڑے بہا صاحب
 سہی بعد وفات اپنے والد ماجد قدس سرہ کے مقام الہ آباد میں حاضر ہو کر حضرت پیر محمد
 شریع مولانا سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان میں شرف بیعت و خلافت حاصل کیا
 تھا اور دوسرے چھوٹے بہائی آپکے جناب سید شاہ رضی الدین حسین صاحب کو بیعت حضرت
 والدہ ماجدہ مولفہ نے حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ سے ہے اللہ کے فضل سے یہ سید
 آفتابین زاد اللہ فیضہم و ارشاد ہم عزیز با تمیز سعید کو بنیں خواجہ شاہ احمد حسین عرف المکیان
 سلمہ اللہ تعالیٰ یہ سعید ازلی جناب برادر معظم خواجہ لطیف علی عرف شاہ میان جان
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین تکیہ حضرت عشق کے فرزند رشید ہیں اپنے والد
 ماجد کے بعد اب بھی صاحبزادہ رونق افروز سجادہ بین نیک بختی اور سعادت مند سی آپکے
 خمیر میں ہے بد شعور سے آثار نیک انکے چہرے پائے جاتے ہیں انشاء اللہ یہ اپنے
 معمولات اور تعلیم و ارشاد میں مستقیم الحالت ہیں آپکے دو بہائی اور یہی ہیں اللہ تعالیٰ
 او نکو اور انکے برادر معظم کطر ح سے نیک بخت و سعادت مند فرمائے آمین

جناب شاہ واعظ علی صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی
 یہ بزرگ حضرت مخدوم شاہ محمد نعم قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ
 کی بہائی کی اولاد اور سجادہ بین سچے متوکل اور صاحب زہد و عبادات ہیں بہت کم سخن
 اور نیک سر ہیں مخدوم خواجہ کلان گھاٹ میں آپکی خانقاہ واقع ہے

خواجہ
 شریع

نور چشم سدا و تمند ازلی شہا محمد محمدی سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد ماجد جناب
 اخوی محترم شہا و محمد محمدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت اپنے والد ماجد حضرت شہا و رحمہ اللہ
 قدس سرہ العرین سے تھی اور تعلیم و ارشاد حضرت عم قدس سید شاہ مبارک حسین قدس سرہ
 سرہ العرین سے ہمارے نور چشم موصوف کو بیعت و اجازت اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے
 ہے یہی نو نھال سعادت و رشادت کہ ہزاروں سے بڑا اور سر نہر ہوا اور جناب مولانا محمد
 سعید قدس سرہ کے حضور میں حاضر ہو کر کتب محقرہ پر بیعت ہیں اور اسی تک شغل ماقی ہر
 خدا و اللہ صلوات اللہ علیہ

اخوی المحترم قاضی سید رضا حسین خان بہادر زوا اللہ عرفا تم قاضی صاحب کو
 ابتدا سے عمر میں تعلیم و تلقین حضرت سید شاہ مبارک حسین قدس سرہ سے ہوئی جب سے اوقات
 فرمائی تو آپ قاضی صاحب حضرت مولانا سید شاہ امیر الحسن حلیہ جناب حضرت شاہ محمد علی صاحب
 قدس سرہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور بیعت کے اور عرصہ دراز تک مستفید صحبت و ارشاد
 رہے قاضی صاحب امداد و امارت و دیار گیسو اور فروتن ہیں کیفیت و نسبت آپ کی نہایت
 مستعدی ہے وہ کی حالت نہایت پندیدہ عظیم آموین اک رکن ہیں زوا اللہ زکیا
 اخوی الاعظم برادر مکرّم حافظ سید احمد رضا خان بہادر حج عدالت العالیہ بکربا
 زوا اللہ اگر انہم حافظ صاحب کا وطن آبائی موضع فرید پور مستقلہ ضلع گیارہ ہے مگر
 پندہ سور و حیا م ہے اور خاندانی امیر ہیں بڑے عالی ہمت برادر و نواز خوش لباس خوشنوا
 مسکس تر افغان چونکہ حافظ صاحب کی ذات میں جملہ صفات پندیدہ اللہ نے جمع کیں
 تہنیں لہذا صفت فقر سہی آپ کی ذات میں یابی جاتی ہے صاحب قلب حیاتی ہیں
 بیعت آپ کو جناب مولوی سید شاہ امیر الحسن قبلہ قدس سرہ سے ہے حافظ صاحب نے

باوجود کثرت مشاغل ظاہریہ و کار باطنیہ کا یہی وقت ہاتھ سے جانے نہیں دیا اگر امور
خیرات و حسنات میں استاذ و افتاب نہ پند ہے زاد اللہ حسنا تم و خیرات تم

احی مکرم جناب سید شاہ علی حسین و جناب سید شاہ محمد حسین جبار زاد الدین

یہ دونوں بزرگوار حضرت عم معظم سید شاہ غلام حسین خلیفہ حضرت سید شاہ محمد الدین بزرگوار
قدس سرہ کے فرزند ہیں دونوں صاحبزادوں کو تعلیم و ارشاد اور بیعت اپنے والد ماجد
سے ہے لیکن سید شاہ محمد حسین صاحب کو بیعت اپنے نانا صاحب اور تعلیم اپنے

والد ماجد سے یہ دونوں صاحب قدیم بزرگوں کے یادگار ہیں بہانی سید شاہ علی

سے ملک آوا علاقہ بہانہ کے لوگ بہت فیضیاب ہوئے ہیں اور اکثر اچانک قیام و بان

ہوتا ہے نسبت بہت پاکیزہ کیفیت نہایت پر اثر اللہ تعالیٰ شاہد آچا سایہ آپ کے گریہ

پر ویر گاہ قائم رکھے پیر اور میران مولوی شاہ کریم الدین جبار زاد عنایت

آپ کے والد ماجد مولوی جلال الدین قدس سرہ کو بیعت جناب مولوی عماد الدین قدس

سے ہے اور تعلیم و ارشاد جناب حضرت سید شاہ محمد الدین حسین قدس سرہ سے ہے ہمارے

بہانی مولوی کریم الدین صاحب کو بیعت اور خلافت اور تعلیم سب کچھ اپنے والد قدس

سے ہے اللہ کے فضل سے انکا حلقہ ترقی پر ہے آچا مکان بدھ سے تھوڑی دور ایک

موضع جیکانام پونا کسارام ہیں ہے مگر عظیم آباد میں زیادہ قیام ہے۔

سعید انزلی مولوی شیخ محمد اور لیس ابو العلامی سلمہ مولوی صاحب کو

بیعت طریقہ ابو العلامی حضرت والد ماجد مولف سے ہے اور شرف اجازت سے بھی شرف

ہوئے ہیں بڑے جنتی اور کمال فروتن مسکین کم سخن صبح سے شام تک اور شام سے

صبح تک چہرے کا رنگ اثر کیفیت سے متغیر ہوتا رہتا ہے شورش کی وقت جذب کی حالت

میں

میں

میں

رہ کر تے ہوئے رہا نہ سے کلکتہ کا اطرا میں معروف تعلیم سال باطل ہیں رادائے
 جناب محمد فضیلت خان صاحب والاوسی منعمی خان صاحب کو نیت اور تعلیم
 اور خلافت جناب حضرت صوفی شاہ محمد صالح صاحب قدس سرہ سے ہے ہمارے
 خان صاحب سے صاحب کب در ریاضات ہیں اور کمال درجے کے متوکل با اہم
 ایسے بیرون ہند کا جس میں رشتہاں کو بڑی کشادہ دلی سے کرتے ہیں اور رشتہ کے فصل
 آجے مریدہ کا علاقہ ترقی رہے اکثر مرد و ماں شہر و رستگہ وغیرہ کے لوگ آجے فیضیاب ہیں
 خان صاحب کا سلسلہ حضرت صوفی ساجد محمد کو ایم ڈاکو سی قدس سرہ کو واسطہ حضرت شاہ
 محمد منعم قدس سرہ سے جاتا ہے چونکہ اس رنگ خاندان کو نہی ہو واسطہ حضرت سید شاہ
 ولایت حسین قدس سرہ خلیفہ حضرت صوفی شاہ دلاور علی قدس سرہ خلافت اس طریقہ
 کے ہو چکی ہے لہذا خان صاحب کو فقیر مولف سے نہایت درجہ کا ربط قلبی ہے اللہ تعالیٰ

شاہ ہمتیہ اس طریقہ تک قائم رکھے آمین
 برادر والا نشان سید شاہ غلام مظفر ملحق سلمہ اللہ تعالیٰ کی کویت اور تعلیم اور
 خلافت سب اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ علیم الدین ملحق سے اور حضرت سید شاہ
 علیم الدین ملحق قدس سرہ کو سب طریقہ مریدہ سید میں اپنے خاندان میں ہے لیکن تعلیم
 طریقہ ابوالعلائی کی جیسا حضرت سید شاہ محمد الدین حسین قدس سرہ سے ہے ات

برادر والا نشان اپنے والد ماجد قدس سرہ کے جانشین ہیں اور شاہ اللہ اپنے والا
 سعادت و نسبت سے اپنے والد ماجد کے سجادہ کو منور کر دیا ہے ایکے خاندان کی تعظیم
 سب برابر ہے فیض باب ہو تے ہیں اللہ تعالیٰ بخیر و الا نشان شاہ محمد قاسم صاحب
 حفظہ اللہ تعالیٰ وسلم عزیز موصوف اپنے خاندان مقدسہ انسا لکین حضرت شاہ محمد علی

قدس علیہ السلام حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے بھائیں میں عزیز موصوف کے طبیعت نہایت
لہذا در اس طریقہ فقر کے واسطے بہت مناسب واقع ہوئی ہے۔ علم اور بیروباری گویا
انکی خلقی صفت ہے اللہ تعالیٰ شانہ عزیز موصوف کو اپنی سچی محبت عطا فرمائے آمین
برادر بچان برادر سید شاہ معظم حسین سلمہ اللہ تعالیٰ بیعت افادہ فرمائی و تعلیم ابوالفضل
برادر مدوح کو اپنے والد ماجد جناب حضرت شاہ امیر الدین کی سے بیعت و ارشاد ہے اور
بعد وفات اپنے والد بزرگوار کے حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ کے حضور میں بیعت
کی باوجود ثروت متکاثرہ نہایت سعادت مند اور منکسر ہیں زاد اللہ ثروت۔

منبع اخلاق معدن اشفاق جناب شاہ طافت حسین حفظہ اللہ عن شہرہ الزکین
ابو بیعت جناب حضرت شاہ علیم الدین صاحب بلخی ابوالفضل فی قدس سرہ سے ہو آپ
نہایت محذک مودب ہیں اخلاق بہت وسیع طبیعت کمال صاف اور پاکیزہ بزرگوں
سے اللہ کے فضل سے یہی شاہ آپ کے فرزند رشید شاہ حسین مد عمرہ میں موجود ہے اللہ تعالیٰ
شانہ آپ کو ہر طرح کے افکار و ترددات سے نجات بخشے ہا الزون والصاد۔

مصدر فیض و برکات جناب میر کفایت حسین صاحب دام مکرم
ابو بیعت جناب حضرت سید الواصلین حضرت سید شاہ غلام حسین و نا پوری خلیفہ حضرت
شاہ محمد منعم قدس سرہ سے تھے مگر بوجہ صغر سنی کے تعلیم کی نوبت نہ آئی لہذا جناب حضرت
شاہ یحییٰ علی قدس سرہ کے حضور میں حاضر ہو کر مستفید ہوئے آپ کی ذات بابرکات گویا
آثار قدیمہ سے ہے زاد اللہ فیض۔

احمد مکرم و معظم جناب مولوی شاہ نصیر الحق صاحب و جناب شاہ نظام الدین جہان زار
آپ دونوں حضرات فقیر مولف کے چچا زاد بھائی ہیں حضرت سیدنا امام تاج فقہ کی رضی اللہ

منبع اخلاق
منبع اخلاق

منبع اخلاق
منبع اخلاق

منبع اخلاق
منبع اخلاق

منبع اخلاق
منبع اخلاق

کی اولاد اتحاد سے ہیں یہ خاندان اس صد ہزار میں آفتاب شیر ذکیر طرح سے ریش
 ہے بعض بادشاہ تیموریہ کو اس خاندان سے نسبت غاوتیت تھی اولیٰ صاحب کی طرح
 شہرت سدی آتشک اس خاندان میں موجود ہیں اس خاندان میں بہت شہرت پائی اور علیہ ایک بیٹا لکیر و شاہ
 کی تھی جو شہر کا کثیر و تقیم ہو کہی کتاب شاہ نصیر الحق کو سمیت طریقہ جینیہ میں اپنے والد صاحب
 حضرت شاہ مظہر الحق قدس سرہ سے ہے اور صاحب شاہ نظام الدین صاحب کو سمیت طریقہ
 جینیہ میں اپنے والد صاحب حضرت شاہ غفور الحق قدس سرہ سے ہے مگر تعلیم ان حضرات کو
 ابو العلاء اور جینیہ دونوں میں ہے یہ تمام نوآبادیہ بڑے بڑے زرگوں کی ملکیت ہے
 سیکرڈن اولیاء اللہ یہاں خواب ناز میں ہیں اب اس مقام کا عمر و اعجاز اس اہل حق و
 حضرات کی ذات بابرکت سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ شانہ ان دونوں حضرات اور ان کی اولاد
 زرگان دیں کی روش پر قائم رکھے آمین

یگانہ عصر مولوی شاہ حمید الحق خلیفہ و سجادہ نشین حضرت مولانا شاہ عبدالغنی خلیفہ شریف
 شاہ حسن علی قدس سرہ سنا قادری و تعلیم ابو العلاء کی ایک نوات مارکات مقام سلوادی
 میں مقامات سے ہے ایک خانقاہ حضرت شافعیہ اللہ قادری قدس سرہ کی خانقاہ شہری
 دور کے مصلح و واقع ہے اس خانقاہ میں طلبہ علم مظاہری و باطنی ہمیشہ موجود رہے ہیں

یہودی

مقام کا کو ضلع کیا

یہ مقام بہت قدیم سنی مستحج کرام اور شرفاء و عظام کی ہے مولانا اعجاز کا کوئی اور
 مولانا احمد کا کوئی حضرت محمد و شرف الدین ہمارے ایک صاحب و بی بیہ و بی بیہ اور پورہ
 صدر و کلمات شطیحات کے منصوبہ کی طرح قتل کئے گئے حضرت محمد و شرف الدین ہمارے

ایکاد کرانی ایک تصنیف میں کیا ہے فقیر مولف کے جدا جدا حضرت سلیمان لنگر زین قدس سرہ
 اور آپ کی بی بی صاحبہ حضرت بی بی جمال قدس سرہ اسی مقام میں آسودہ ہیں اور اب تک
 مزارات دونوں حضرات کے زیارت گاہ خاص و عام ہیں یہ حضرت سلیمان لنگر زین قدس سرہ
 شرف الدین بیمار قیصر کے حقیقی چچا ہیں اور حضرت بی بی کمال صاحبہ حضرت پیر شہاب الدین
 جگجوت قدس سرہ کی دختر ہیں اللہ تعالیٰ اس بستی اور اسکے ساکنین کو آباد و شاد رکھے۔
 برادر عزیز سر ایا تمیز سید شاہ محمد غزالی سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیعت و طریقت قادریہ
 اور تعلیم ابوالعلائیہ میں حضرت والد ماجد مولانا سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ سے ہے اور
 برادر موصوف کا قدیمی خاندان انہیں کے جدا جدا گویا سبط حضرت مولانا محمد زورث
 رسول خانبارسا قدس سرہ سے ملتا ہے کا کو اور ادا کے اطراف میں یہ خاندان بہت
 مشہور و معروف ہے حضرت والد ماجد قدس سرہ نے برادر موصوف کو مجاز کیا ہے اور
 آپ کے والد ماجد سید شاہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے طریقت قادریہ و ارشاد کے خلافت
 عنایت کی ہے زاد اللہ ارشاد ۴

بڑا اور گرامیقد رسعادت نشان سید شاہ غفور الرحمن سلمہ اللہ المٹان

آپ معزز و مکرم خاندان کے یادگار ہیں چونکہ حضرت والد ماجد مولف سے کمال درجہ
 کی عقیدت تھی لہذا اپنے خاندان میں بیعت کا اتفاق نہوا حضرت والد ماجد قدس سرہ
 شرف بیعت حاصل کیا اور حلقہ ارشاد میں داخل ہوئے ماشاء اللہ نعم اچھی ہے
 رابطہ بہت قوی ہے حضرت سید تارغنی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کا کو میں نعم صفر المظفر
 کو کمال خلوص سے کہتے ہیں شرف اجازت و خلافت بھی حاصل ہے زاد اللہ ثوابہ
 برادر عالیقدر مولوی سید قادر رضا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آپ خاندان

کے چرخ میں علم ظاہر یعنی فقہ تفسیر و حدیث و غیر ہم قسب و فخر ہیں جو ان صلاح کی بحث
 ہستی مہمانی لیں بچیاں امین تر متہبات اور کسی قسم کا دور کا کم لیں گے ہیں۔
 درس و تدریس کا شوق ہے متعلہ باطنی درس علم ظاہر کے ساتھ جمع ہے جس کے
 حضرت والدہ ماجدہ مولفہ سے طلب بیعت کی تو حضرت قدس سرہ نے چند سال پہلے
 لطائف الخلیل میں گدار دے کر آپ کے عقیدت و زور و ترقی پر پڑنے آکر کہ متر بہت
 ہوئے اور اجابت بھی مانی اس تمام کا کو میں بفضلہ تعالیٰ اوالہامی بہت ہیں جو کہ
 احتساب منظور ہے لہذا بعض بہائیوں کا ذکر کیا گیا۔

شعبہ ازلی متصف باصفیات حمید مولوی شیخ عبد الحمید جبار اللہ علیہ
 آپ کو بیعت و ارتداد و اجابت سید شاہ ولایت علی قدس سرہ سے ہے اسی طریقہ اوالہامی
 میں حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ اپنے عصر کے یگانہ اور بے مثل تھے اور موجود
 ایسے عالم تھے ہو سکے عا کا رہی انتہا و درجہ کے تھے وہی نسبت شیخ مولوی صاحب
 موصوف میں ہی موجود ہے مولوی صاحب کو مولفہ کے والدہ ماجدہ سے بھی رابطہ
 کمال درجہ کا تھا چونکہ حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ اور حضرت والدہ ماجدہ قدس سرہ ایک ہی عالم
 لہذا آپ دونوں بزرگوں کے فیض یافتہ ہو گئے ہیں کسی قسم کی عینیت تھی اور رہے
 الحمد للہ علی احسانہ۔ عزیز میرا پاتھیر مولوی سید شاہ عبد القادر سلمہ اللہ تعالیٰ
 سید نور العیس سررگان دین جبار حضرت سید الواصلین سید شاہ ولایت علی قدس سرہ
 کے لواحقین اور خلیفہ اور عاشقین ہیں جنہ کو کم عمری گمراہی و سادہ و بے شرف
 ظاہر ہے۔ عسا کہ مکتوبت اور ہمارے یہاں است۔ الحمد للہ کثرت فقہات و درسیہ کی
 تکمیل قریب تمام ہے طلب علم باطنیہ کی درس میں مشغول ہیں والدہ اللہ تعالیٰ

یہاں

اسلام
 علیہ السلام

سرفراز امیر عالیشان غنچہ انقرا سے بیجا نامان اخی گرامی شان جہا چوکھی محمد
 ظہور الحق نور اللہ قلبہ نور العرفان آپ نواح عظیم آباد پیشہ کے امرے جلیل الشان
 سے ہیں آپ کو بیعت و ارشاد جناب حضرت سید شاہ ولایت علی قدس سرہ العزیز سے ہے
 آپ کی تشریف میں مجھے بھی ایک فقرہ موزون ہوا ہے فقیر امیر صورت امیر فقیر سیرت اپنے
 پیرو مرشد کا عرس بابہ اہتمام سے محرم تشریف کی ۵ کو کرتے ہیں انوار اللہ تعالیٰ الی
 مقاصدہ العلویا پر اور بچان برابر قوت بازو فقر اکبر سعید من سید شاہ نظم حسن
 ابو العلوی سلمہ اللہ تعالیٰ برابر موصوف فقیر مولف کے حقیقی بیوی زاد بہائی جامع
 علوم معقول و منقول ہیں بہت کم عمر ہیں حضرت والد ماجد قدس سرہ سے تشریف بیعت حاصل
 کیا اور تازانہ وصال برابر مشرف حضور ہی رہے حضرت والد ماجد قدس سرہ کو برابر موصوف
 کے ساتھ عشق کی کیفیت تھی اور برابر موصوف کی بھی حضرت قدس سرہ کے ساتھ تاحا
 وہی شفیقگی کی حالت تھی زاد اللہ محمدیہ عشقہ

اخئی و اولاد و ساجد شاہ امین احمد صاحب فرسوی سجادہ نشین حضرت مخدوم شرف الدین صاحب
 منیری قدس سرہ آپ کو بیعت طریقہ فرسویہ میں جناب بھرت سید شاہ جمال علی سے ہوئی اور تعلیم طریقہ
 ابو العلویہ میں جناب بھرت سید شاہ ولایت علی اسلامپوری قدس سرہ العزیز سے ہے آپ کے
 اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ حد تحریر سے باہر ہیں تمام تعریف اور صفات کا ماخذ
 یہی ہے کہ آپ حضرت مخدوم الملک کی اولاد اور سجادہ ہیں ہمارے حضرت پیرو مرشد
 برحق مولانا سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ سے بھی آپ مشرف بہ معانقہ ہوئے ہیں اور
 اور حضرت والد قدس سرہ سے کوہنوا تر حجالس عرس میں ہنگامہ میں معانقہ کئے ہیں
 حضرت قدس سرہ کی کتاب نجات قاسم کو اپنے فارسی نظم میں بہت خوب ترجمہ کیا ہے

لکھنؤ
 صبح

پیشہ
 جامع
 ۱۰۱۱

پیشہ
 جامع

من عمر من ہی انکو بدلتی حاصل ہے اسی سے اپنے سجادگی کو اسلئے اپنے فرزند رشید
 نور چشم شاہ برہان الدین سلمہ اللہ تعالیٰ کو نام زد کر دیا ہے یا اللہ یہ تبرک سجادہ تاج
 قیام قیامت پاک نص اور برگزیدہ لوگوں سے خالی نہ رہے آمین تم آمین
 نے جو فقرہ اس ننگ خداداد واسطہ نسب بھی حضرت محمد زرم الملک شرف الدین سے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہے

کوئی مجھ سے صحیح النسب الکریم سلسلہ ایسا کسی زلف سے حاصل ہے

لہ خباب شاہ عبد الکریم عرف شاہ فریضیا

آپکو معیت حباب مولانا سید شاہ اشرف علی خلیف الرشید جتنا حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ
 ہے اور تعلیم وارتاد و خلافت حباب حضرت سید شاہ ولایت علی قدس سرہ سے ہے آپ
 سارے کے ایک کمزور ہیں اور بالنسب درویش ہیں اپنے بیرون مرشد کے عاشق زاد اللہ شفق

حباب حکم ارشد علی صاحب

آپکو حضرت سید شاہ یحییٰ علی قدس سرہ سے طریقہ فرود سیر میں معیت ہے اور تعلیم طریقہ
 ابو العلامی حباب مولانا اشرف علی قدس سرہ اللہ تعالیٰ سرہ العزیز سے ہے یا شاہ اللہ
 تعالیٰ آپکے مطلب کو بہت فروغ ہے اور یہ سبب حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ کی دعا
 کا ہے اگر سر یں آپکے حلق سے شفا پاتے ہیں تو **یا ابوالاب** یہ مقام بہار شریف
 سے اور تکیف و ڈیوہ کو س کے ماحصل برواق ہے حباب حضرت سید شاہ طیب اللہ نقاد
 یونش اور جہاں حضرت سید شاہ سیف اللہ نواسیہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری اور
 حضرت مخدوم منہاکی سید لطیف الدین دانشمند قدس سرہ ہم کے مزارات میں ہیں
 اس مقام میں بہت بڑے خانقاہ اور مسجد اور تالاب شاہی زادہ کی تعمیر سے تہی رہا ہے

یہاں فرما
 اس کا

سجادہ نشین فقیر مولف کے پروردگار حضرت سید شاہ طیب اللہ نقاب پوش تھے حضرت پروردگار
مشرقی قدس سرہ فرماتے تھے کہ ایک زمانے میں یہ مقام شاہ خٹم کے بہت بڑی ہستی
تھی مگر اب ان عمارات شکستہ کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے

از نقش و نگار و رد و دیو از شکستہ | آثار پدیدار است صنادید جسم را

وہ تالاب کہ جہین کہی آب خشک کی لہریں آنکھوں کو طراوت بخشی تھی اب اسی تالاب میں
ادبار و نکبت کی بھو این اپنے سر پر خاک اور ڈھری ہیں وہ پاکیزہ اور نورانی مسجد کہ جہین کہی
اولیاء اور قطاب رکوع و جود میں مشغول رہتے تھے اب اوسکی جہتیں سرسبز اور دیواریں
رکوع میں ہیں فقط ستون قائم البیل و النہار میں خانقاہ کا اہل فنا کی طرح نام و نشان تک
باقی نہ رہا ہے یہاں نقش و عمارات لشہر یاران میں تھے کہ ان پر خفا پیشہ جو شکست و نیست

عم مکرم جناب شاہ مدار بخش صیاد اہام مجددہ

آپ حضرت سید شاہ طیب اللہ نقاب پوش قدس سرہ کے پوتوں میں ہیں قلیل الفہ اقلیل
الکلام صاحب خیر منج حسانات آپکو حضرت والد ماجد قدس سرہ طریقہ ابوالعلائیہ میں بیعت
ہے شغل دل پیار دوست بکار میں ہمہ تن مصروف ہیں اعلیٰ اللہ تعالیٰ رحمہ

برادر مکرم جناب شاہ امیر علی صنادید مجددہ

آپ وکیل عدالت پٹنہ عظیم آباد میں مجمع محاسن صوری و معنوی ہیں حضرت سید شاہ طیب اللہ
نقاب پوش قدس سرہ کے نواسہ میں ہیں فقیر مولف کے پوتی زاد بڑے بھائی ہیں حضرت
والد ماجد قدس سرہ سے حقیقت بیعت تھے چونکہ حضرت سے اتفاق بیعت نہوا لہذا فقیر سے
طریقہ ابوالعلائی میں بیعت کر لی ہے اللہ تعالیٰ شانہ آپکو اولاد صالح اور صاحب عمر
عطا فرمائے آمین یا رب العالمین آمین -

جسے اونکو دیکھا ہے وہی خوب جانتا ہے اس مختصر میں جو کبریا کی گنجائش نہیں اس قدر
شاندار کئے مراتبات باطنیہ و ظاہریہ کو ترقی روز افزون عطا فرمائے آمین۔

طیب امراض ظاہریہ و باطنیہ منظر فیض جناب حکیم فرحت حسن کریم علی مدظلہ العالی

اچکی بیعت و خلافت اپنے جدا مجد حضرت حکیم شاہ مظہر حسین قادری ابو العالی قدس سرہ
سے ہے اور تعلیم اپنے پو باب جناب حکیم محمد مددی قدس سرہ سے آپ کے پروادا جناب حضرت
حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست قدس سرہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے خلیفہ
اعظم تھے اور علو محبت اہل بیت علیہ السلام میں گمانہ وقت تھے قضیہ چہرہ اور اسکے طرف
کے لوگ آپ کے بہ انتہائی فیضیاب ہوئے حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ نے اچھا لقب
حسن دوست رکھا تھا آپ کے مرتبہ عالی کی بیان کی اس مختصر میں گنجائش نہیں لہذا قلم
عجز برمستعذر ہے اب اس وقت میں جناب حکیم شاہ فرحت حسن مدظلہ اپنے خاندان میں
انتخاب ہیں معیتا قادری اور تعلیم ابو العالی ہیں آپ کے پو بازاد بہائی جناب مولوی
مخدوم حسن صاحب وکیل عدالت جمعی ہی اپنے والد ماجد جناب حضرت حکیم محمد مددی قدس
سرہ کے پورے یادگار ہیں زاد اللہ فیضہما۔

خود بزرگ اور بزرگوں کے بزرگ آپ کے گھر کا جناب علی حسین علی فرید کو باب

آپ حضرت سید شاہ ابوبکر کات قدس سرہ کے پوتے ہیں یہ امر فقیر کو تحقیق نہیں ہوا کہ اچکی
بیعت اپنے پرواد صاحب قدس سرہ سے ہے یا اپنے والد ماجد سے مگر اس میں شک نہیں کہ
ایک ذات یا برکات مجمع شہادہ و بیعت حسنات ہے سابق کے بزرگوں میں جو افعال حسنہ
سنے جاتے تھے وہ پہنچے آپ کی ذات میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جسے جو نقل آپ کے

کتاب
مختصر

مختصر

ساتھ آکر بیان کر دی گوئی کسی ہی دور از عقل کیوں نہ تھیں اسے صحیح سمجھ لیا اگر
 کیسے اس کی تکذیب کی تو فرمایا کہ وہ مسلمان ہے اور سب کو چوتھوں نے سے کیا مایہ آئیے
 دو صاحبزادے ہیں شمس صاحبزادہ کا اسم گرامی خواجہ جس باب صاحبہ اور چوتھے
 صاحبزادہ کا اسم مبارک خواجہ نواب حسن صاحبہ پید و بیوں حیرت مثل امینہ والدہ
 مدظلہ کے کریم انصال ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ ۔

غریب خاطر خواجگان عالیشان مجروح صحیح ایسا انصاحات برادر جوان چنانچہ حسن بن
 عرف خواجہ حمید جان سلمہ اللہ الرحمان آپ تمام الی امرا و ادگان عالیشان سے
 ہیں جن صاحب حضرت خواجہ حسین علیجاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور صاحب حضرت غلام
 خواجہ میر نجات رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارشد ہیں غلام آغا اسطراف عظیم آباد کے مسکری
 میسر می آئیے علو عائدان کی شہادت دے رہی ہے جس زمانہ میں یہ خاندان اسے
 شباب کجالت میں تھا تو تمام عظیم آباد اس خاندان کی دوستی و اطلاق سے چمک رہا تھا
 افسوس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس خاندان کے آفتاب زیر زمین ہو گئے ۔

رہا کوں اور کسل مابث رہے	سو سے اور جیتے وہی ہو ہی
--------------------------	--------------------------

اب اس تمام خاندان کے سب سے بڑے ہونو میں حیران و روشن کرنے والے عرف خباب خواجہ
 وحید باقی صاحب اور خواجہ محمد جمال اور خواجہ درارت حال سلمہ اللہ المسان ہیں صوم
 ہمارے اطراف میں ان حضرات کی پرستی شرب النمل اور مشہور ہے خباب خواجہ
 وحید باقی صاحب اور حیدر خواجہ محمد باقی صاحب کو بیعت طریقہ ابو العالیہ نقشبندیہ میں
 اخی اکرم برادر مغل سلمہ اللہ الخیر الدخیرین رحمۃ اللہ علیہ سے چرند باب ہی یہ حضرات ایک
 تعلقہ میں لیکن انکی دریا دلی کے آگے وہ کچھ ہی نہیں ہے اب مقام سکونت ان

حضرت کا صاحب گنج یا کوہ رام سلا ہے اور محال تھا کی علاقہ نہاری میں
ہیں یا اللہ ان صاحب گنج کی اولاد میں برکت ہے اندازہ عطا فرما آمین ثم آمین

عنبر فیلبی سعید اترلی مثنیٰ عبد الصمد ابو العلاء فی سلمہ اللہ تعالیٰ

عنبر فی موصوف صفت بہ اور نواز مثنیٰ دفتر مانہ درازی میں یگانہ اتفاق ہیں ایسے نیک محبت اور
سعادت مند اس زمانہ پر مشورہ میں اتفاقات سے پیدا ہوتے ہیں قلب نہایت سلیم نگہ قسم
کی گنج سے سچی ہدیہ کی پہلے یا نکی پور و اکٹانہ کے ہمدست کارک ہیں جس قدر رتخوہ ملتی ہے عنبر
و اقارب کی پرورش میں صرف ہوجاتی ہے اپنے صرف کیوں اسطرح بت قلیل باقی رہ جاتا ہے
سبحان اللہ و بحمدہ اللہ کا شکر ہے کہ اب بھی زمانہ اچھے لوگوں کے وجود سے خالی نہیں فقیر
مولف سے اس فرقہ کے لئے کوئی نیاں کی ترانی عین جب بید وہاں سب الیکٹرک اکٹانہ تب بیت
کی زوال اللہ عز و ثلہ کرشمہ راستے نیاز مند سعید نواز شمس حسین صاحب عثمانیہ
مولوی صاحب کو بیعت طریقہ قادریہ میں اور تسلیم ابو العلامہ میں جناب صوفی شاہ محمد
سنیر برادر خور و جناب صوفی شاہ دلاور علی قدس سرہ سے ہے باسباب طاسر پیشہ ختماری
حاکم مثنیٰ و نو حیدری کو ہے ہیں مگر اپنے اوقات باطنیہ سے ہی غافل نہیں اپنے پیروں شد کے
بڑے خدمت گزار اور صاحب اجازت ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

صاحب حالات رفیع صحبت یافتہ اکابر جناب مثنیٰ عثمانی حسین صاحب احمد خاں

مثنیٰ صاحب بہت بڑے صاحب اسناد و علم مامری و باطنی ہیں جناب حضرت مولوی
عبد القی ہلواروی خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ سے بیعت دار شاہ ہے
اس وقت عمر مولوی صاحب کی نوے برس کی ہے مگر جوش طریقت ترقیو تیر ہے تصوف
کے ہزار ہا شعر یاد ہیں اور ہمیشہ چشم نم رہتے ہیں

۱۔ بزرگ پر از میریت | امر خیریں مبارک میریت

اور علانیت کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں سے

روئے سے ہی جاتی تھیں ہندی حرشکی | وہ پوئے سے ہی اس رنگ کی رنگت میں جاتی

ارمیس با نام و نشان جناب شاہ محمد اجد چہار زاد اللہ شکر

شاہ صاحب حضرت شاہ محمد حسین علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں اور حضرت شاہ محمد حسین صاحب

حضرت شاہ قاسم سلیمانی جن کا راز مبارک چار گدہ میں ہے اور انکی اولاد میں سے

ہیں اور اصل سجاد چار گدہ ہی ہیں شاہ صاحب کے چار بیٹے شمشیر خان نے شاہی رت

میں محمد الدین نگر کی ریاست بانی جب سے ان حضرات کی سکونت دہلی ہوئی جہاں ان

علیخان صاحب اور جناب ابو علی انصاری صاحب رؤسائے با عظمت و شان متقدم رہے

جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب کے خواہراوے ہیں جناب شاہ محمد حسین صاحب کو

میرزا جناب حضرت قطب العصر سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ سے ہے اور جناب شاہ

محمد اجد صاحب کو سعیت اور تعلیم وغیرہ جناب حضرت شاہ مبارک حسین قدس سرہ سے

ہے یہ حضرت بڑے صاحب خیر اور معبود ہیں اللہ تعالیٰ شاہ اسکو اور انکی اولاد کو

رہی محبت خالص عطا فرمائے آمین تم آمین۔

سر دفتر عارف عالم مقام جناب مولوی سید امداد علی خان صاحب صدر الصدور رحمۃ اللہ علیہ

بہ بزرگ جناب حضرت حکیم محمد امجدی کریم جلی قدس سرہ کے خلیفہ اعظم تھے آپ کے مراتب

علیائی تحریر کا یہ نسخہ مختصر و مفصل نہیں آئیے نام و نشان جناب آنریبل سید امیر حسن

خان صاحب بابر کلکتہ میں ایک عہدہ جلیلیہ پر فائز ہیں زوال اللہ ترقیاتی

حقیقت الکاظم شیخ فیض اللہ صناع فیضی

بیعت و خلافت آپ کو طریقہ قادریہ میں حضرت صوفی شاہ محمد صالح قدس سرہ سے ہے بہت
 خاکسار نہایت فروتن حتیٰ کہ ہر پیر کی کم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ترقی خاطر ہر باطن عطا کرے
 شاہ عنایت اللہ آپ کو ہی بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد صالح
 سرہ سے ہے آپ کا شہر کلکتہ میں بہت بڑا ہے اگر طالبان راہ حقیقت نے آپ سے
 راہ پائی ہے زاد اللہ فیئہ۔ صاحب حق یقین حکیم وکیل الدین آپ کو ہی بیعت
 و خلافت طریقہ قادریہ میں حضرت صوفی شاہ محمد صالح قدس سرہ سے ہے چونکہ آپ کو اخفا و تہا
 بہت پسند ہے لہذا آپ کا حلقہ مختصر ہے اللہ تعالیٰ فقرے ریا کر امت فرمائے۔

بڑا در صاحب باکر م خاکسار و سکین سید شاہ نصیر الدین ابو العالی عثمانیہ

آپ حضرت سید شاہ ہدایت حسین قدس سرہ کے فرزند ارشد اور حضرت سید شاہ فدا حسین
 قدس سرہ کے برادر زادہ ہیں آپ ہی نے بطور فرزند پرورش کی آپ کو صاحب حضرت حاجی
 سید شاہ عطا حسین قبلہ مدظلہ العالی سے ابو العالی طریقہ میں بیعت و اجازت ہے
 چند زمانہ سے آپ سکونت دانا پور ترک فرمائی ہے اور شہر کلکتہ میں سرگرم ہدایت طالبان
 راہ طریقت ہیں آپ کے کوئی اولاد نہیں مگر آپ کے چوتھے بہائی سید شاہ علیم الدین مرحوم
 مغفور کے فرزند سید شاہ محمد ابو سعید سلمہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں
 اور نہایت سعادتمند اللہ تعالیٰ اس نور چشم کو ترقی صورتی و معنوی عطا فرمائے آمین

دُر کہ محکمہ مدنیورہ

ہیان حضرت صوفی شاہ محمد ابراہیم قدس سرہ خلیفہ حضرت شاہ محمد معزم قدس سرہ کے بہت
 مشہور و معروف خانقاہ ہے اور آپ سے بہت بڑا دریا ہے فیض جاری ہے اور حضرت

کلیہ
 متصل
 شیخ
 ۱۲
 کلکتہ
 مراد پور
 کلکتہ

صوفی شاہ محمد دایم قدس سرہ نے ایک عرضی اپنے حالات کی حضرت شاہ محمد قدس سرہ
کو لکھی تھی جس کا مضنون یہ تھا کہ میں نے آنکھوں سے فلاں مقام پر دیکھا پھر فلاں مقام پر دیکھا
پھر فلاں مقام پر دیکھا اور اسے یقین نورانی میں غرق پایا حضرت محمد قدس سرہ نے
اور کا جواب در نظر لیا میں لکھا وہاں جواب عرضی تم پر چارہ نہ آتے نہ میں آتا
تو کجی تم کو مٹوئی را کہ خود را در لور الی غرق دیند نہ فرق دیدند

یا جبروت منہ دیکھائے گا | او سنگری کہ نظر نہ آئیگا

اب اوس خانقاہ کے صاحب سجادہ جناب شاہ حفیظ اللہ صاحب میں زاد اللہ عزانہ

واقف رموز طریقت مولوی شاہ عبد الغفور صاحب ابوالعلمانی

آپ مرید اور خلیفہ جناب حضرت مولوی سید محمد علی صاحب خلیفہ حضرت مولوی دلاور علی
شاہ قدس سرہ کے ہیں چند واسطوں کے بعد مولوی صاحب کی شاخ حضرت شاہ محمد منعم
قدس سرہ سے لگائی ہے یہ مولوی صاحب کی آغاز مشق طریقت میں دیکھا تھا اوس وقت
نسبت اور حرارت ایسی تھی کہ سبحان اللہ اور اربعہ یقیناً و حرارت کمال لطافت
کے ساتھ بدل گئی ہوگی ہاں تک مولوی صاحب اپنے عمر کے حصہ طلب محبوب کے نشان
میں بسر کر رہے اور اللہ علی اسانہ کہ طلب ہنوز باقی ہے

ہم مشت فایتیہ دار و نہ سعد کی راضی بابا | میر دشتہ مستفی و دریا ہچان ماتی

جال بے ابتدا و انتہا کی طلب عین وصل ہے سہ قرب اور اوصال میگزینہ
وصل اور احوال میگزینہ

خاکسار طریقت قاضی شیخ عظیم الحق صاحب اسی کلامہ زاد اللہ شہر
آبی بی عربہ جناب مولوی سید محمد علی صاحب ارحمہ اللہ علیہ قدس سرہ کے ہیں طریقت

فواہ سے مالا مال حقیقت کے حال کی صاحبِ حال خاکسار ایسے کہ فرشِ خاک
اور بند کجواب جتنے نظریں برابرِ غریب اور امیر کے حال پر ایک نظر ہر حال میں راضی
برضا سے دوست سے آدمیت لحم و تخم و پوست نیست؛ آدمیت جز رضا و دوست نیست ہا علی
مفہم دریا دل سخی با ذل انشائی عبد الغنی صبا ابو العلامی سلمہ اللہ تعالیٰ
منشی صاحبِ کویت و تعلیم طریقہ ابو العلامی مین حضرت والد ماجد مولانا سید شاہ محمد
قدس سرہ سے ہے منشی صاحب کے والد ماجد شیخ ہدایت اللہ صاحب صوبہ دار پیش
یافتہ بڑے کارکن اور خیر خواہ گوشتِ انگشتیہ کے ہیں اور منشی صاحب شریعت تہذیب و تمدن
ایک مقتدر علم سے پر جمال ہیں قلب نہایت اچھا ہے بزرگانِ دین سے رابطہ بہت بڑھا
ہوا ہے زاد اللہ ترقیات

جو ان سعید سلیم و حلیم خواجہ محمد ابراہیم ابو العلامی سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کے بزرگوار شرفائے دہلی سے ہیں اور قدیم متوسل خاندان حضرت خواجہ ہرور قدس
سرہ کے مگر خواجہ صاحب کے والد ماجد جناب خواجہ عبد اللہ اور جملہ خاندان کو سمیت
طریقہ ابو العلامی مین حضرت والد ماجد قدس سرہ سے ہے خواجہ محمد ابراہیم صاحب کو
منشی شریف مولانا روم قدس سرہ سے کمال شوق ہے ہمیشہ اوس کا دروہے اور ترک
و تجرید کی کیفیت بہت غالب ہے بالفعل چند عرصہ سے عدالت چند در چند لائق ہے
اللہ تعالیٰ شانہ صحت کلی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

الہ آباد

اس جگہ اس شہر کی آبادی شباب پر ہے یہ شہر تین طرف سے دو دریا جمنہ اور گنگا سے
گرا ہوا ہے شہر میں ان کے انگریزوں نے اوہ کے وزیر معہ کانپور کے چمین لیا اس کا قلعہ

ہدایت مستحکم دریا واقع ہے جسکی نقل کلکتہ کا قلعہ ہے اس شہر میں مساجد کے
بارہ دایرے ہیں اور ان میں سے مشہور دایرہ حضرت شاہ محمد افضل الہ آبادی کا ہے
یہ درگ حضرت سید محمد کالی کے خلیفہ تھے اور حضرت سید محمد کالی تہ میں سرور حضرت
سید ماسیر ابو العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ تھے اس دایرے کے حضرات بھی
ابو العلاء ہی ہیں اور حضرات مارہر وہی ابو جہ تو سل کالی ہی ابو العلاء ہی ہیں اور اس
سنگ خاندان کے اجداد کا سلسلہ نسبت بھی حضرات سادات کالی سے ملتا ہے۔
حضرت شاہ محمد افضل الہ آبادی تہ میں سرور کے سجادہ نشین برادر مکرم جناب شاہ
محمد پیر سید اللہ علیہ السلام ہیں اور فقیر مولف کے بڑے تفتیح اور ہم چرخ بریاسہ میں یہ سنگ
خاندان حضرت شاہ علام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑتا تھا تو اب یہ میرے ہم سبق تھے
راؤ اللہ شاہ۔

برادر معظم جناب میر طفیل علی صاحب دام عرفانہ
یہ اے اے کاندھل سناؤ کہ میری تہا حب ہمارے حضرت سیر و مرث رحق مولا ماسید شاہ محمد علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الہ او کتشف لائے تو ہا ای صاحب موصوف نے آپ کے دست مبارک
بر کویہ اور رعیت کر کے داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابو العلاء یہ ہوئے اور پھر اکثر آدمی
آکر خاندان کے خواجہ شاعر تھے حضرت کے سلسلہ رعیت میں داخل ہوئے بعض
قلعے اب ہمارے مائی صاحب کی عمر نوے برس کی ہے مگر جوش و ولولہ طریقت و
افرون ہے اور اوقات مراقبہ و تصبیح و تسبیح میں کہی مرق نہیں آتا آکر اجازت و خلافت
سے بھی حضرت قدریں سرور نے مشرف فرمایا اللہ علی طریق الیقین۔
برادر بجان برابر کرامی شان سید اکبر حسین صاحب صدر رحمہ و غازیہ پور سید اللہ علی

ایک ذات میں بفضلہ سیادت و حکومت و ولون اضافتین جمع ہیں زمانہ طفولیت ہی میں برادر موصوف نے ہمارے حضرت بیرون شہر برقی قدس سرہ سے بیعت کی تھی الحمد للہ کہ اسکا اثر پورا پورا اسوقت تک باقی ہے اور باوجودیکہ زمانہ دراز تک برادر موصوف سید احمد خان صاحب کے جلسوں میں شریک رہے مگر اعتقادات میں فرق نہ آیا چنانچہ برادر موصوف نے مجھے علیگڑھ سے ایک خط لکھا تھا اسکی نقل مجھنے اسمقام پر تحریر کی جاتی ہے خط سرتاج برادران طریقت مسند آرا سے بزم معرفت زاو اللہ عرفانہ تسلیم آئی تحریر کے درود نے غرت بخشی کا پکا خیال نہایت عمدہ ہے آپ ہی کے کہہ کا فیض ہے کہ اس زمانے میں اور اس حالت میں بھی میرے عقاید محفوظ ہیں وہی ہوا ہے کہ اس طوفان بے تمیزی میں ہی درددل سے کہی کہی پر وہ غفلت اولٹ دیتی ہے اور یہ شعر زبان پر آجاتا ہے سے حلقہ میرمغانم ز ازل در گوش است بد برہائیم کہ بودیم ہاں خواہ بود بد موروثی معتقد اکبر حسین۔

برادر کبیر بھان برابر میر سجاد حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ

برادر موصوف پہلے اثنا عشری مذہب رکھتے تھے جب حضرت والد ماجد قدس سرہ والدہ آباد ہوئے تو آپ نے تو بہ کی اور داخل طریقہ عالیہ نقشبندیہ ابو العلاء بن ہوئے اور آپ کا سب خانہ ان اہل سنت و الجماعت ہو گیا الحمد للہ کہ اب برادر موصوف پر ایسا عمدہ رنگ چڑھا ہوا ہے کہ جسکو کہہ سکتے ہیں کہ یہ رنگ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا رنگ ہے اور حالت ذوق و شوق روز بروز ترقی پر ہے برادر موصوف شرف اجازت سے بھی مشرف ہوئے ہیں ثبۃ اللہ علی طریق الیقین۔

برادر عزیز سید اکبر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ

را در غریب میرا کر حسین صاحب صدر الصدور کے جوئے سمائی ہیں انگریزین بہت
کامل استعداد ہے لیکن خیالات دیسے ہی میں جیسے ہم یائے لوگوں کے قلب و
رفیق طبیعت کمال دہین انکسار اور تواضع کو یا خلقی امر ہے سحرست کم ہے مگر آد
ستست و برجاست کا طریقہ بررگان پر یہ سالک اس حوصلہ بہت ملکہ ہماں نواری میں
گمانہ ایسے والدہ جناب میر فضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ الواعظی
میں سمیت کر لی ہے اور اس مگ حاند کے ساتھ ربط قلبی ہے زاد اللہ علما و اسفا
اس ستر الہ آماد میں اللہ کے فضل سے بہت الواعظی دہین مگر جو مکہ یہ کتاب مختصر
ہے لہذا بعض مایہ نماز ذکر کیا گیا

مہربان حال فقیر شاہ ابوالبرکات صاحب ابوالاعلیٰ سید الشہید

آپ جناب عبداللہ شاہ صاحب کے فرزند اور بر جانشین ہیں جناب عبداللہ شاہ صاحب
کو سمیت اور خلافت جناب میر علی شاہ صاحب کو الیاری الواعظی قدس
سرہ سے ہے آپ بڑے محنتی اور کامیاب و شائل ہیں اور اشاعت امر طریقت
میں سرگرم زاد اللہ ارشادہ

صاحب الحقائق و المعارف جناب حافظ محمد عارف مرید و حجاز حضرت شاہ عبداللہ
حافظ صاحب رام پور کے صحیح النسب انعامین سے ہیں آپ کے والد ماجد کا نام محمد
فیض محمد خان بن محمد صطفیٰ خاں ہے جالیس برس سے شہر میں پوری محلہ مفتی علی
قلی کے مسجد میں متوکلانہ مقیم ہیں اور اوس اطراف و نواح کے طالبان حدیث
دریاسے فیض سے سیراب ہوتے ہیں سچاس برس سے برابر حضرت سیدنا امیر المومنین

فقیر شاہ
محلہ انار
محلہ انار

محلہ انار

رضی اللہ عنہ کے عرس میں حاضر ہوتے ہیں بہت بڑے صاحب ریاضات و مجاہدان
 آپ کے فرزند مولوی حبیب الرحمن خان صاحب بھی مصداق الولد سر لایہ ہیں کہ نانا و نانا
 رئیس ابن رئیس قاضی سید وارث علی صاحب غبارتخاص آپ مرید
 حافظ صاحب موصوف کے ہیں ایک غزل آپ کی عرس میں حضرت کے پڑھی گئی
 تھی عجیب رنگ اور سنہ دیا میں تو بیخود تھا۔ اخیر ازل خیز بدول ریز ذرا دغ فائے

پیر وہ کشائے العلم حجاب الاکبر جناب اشرف خان صاحب دغ فائے
 خان صاحب جناب غوث خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد کی خلیفہ میں جن کا سلسلہ
 جنا ب حضرت خواجہ میان قدس سرہ کے واسطہ سے حضرت شیخ حبی حالی قدس سرہ سے
 مل جاتا ہے ہمارے خان صاحب نہایت بیولے بہالے آدمی ہیں دنیا کی چالوں سے
 بالکل ناواقف نشیب و فراز زمانہ سے بے خبر ان کے زمانے کے یادگار ایک میرٹھ
 کے رئیس زادے **حافظ محمد عبد الرحیم خان** رحمہ اللہ تھالے مراد وہ خان
 صاحب موصوف کے مرید جان نثار ہیں چند سال سے حضرت سیدنا رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے مزار مبارک پر عرس کے دن کچھاب کی چادر چڑھاتے ہیں اور جابجا سے درگاہ
 شریف کی تعمیر ہی کی ہے اب حافظ صاحب کا قصد ہے کہ حضرت سیدنا کے مزار مبارک
 کو سنگ مرمر کی بے سقفی بارہ درسی سے گہر دین یہ امر بہت درست ہے کسی ابو العلام
 کے مزار پر چھت دیکھی نہیں گئی اللہ تعالیٰ شانہ حافظ صاحب کو تندرستی جسمی اور
 صحت قلبی عطا فرمائے آمین ثم آمین

میر طبع بلند فکر صاحب نگاہ اعنیف سید عبد الطیف ابو العلامی فیروز پوری

ہے حمید آباد میں ملاقات ہوئی تھی اور اسار حضرت سیار رضی اللہ عنہ
 کے عرس میں آپ میری ہی حجرہ میں فرود تھے یہہ شام بجے آپ ہی سے دریافت ہوئی
 ہے سیار صاحب سید عبدالحی صاحب میر پور سی کے فرزند اور سجاد نقیسی ہیں اور
 سید عبدالحی دینے والد ماحد سید عبدالحی صاحب کے مرید اور سجاد نقیسی ۱۰۰ ایسے والد
 شاہ اسید الدہلوی ایسے والد شاہ نور الدین صاحب کے ۱۰۰ ایسے والد شاہ غلام نبی صاحب کے
 اور وہ حلیفہ اور مرید خاں حضرت لاؤخان صاحب قدس سرہ کے مرید اور صاحب قدس
 سرہ وہی بزرگ ہیں جو کاتنگرہ حضرت پیر و مرتد برحق قدس سرہ سے منسلک سب سے تمام
 میں کیا ہے اور ایک شاخ لاؤخان صاحب قدس سرہ کے حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ
 کے ذریعہ سے بیلاور میں حضرت شاہ محبت اللہ قادری قدس سرہ کو ہی بیوی والد غلام علی
 حقیقت آگاہ معرفت و سنگا کا جناب سلام اللہ شاہ ابو العالی آپ سے ملے
 ایک ملاقات شاہجمانی مسجد احمدی شریف میں ہوئی تھی بشرے سے انار کفیت و نسبت
 ظاہر میں یہ شاخ حسب تفصیل ذیل حضرت لاؤخان صاحب قدس سرہ تک پہنچتی
 ہے صاحب شاہ سلام اللہ صاحب مرید اور سجاد نقیسی ایسے والد جناب شاہ بیروج اللہ
 صاحب کے وہ خلیفہ اور سجاد نقیسی جناب شاہ محمد یونس صاحب کے وہ مرید اور خلیفہ صاحب
 شاہ محمد شعیب صاحب کے وہ مرید اور خلیفہ صاحب شاہ غلام نبی صاحب کے وہ مرید اور
 خلیفہ حضرت لاؤخان صاحب کے قدس اللہ اسرار ہم۔

گوالیار بہار ریاست مسٹر لائیڈ مین واقع ہے نقشہ اس کا بیقاعدہ ملے
 یہ ہے سر مل ہے نہ مثلت کسی کے کیا رہی ہے دریا سے جتنا تک پہنچا ہے وہاں
 ۱۰۰۰ ہزار میل مربع آباد ہوئی آبادی ۵۰۰۰ کی ہے ملک کی آمدنی

۹۳۰۹۱۰۲ ہے اس ملک مالوہ میں افیون اور گھیسون بہت عمدہ پیدا ہوتے ہیں
 روٹی کیواسطے بھی زمین اچھی ہے انکو یہی عمدہ ہوتے ہیں گوالیار ملک مالوہ کا السلطنت
 ہے قلعہ اسکا بڑا استحکم ہے خاص باشندے یہاں کے قریب راجپوت جاٹ بھٹ ہیں
 گوالیار کا قلعہ جو زمانہ غدر ۱۵۵۷ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے جوہاچی رئیس گوالیار
 سے لے لیا تھا عمدہ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل مشعلہ میں ۱۵ لاکھ روپیہ اور جہانسی کا
 قلعہ لیکر واپس کر دیا گیا یہ رئیس جوہاچی بڑا بیادار و مقرر اور امور ملک واری میں بھانہ
 تھا کیا خوب بات ہو اگر گورنمنٹ انگلشیہ رئیس باتو قریب نظام حیدر آباد کا صوبہ برار بھی
 واپس کر دے آمین پچاس برس کے اوپر اس گوالیار میں تمام ہندو مسلمان جناب
 حضرت پیر دستگیر شاہ ابوالبرکات قدس اللہ سرہ کے نام لیا تھے خود راجہ جنکو راجہ
 آپکا مہاراجہ الاعتقاد تھا اور حضرت قدس سرہ کی ذات مبارک اسی بے پرواہ تھے کہ
 راجہ اور پیر جادو و نویر تہربانی اور شفقت برابر فرماتے تھے اور آپکی دیدہ حق میں دونوں
 برابر نظر آتے تھے اور وہ راجہ بھی ایسا اعتقاد کامل رکھتا تھا کہ حضرت کے خدام کو
 اپنا محذورم اور سرتاج سمجھتا تھا اور اس راجہ کے نیک نیتی اور جو ذکر م کی بہت سی
 حکایتیں مشہور خلائی ہیں بخوف تطویل کتاب ترک کی گئیں۔

سرسار بادہ توحید سیادت پناہ حضرت سید علی شاہ قدس سرہ
 آپکو بیعت طریقہ قادریہ میں اپنے خاندان میں تھے اور ہمارا راجہ جنکو راجہ کے مصاحبین
 باعزاز سے تھے طریقہ ابوالعلماء میں جناب حضرت سید خواجہ ابوالحسن قدس اللہ سرہ العزیز
 فرزند نور حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ العزیز کے حلقہ استر شاہ میں داخل ہوئے
 اور کامل سے اکمل ہو گئے آپ فن شاعری میں بھی بے مثل تھے توحید کی بڑی باریک

سید آباد میں ملاقات ہوئی تھی اور اس بار حضرت سید نارضی الدہلوی
 کے عرس میں آپ میری ہی حجرہ میں فرود تھے یہ شائع بھی آپ ہی سے دریافت ہوئی
 ہے سید صاحب سید عبدالحی صاحب فیروز پوری کے فرزند اور سجادہ نشین ہیں اور
 سید سید المجید اپنے والد ماجد سید عبدالحی صاحب کے مرید اور سجادہ نشین وہ اپنے والد
 شاہ اسد الدہلوی اپنے والد شاہ نور الدہلوی صاحب کے وہ اپنے والد شاہ غلام نبی صاحب کے
 اور وہ خلیفہ اور مرید خانبخترا لاؤ صاحب قدس سرہ کے یہ لاؤ صاحب صاحب قدس
 سرہ وہی برگ ہیں جبکہ تذکرہ حضرت مرید مرتضیٰ قدس سرہ کے معصل سحاحات قائم
 میں کیا ہے اور ایک شائع لاؤ صاحب قدس سرہ کے حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ
 کے فرید سے میلوار میں حضرت شاہ حبیب اللہ قادری قدس سرہ کو بی بی سیدہ خاتون عالمہ
 حقیقت آگاہ معرفت و متکاہ جناب سلام الدہلوی شاہ ابوالعلیٰ آریا سے ملے
 ایک ملاقات شاہخان مسجد امیر شریف میں ہوئی تھی بشرے سے انار کیفیت اس وقت
 ظاہر میں یہ شائع حسب تفصیل ذیل حضرت لاؤ صاحب قدس سرہ تک پہنچتی
 ہے جناب شاہ سلام الدہلوی صاحب مرید اور سجادہ نشین اپنے والد جناب شاہ روح الدہلوی
 صاحب کے وہ خلیفہ اور سجادہ نشین جناب شاہ محمد یونس صاحب کے وہ مرید اور خلیفہ جناب
 شاہ محمد شعیب صاحب کے وہ مرید اور خلیفہ جناب شاہ غلام نبی صاحب کے وہ مرید اور
 خلیفہ حضرت لاؤ صاحب قدس سرہ کے ہیں۔

گوالیار بہار ریاست سمر لہ اندامین واقع ہے نقشہ اس کا بیقاعدہ طور
 پر ہے۔ مرلج ہے نہ ملت کسی کے کہاری سے دریا ہے جتنا مک پہلا ہوا ہے رقبہ
 ۲۵۰۰۰ کی ہے ملک کی آبادی ۲۵۰۰۰ کی ہے ملک کی آبادی

۱۰۹۱ء سے اس ملک مالوہ میں افیون اور گھیسون بہت عرصہ پیدا ہوئے تھے۔
 روٹی کیواسطے بھی زمین اچھی ہے انکو ربی عرصہ ہوتے ہیں گوالیار ملک مالوہ دارالسلطنہ
 ہے قلعہ اسکا بڑا مستحکم ہے خاص باشندے یہاں کے قریب راجپوت جاٹ بٹا ہیں
 گوالیار کا قلعہ جو زمانہ عرصہ ۱۵۷۵ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے جیواجی رئیس گوالیار
 سے لے لیا تھا بعد لارڈ ڈفرن گورنر جنرل شہنشاہ میں ۱۵ لاکھ روپیہ اور جہانسی کا
 قلعہ لیکر واپس کر دیا گیا بعد میں جیواجی پڑا پیدا رہے اور اسور ملک واری میں بگانیہ
 تھا کیا خوب بات ہو اگر گورنمنٹ انگلشیہ میں باتو غیر نظام حیدر آباد کا صوبہ برابر ہی
 واپس کر دے آمین سچاس برس کے اور دوسرے اس گوالیار میں تمام ہندو مسلمان بھاب
 حضرت پیر دستگیر شاہ ابوالبرکات قدس اللہ سرہ کے نام لیا تھے خود راجہ جنگو راؤ
 آپکا مہاراجہ الاعتقاد تھا اور حضرت قدس سرہ کی ذات مبارک ایسی بے پرواہ تھے کہ
 راجہ اور پرچادو نو پیر تہر بانی اور شفقت برابر فرماتے تھے اور آپکی دیدہ حق میں دونوں
 برابر نظر آتے تھے اور وہ راجہ بھی ایسا اعتقاد کامل رکھتا تھا کہ حضرت کے خدام کو
 اپنا مخدوم اور سرتاج سمجھتا تھا اور اس راجہ کے نیک نیتی اور جو ذکر میں بہت سی
 حکایتیں مشہور خلائق میں بخوبی تطویل کتاب ترک کی گئیں۔

سرشار بادہ توحید سیادت پناہ حضرت سید علی شاہ قدس سرہ
 آپکو بیعت طریقہ قادریہ میں اپنے خاندان میں تھے اور ہمارا راجہ جنگو راؤ کے مصاحبین
 باعزاز سے تھے طریقہ ابوالعلاہ میں جناب حضرت سید خواجہ ابوالحسن قدس اللہ سرہ العزیز
 فرزند نور حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ العزیز کے حلقہ استر شاہ میں داخل ہوئے
 اور کامل سے اکمل ہو گئے آپ فن شاعری میں بھی بے مثل تھے توحید کی بڑی باریک

بارگاہِ کمال کے سحرِ کلمات میں گرویتے تھے حق فقیر مولف حورِ دسال تھا
 تو کیا کبریاں اور میں تشریف لائے تھے اور بہت عرصہ تک حضرت والدہ باحد قدس سرہ
 کے ہاں رہے تھے درونِ بزرگ کمالِ خلوص اتحاد کے سنت ایک ہی جامِ ازینہ فرست
 سے عتاکم اور صبح کی نماز سے تا بہ اشراق مراقب رہتے تھے یا اللہ ہمارے پیرو بھائیوں
 میں ہی ایسا ہی اتحاد عطا فرما آمین ثم آمین کیا سے بہت بڑا دریا سے میض بخاری ہوا
 الحمد للہ علی احسانہ کہ اب ایک بڑے عربی سید فقیر محمد صاحب حفظہ اللہ سلم اپنے جد
 امجد کے سوا وہ یرشکن ہیں اور مادود علائق طاسر ہوا موربا طلیہ کا ہی مشغل رہتا ہے
 اعلیٰ اللہ تعالیٰ درجہ اتم

طبیعی رسی ہو معنوی رئیس و الا نشان حکیم و الیٰ انصاف زاد اللہ عز و انہ
 ایک اس ریاست کے اطباء نامی و گرامی سے ہیں ایک والہ ماجربان حکیم تھے
 خالص صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی اسی ریاست کے متوسل القیہ مثل طبیب تھے حکیم صاحب
 کو بیعت حضرت سید شاہ قدس سرہ سے نہایت باکیفیت و نسبت ہیں اکثر اوقات
 میں حکیم صاحب کو سرگرمیاں مراقبہ یا یا فقیر مولف جب گویا رگیا تھا تو چند روز یا کا
 حمان رہا تھا مغرب کے بعد سے عتاکم حکیم صاحب موصوف فقیر کے ہم نشست رہتے
 تھے زاد اللہ خیرہ

دارالخیر اجمیر شریف

رقبہ اسکا ۲۶ میل مربع ہے آبادی انسان ۲۶۲۶۲۶۸ اجمیر کے خاص شہر ہے
 ہیں اجمیر راجستھان کے نام سے تو شکر تارا گاہ کے بہاؤ میں سے کی کان ہے یہ شہر
 ریاست جو دھنور اور دھنور کی زمیں سے گرا ہوا ہے حضرت ہنا الولی عریث نواز خواجہ

خواجگان سیاحین الدین بخشی کافر ارببارک اسی شہر میں ہے ایک ذات بابر کا
 کہ نسبت یہ شہر اشد شہور ہے کہ اس کے مفصل حالات بیان کرنیکی ضرورت نہیں
 صاحب الدین قاسم اللیل مستوکل میر یا میر اشرف علی صاحب شیا و الدین فانی
 انجیر بیتا و تعلیم طریقہ ابو العالیہ میں احمی الطریق شہاد ولی اللہ عظیم آبادی حرم
 اللہ علیہ ہے اور احمی شہاد ولی اللہ صاحب کو بیت و تعلیم حضرت عم گرامی حضرت سید شاہ
 مبارک حسین صاحب قدس سرہ عظیم آبادی سے اور تعلیم و خلافت حضرت پیر مرشد برحق
 عم اقدس حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم قدس اللہ سرہ سے ہے میر اشرف علی صاحب اپنی
 حالت و کیفیت میں بے مثل ہیں اس توکل کے ساتھ تھان نواز اور یاخیر کثیر حضرت
 خواجہ غریب نواز کی دیر گاہ کے دیوار کے سایہ میں ایک مکان کرایہ کالے رکھا ہے اور
 اس کو اپنے دل صافی کی طرح سے آراستہ و پیراستہ رکھتے ہیں اور سافر اور جماعوں
 کا سامان راحت سب اوس میں موجود رہتا ہے باتین ایسی مرنے کی کہ سننے والا جس سے
 گہرا نہیں اور ہر جگہ کی تمیر اپنے ہی مطلب کی طرف بہ جایا کرتی ہے زیادہ باتین
 کرنے والے اور آگاہ دل آپ روزہ رکھیں اور روزہ کو بیت بہر کر کلا دین میر صاحب
 موصوف کو جو بہ کمال انخاوت ہے مولف نے بصاغت سے اجازت ہے لہذا لکھ دیتے
 و بیٹے اللہ الا انہ حجتی و مشفق جناب الہی بخش خا نصاحب الدین صاحب
 آپ جناب حضرت قمر الدین شاہ صاحب قدس سرہ کے مرید و مسترشد ہیں اور جناب
 حضرت قمر الدین شاہ صاحب قدس سرہ حضرت شاہ عزت اللہ قدس سرہ کے خلیفہ تھے
 جب حضرت قمر الدین شاہ صاحب نے اس عالم طاہر سے پروہ کیا تو آپ کے سجادہ نشین
 جناب ہادی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوںے جب ہادی شاہ صاحب عالم غیب کا

سفر فرمائے گئے تو اپنے وصیت نامائی کے لئے حالتین الہی بخش حاکم بنو اور ایسا
 ہی ہوا انا صاحب کو چید علم طاسر کم ہے مگر بے دقیقہ رس اور کیفیت میں سرشار ہوں
 مراۃ سے سرکار زاد اللہ کیستہ مگر تمی جناب شاہ حسام الدین صاحب اولیاء اللہ
 آپ جناب قمر الدین شاہ صاحب قدس سرہ کے مرید اور حلیف اور حضرت شاہ عتبات
 صاحب قدس سرہ کے سوا نہیں ہیں اور حضرت شاہ عتبات اللہ قدس سرہ حضرت مولانا
 ربان الدین حداد کے حلیف تھے صاحب حسام الدین صاحب مجھے حیدر آباد میں
 ملے تھے آپ یہ تم علی خاں کو تو ال حیدر آباد کے مکان پر مرکب تھے نہایت سیدھے
 سادھے مسکے اور مروتی درویش ہیں زاد اللہ اگر اللہ۔

حیدر آباد نظام دکن

برقہ اس ریاست کا ۳۵۳ میل مربع ہے اور اس کی آبادی ۶۶۹۸۱
 کے پیر آدمی باج کر کے رکھتا ہے حیدر آباد ہی پیر محمد موسیٰ پر واقع ہے حیدر آباد سے چہ
 میل اور تارو پچھم کسٹن قلعہ گول کندہ ہے اسکے آس پاس جو پیرے ملتے تھے وہ
 اس میں رکے جاتے تھے کوہ نور پیرانشہ اعلیٰ سویمین اسی گول کندہ کی کان سے
 برآمد ہوا تھا حضرت شاہجہان بادشاہ انار اللہ پیرانہ کے عہد سعادت محمد بن گول
 سے وہلی لایا گیا وزن اس پیرے کا ۳۲۹ رتی تھے تین تولہ تین ماشہ سات رتی
 ہے مقدار اس کی مرغے کے ایک بیوٹے آدھے آدھے کی برابر ہے ۳۹ ماشہ میں چار
 اسے وہلی سے معہ لائے لاکھ پیر کے خراسان لیگیا اسلئے عین شاہ شجاع بادشاہ
 کابل کی حلا وطنی کے عہد میں یکم جون رنجیت سنگھ والی لاہور نے جہرا او سے جہین
 لیا تھوڑے روزوں کے بعد چین واسوں کو یا تھا اور تین واسوں لاہور سے لندن پہنچا

کل بیگ نہیں کر چکے ہیں بیان ملک و دار و ملک
کیا خوب سودا فقیہ اس اہل علم و ادب سے ہاتھ لے

ہر والی ملک کو اس ہیرے کی آمد و رفت سے سبق حاصل کرنا چاہیے اس حیدر آباد
میں ایک بہت بڑی عالیشان مسجد ہے جس کا نام مکہ مسجد ہے چورائشی قدم اس کا
ہے اور اس کو چودہ قدم صحن بیرون مسجد طول ہے دروازہ اس کا حضرت عالمگیر شاہ
انار اللہ پرانہ کا بنایا ہوا ہے مسجد کے دو طرف چند فرمان روا یاں حیدر آباد خوب
نازمین ہیں ان کے مزارات عمدہ عمدہ سنگ مرمر کی جالیوں سے گھرے ہوئے ہیں نواب
سیر نظام علی آصف جاہ کی تاریخ وفات جو اونہی قبر پر کندہ ہے ۱۱۸۰ ہجری ہے نواب
سکندر جاہ کی تاریخ وفات ۱۱۸۰ ہجری ہے نواب ناصر الدولہ کی تاریخ وفات ۱۱۸۰
ہے نواب افضل الدولہ حنب آراں گاہ کی تاریخ وفات ۱۱۸۰ ہجری ہے یہ نواب اللہ
شاہ اسکو حنبت میں اعلیٰ مقام عطا فرماے فقر اور درویش کا بڑا معتقد تھا اسکے وقت
میں ریاست حیدر آباد اپنے پورے شباب میں تھی اور انگریزوں نے ہندوستان
کی بے بہتکرنگی کے پاؤں حاضر ہوتے تھے اس نواب کی رحلت کے بعد خدا سالار جنگ
تراب علی خاں کا ہلا کر کے کہ انہوں نے وہ شوکت نہ پہنے دئی اب ریاست کے مالک
نواب سید محبوب علی شاہ خلد اللہ ملکہ ہیں سبقتم ربیع الثانی ۱۱۸۰ ہجری مطابق پنج فروری
۱۱۸۰ ہجری گورنر می لاہور میں بہادر میں عنان سلطنت آپ کے دست مبارک میں
کئی فقیر مولف نے ایک ایسا جو سکھ اور تاریخ مسند نشینی کہی ہے وہ بیان خرچ کیا جاتی ہے

۱۱۸۰ ہجری

۱۱۸۰ ہجری

حسین جو یوسف کمان و چہرہ چو گل سکندر است یا نال و چہرہ است چو گل ستہ نہ بود کہ در ہنتم بر سج دوم ستہ جلوس ہر چو اہرس اگیر	ملک دارمی و دولت قتل و تیر گیر مظہر مملکت است چوں مریدوں ہیر جلوس کہ ہنتم کہ است عرش نظر سیر دولت مہم رہت طرار ہیر
--	---

سیر داد کر یاد شاہ دکن رہ رہ بہا یون و وقت سب در آمد ار دعب اسب گنہ آہی رقص عیسات تو لم سال مسد تنبی گفت	نہ دو دقتش تا ابد بر قرار ستہ آن شہر یار دکن ماند لفرق تہنہ شاہ و الاسار نہ دو ملک او پاک نہ سب خا سبار کہ سیر ہر ہمیشہ ہار
--	---

اس شہر جدید یا دین ایک مکان ہے جو وسط بارہ زمین واقع ہے چارہ سار اس کے
پہلے بنائے اور پورا مکان کو اور ایک نام امیر کے نام الامیر نواب اس کے
کے نیچے آجس مانگے اور غور میر قمر الدین علی نے ہایت حلیق اور جمال کو اس میں اس
ماہکی سیر کرانی ہے ہایت عمدہ اور دیکھ بایغ ہے یا اند اس ریاست اور
اس کے والی اور جملہ ساکنین ریاست کو آباد و شاد کہہ آمین ثم آمین اس منہ تا میں
سلاؤ کی یا عظمت و شان ہی ایک ریاست ہے

حالات مشایخ طریقہ ابو الغلامیہ چٹ آباد	دور و قریب و حال صاحب حال سر آمد شاہ ظہیر قاسم المعروف سر شیخ حالی تیس کہہ
--	---

اور ابو العلاء میں تعلیم حضرت شاہ عزت اللہ قدس سرہ سے ہے اور حضرت شاہ عزت
 قدس سرہ کو حضرت مولانا برہان الدین خدا ناقدس سرہ سے خلافت تائید حاصل
 ہے حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ کے وہ حالات رفیع ہیں کہ جسے متحمل یہ چھوٹی ٹیسی
 کتاب نہیں ہو سکتی حیدر آباد کے جملہ مشائخ طریقہ ابو العلاء آپ ہی کے نام لیا
 ہیں ایک افراز مبارک محلہ اردو شہر حیدر آباد میں واقع ہے اور ایک نہایت عمدہ
 جالی سنگ مرمر کی حضرت سید عمر علی شاہ قدس سرہ کی بنائی ہوئی ہے آپ کی تاریخ
 وفات وحید الدین خان معنی کی کمی ہوئی ہے ۷۰ گنت معنی سال واصل شیخ
 واصل رب شاہ قاسم دل فرور اہل حال و اور آپ کی قبر شریف کی تعمیر کی تاریخ ترتیب
 ہے اب جو بزرگ آپ کی درگاہ شریف کے سجادہ نشین ہیں ان کا اسم گرامی جناب سید
 فرزند علی شاہ ہے یہ بزرگ حضرت سید عمر علی شاہ قدس سرہ کے ہاتھ اور واد اور خلیفہ
 ہیں بڑے خلیق نہایت سنگسار و متواضع ہیں فقیر مولف کئی روز آپ کی خانقاہ میں رہا
 ہے زاد اللہ ارشادہ *

واصل ذات الہ جناب سید ہبود علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سید صاحب بڑے نفیس مزاج اور پاکیزہ طبیعت تھے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ مینا کی
 عاشق زار تمام عمر تاہل نہیں فرمایا منفرد ہے مجھے بڑی محبت سے ملے ایک بار فقیر کی
 کی دعوت اپنے مکان واقع محلہ مستعد پوری میں گئے اور وہیں شب پاش رہے
 اور دوسری بار دوسرے مکان واقع گوشہ محال میں کمانا کھلایا اور ایک بار زمین
 اور سید صاحب عرس جناب محمد دلیل خاں صاحب جمہد ار قدس سرہ مرید جناب
 خواجہ مینا صاحب رحمۃ اللہ علیہ و خلیفہ جناب میر فیاض الدین علی خان بندہ قاسم

زمین ۳۳ ستوال کو تھریک رہے اور ایک یار سید صاحب مجھے باصرہ تمام چٹا
 نواب قدیر جنگ بہادر کی ملاقات کو لگے تھے واقعی حیدر آباد کے
 خلیق اور مردم شناس ہیں نواب صاحب مجھے نہایت انگسار کیا تھڑے سے
 اگر بدولت رسی مسکت مگر دی مودی سید صاحب کو بیعت خاص حضرت خواجہ میاں
 رشید حضرت محمد شفیع صاحب جمعدار قدس سرہا سے ہے اور خلافت جہاں
 بیاض الدین علیجاں السخاں بہ نندہ قدس سرہا سے ہے اور خاں میر فیاض علیجاں
 رحمۃ اللہ علیہ میرزا و خلیفہ جہاں خواجہ میان قدس سرہا کے ہیں برو اللہ تر بہتر
 اسرست مادہ طریقت جنات عالم محمد داود دھما مد عنایتہ

یہ صاحب جوان صالح بڑے ریاضتی کم سخن ہوئے ہمالے سید ہے سادہ و دیوید
 ہیں فقیر مولو کیسا تہہ آکھور لبط قلبی ہے شورش کیوقت آئی کیفیت و نسبت مستعدی
 ہو حالی ہے جو مکہ ایہی جواں ہیں نسبت اسی لطافت کی طرف کم مایل ہے شہرے سے
 کیفیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں آکھو آغاز طلب میں جذب ہو گیا تھا اور اب آکھو جذب
 مع السکوت ہے آکھو بیعت و خلافت جناب محمد حس صاحب رحمۃ اللہ علیہ میر جعفر
 شیخ حی حالی و خلیفہ حضرت محمد شفیع جمعدار صاحب قدس سرہا سے ہے آکھو سید
 بہائیوں سے ہی مجھے ملاقات ہوئی جسکے نام مامی یہ ہیں نواب تحکم حسک بہادر
 تاج الدین خاں بہادر مرحوم نواب اکرام جنگ بہادر رنجہ لوگ فقیر کے نہایت اصلا
 کے ساتھ تھے اور نواب تاج الدین خاں بہادر مرحوم نے مری دعوت بھی کی تھی مگر
 حیدر آباد بڑے ہوئے ہمالے لوگ ہیں جو مکہ انکے خیالات قدیم سچے لوگوں کے سے
 ہیں اس میں ذرا مرید اور مکر وغیرہ کی ہوا نہیں لگی ہے اللہ تعالیٰ اس شہر کو تمام

افضی و ساموسی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین یہ ایک مسلمانوں کی باوقفت و عظمت
ریاست ہے ہند کے جملہ مسلمان جہت اسلامی کے سبب اس پر ناز کرتے ہیں حفظہ اللہ
عن شہر الزمین۔

سرو فر اہل تحقیق جناب شمس الدین احمد زادہ عارف

آپ نواب فرخندہ یا جنگ کے بہائی اور جناب محمد حسن قدس سرہ صمد اور خلیفہ ہیں
برے پاکیزہ بزرگ ہیں شرافت خاندان کی بجلیان انکی پیشانی سے چمکتی ہیں نور عباد
دریاضت صورت سے ٹپکتا ہے سیما ہم فی وجوہہم سر میں اقرا السجود
حیدر آباد میں آپکا حلقہ ارشاد ترقی پر ہے آغا صاحب اور یہ دونوں اپنے
سرو فرشد کے سجادہ میں خاندانہ میں ہمارے جمعہ جناب شمس الدین صاحب ہی پڑھاتے
ہیں اور بعد نماز جمعہ مفتوی شریف کا بیان ہی کرتے ہیں اور اچھا بیان کرتے ہیں فہم
دقیقہ رس ہے زاد اللہ تحقیقاتہ۔

اکبر آباد

یہ شہر پہلے لودی پٹانا نو نگادار السلطنت تھا آبادی اسکی سات کوس کے دور میں تھی
سنہ ۱۸۷۱ میں لارڈ لیک نے اسے مرہٹوں سے چھینا ہے ہوا یہاں انکی بلغمی اور سوداوسی
مراجو نگو مفیہ ہے جہاں گنیر نے اپنی تزک میں اسکی بڑی تعریف کی اور اسمین شک ہی
نہیں یہ شہر بہت دلچسپ شہر ہے آدمی یہاں کے عمر ٹانیک چلن لمنسا رستو سطر الاضواء
دل چالاک قانع سیر چشم ہے اس شہر کے آدمیوں کو کسی اور شہر میں سوال کرتے نہیں
دیکھا اس شہر کے امیر غریب سب شریف اور ہر مند پیشہ ور سنی اور شیعہ دونوں مذہب
کے لوگ یہاں آباد ہیں اور سب خاندان شریف زادے مگر تین خاندان اہل سنت

والجما غلت کے اس دستہ میں زیادہ مشہور ہیں اول خاندان برادر معظم و مکرم شاہ
سید باسط علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور قریب ان حکیم نظام علی خان صاحب
صدر الدین مرحوم بیرونوں خاندان ایک ہی ہیں اسکے احید اور چند شیخون سے اسکی
شہر کے قاضی ہوا کرتے ہیں اور اب ہی میر محمد و انہیں کے خاندان میں ہے لکن
اب گروہ دش نامہ اور ماسمواری دنیا سے وہ اوج سائق ان صاحبون کا رہا بقول شاعر
شہر معلوم نہ احامیہ ضد جاک سے گل کے بد کیرتے جو بیٹے ہوں تو شرافت نہیں جاتا
اللہ تعالیٰ ان حضرات کے حال برادرینا رحم فرمائے آمین دو سہرا خاندان
عم مکرم شاہ امیر علی اور حضرت عم مکرم شاہ مطہر علی قدس اللہ اشرا رہا کا بیٹے بیرونوں
بزرگوار سیستانی رہا تھے ایک کاتب حضرت عیون یا یک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اب
ہم مسلمانوں کے یہاں اس سے بڑھ کر ثروت شرافت اور کیا ہو گا اب ان دونوں بزرگوار
کی یادگار اقیات اصالحات را اور بجان برادر مولیٰ سید شاہ میر الدین صاحب اور برادر
بجان برابر بلکہ ارخان بہتر سید شاہ اصغر علی صاحب مد اللہ عمر مبارکہ کن بام سررگان
برقی افروز سجادہ میں سہما اللہ و انہما تفسیر خاندان عم مکرم حضرت سید محمد علی شاہ
مدظلہ کا ہے آپ حضرت سید الواصلین حکیم سید نور الدین تادری قدس سرہ کے سجادہ نشین
اور یو زمین ہیں الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ خاندان دولت طاسری و باطنی سے شہر شہر
دستاد اب ہے نزد اللہ ترقیاتم اطبا ہی اس شہر کے بڑے بڑے حادق اور تخریر کا
اور ذی علم ہیں مناجیہ مکرمی حکیم سید مبارک علی شاہ اور منظمی حکیم سید معصوم علی شاہ
و مکرمی حکیم سید امتیاق علی شاہ زاد اللہ تو اہم عمارات اس شہر میں ایسی ایسی
دلکش اور رفیع ہیں کہ ہندوستان کو کیا اور بھی کسی ولایت میں جس کا جواب نہیں

قلعہ معلیٰ یہ قلعہ اس تعمیر کے پہلے لودی پٹنہ کے خمد سلطنت میں اور قلعہ کا
 بنایا ہوا تھا چنانچہ مسعود سعد سلیمان نے تصدیق دے دیا کہ محمود دوسرے سلطان ابراہیم
 بن مسعود بن سلطان محمود غزنوی میں ذکر اس قلعہ کا کیا ہے

حصار اگر پیدا شد از میانہ گرد | زبان کوہ یرو بار ہا سے چون کسا

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ جنت آرا مگاہ نے اسکی تعمیر از سر نو کے ۵۵ سال کہ
 روپیہ کے خرچ میں سو لہ برس کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا جب جہانگیر بادشاہ تخت
 نشین ہوا تو اور عمارات اسمین اضافہ کی گئیں مثل ہذا محل اور جہانگیر کی محلات
 اور مشن برج کے یہ دو تخت سنگ موسیٰ اور سنگ مرمر کے جو دیو ان خاص
 کے صحن میں رکھے ہوئے ہیں جہانگیر کے بنائے ہوئے ہیں وہ تخت سنگ
 سیاہ کا جو دریا کی طرف ہے اوسمیں یہ تاریخ کندہ ہے

قطعہ تاریخ

بادشاہ ہے کہ تیغ اوسازد | چون دو پیکر سر عدو بد و نیم
 باشد این تخت گاہ فرخندہ | تکیہ گاہ خدا یگان کہ ہم
 پس تباریخ او بفکر شد م | مددے جستم از خداے حلیم
 تا ملک تخت گاہ خورشید است | گفت ماند سریر شاہ سلیم

اس تخت کے ایک طرف کا ایک شعر جو گھڑکی آر میں ہے نہیں پڑھا گیا شاید
 اوسمیں کوئی عدد و تعمیر کا ہو گا اس مصرعہ سے نوسو اکاٹھ پورے نہیں
 آتے اور ہندو سے میں نوسو اکاٹھ ہی لکھے ہیں بہر حال شاہجہان بادشاہ کی
 نوبت آئی تو اور بہت سی عمارتیں عمدہ عمدہ تیار ہوئیں جہاں جو اب پرہیز میں

کم ہے۔ دیوان خاص یہ ایک سبک مرمر کا دالان ہو اور یکے کاری کا آئینہ
 کام ہے عالمانہ کتب کا کام اور اس کا ایک ہی استاد کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے
 ہر چیز عمر اس عمارت کی دو سو پچیس برس کی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسی اسی
 تیار ہوئی ہے۔ اندیاز اس عمارت کو دیکھ کر دانا آجاتا ہے میری تو اکثر
 اس دالان میں روتے روتے بھکیاں لگ گئیں اس کی تعریف قلم سے نہیں ہو
 سکتی۔ کیسے ہی اسے تعلق رکھتی ہے۔ یہاں سے عمارت دلائی پڑاؤ میں بچنا مستحلیق ہو کر گذر
 ہیں نظم

سر اکبر آباد شد عرش سا	ار میں دلگستا قصر عالی بنا
سما یاں چو دہاں سین سپر	لو دنگدش ارجیں سپر
کند سر شد بد از صہر دو	سجود دریں سراے سر
سعادت در آغوش ایوان	شہادت یکے آید در تال
ز نخر عدلش ستم بستہ است	رہ را زیتیں و کم بستہ است
ہمہ چشم تند در رہ داد خواہ	سازم بزرگھر کرد کی شاہ
کہ داند جہ پستہ بہا سخا	سراحوال مردم چیاں سرخا
جو حورشید بر چرخ ماد امام	در ایوان ستاہی بصدانتام
سرخاک از آسمان ہائے شد	جو ایوان او عالم آراے شد
کہ نازد مادر روح صاحبقران	شہنشاہ آفاق شاہ جوان
مدیدہ بروے زمین آسمان	باس رونق و زیب و زینت مکان
ریش فتادہ چو سایہ سپر	نور صحن بامش چو سایہ تھر

در فیض شد ہا نہ از چار سو
سعادت سیر کو ہا یون اساس

تا رنج اندیشہ آورد درو
چنین گفت طبع حقایق شناس

اسی والاں کے سچے ایک اور مکان ہے جسکا نام شیش محل ہے لاجو اب
مکان ہے ایک آدمی کے دولا کہہ آدمی نظر آتے ہیں اس مکان کا داخل ہونے
والا وحدت و کثرت دونوں مقام کی سیر آن واحد میں چشم سر سے کر لیتا ہے
اس مکان کے وسط میں ایک فوارہ گرمیوں میں جاری رہتا ہے ایسا خشک
مکان دیکھنے میں نہیں آیا اب اس کے شیشے گرد آگین ہو کر ایسے ہو گئے ہیں
جیسے غبار عصیان سے ارباب صفا کا دل سیر جاتا ہے اور قابل ملاحظہ
معشوق حقیقی نہیں رہتا موقوفہ وہ مکان شیش محل نام ہے جسکا مشہور ہوا
اور سکی دیوار و پیراب خاک کا دیکھا استر مونی مسجد سجان اللہ سجدہ کیا نور
کی مسجد ہے۔ اسلام کی صفا اور ایمان کی چمک سے منور ہے۔ بالکل سنگ مرمر کی
عمارت ہے سنگ مرمر اندر سے کہیں نظر نہیں آتا اس مسجد کے دیکھنے سے
سلطنت اسلامیہ کی جلالت کا پورا پورا فوٹو آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا ہے
اس مسجد مبارک کا صحن عرض میں ۶۷ قدم اور طول میں ۶۷ قدم ہے والاں
مسجد میں سات صفین مصلون کی ہیں اوپر صف میں ۶۲ مصلے ہیں اور ہر
سب مصلے سنگ مرمر کے ہیں اور سنگ مرمر کی حرا بین خوبصورت بنی ہوئی ہیں
اور دونوں طرف مسجد کے والاں کے بیگات شاہی کے نماز پڑھنے کی واسطے
پردہ دار حجرے بنے ہوئے ہیں ۹۰ مصلے اس میں ہیں یہ کل چھ سو ایک تتر مصلے
ہیں اسکی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہو اسے اور سات برس میں مکمل ہوا

چنانکہ علوس شاہجہانی میں تیار ہوئی ہے لیکن اب ساجائے تعمیر طے
 مولفہ موتی مسجد کی صفا اور در حوی او کی دیکھ کر پتہ لگے دیکھ کے اور سکوا کا مر
 یو مین ویران پڑی ہے۔ ادا اس ہمارا حاکم ہے حوص و ضو کا تو شکستہ مہر
 نگینہ مسجد دیوان عام کے قریب یہ ایک مختصر سی دھبہ سبک مرمر کی
 نئی ہوئی ہے شاہ جہان بادشاہ جنت مکان چنگا نہ ہمارا اسی مسجد میں رہتے
 تھے لے تکلف جنت کی مسجد کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے مینے جب اس سب کو دیکھا
 ہے محویت کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اس کے مقابلے میں ایک اور جہوئی سی مسجد
 سیما کے ہمارے پڑنے کی ہے وہ ہی اپنا جو اب ایسی ہے اور سوائے ان مکانوں
 کے اور ہی عمدہ عمدہ مکانات ہیں متمن برج ہوا محل جہو کے تیار ہو چکے
 وغیرہ ہر ایک مکان امین سے لاکھوں روپیہ کے خرچ میں تیار ہوئی ہیں
 اور سب دیکھنے کے قابل ہیں یہ جگہ عمارتیں بادشاہوں کی جلال اور دنیا کی
 بے شان ہو کر دکھا رہی ہیں یہ کہ عمارت تو ساخت رفت منزل بد گریہ و غمت
 حق مکانوں کا آج تک سونا میلانیں ہوا ہے اس کے بنوانے والوں کے حسب تارین
 قمر میں جاک ہو گئے ہو گئے اور استخوان چونا سگ مرمر کی عمارت کے بنوانے والے
 اور جو اس بات کے تحت پر بیٹھے والے آج کمان ہیں اور کے قہر جسم کی طرح سے اونکی
 عمارتیں ہی مسما ہوئی جاتی ہیں تا جگہ اس مکان عالیشان کی تعریف
 نہ میری قلم سے کل سکتی ہے نہ میری زبان سے نہ میری پ کے اہل تاریخ اس بات
 پر متفق ہیں کہ وہ ایک یروے پر ایسی عمارت تھی ہے کہ اگر وہ دوسرے ہر روز ہر

جس پر چارون مینارین ہیں اور بیچ مین روضہ ہے بالکل سنگ مرمر کا ہے
 کرسی اور سکی سنگ مرمر کے چوتھے سے جس پر حکیم کی طرف مسجد اور پورب کی طرف
 بیچ خانہ تین قدم بلند ہے اور ایک سو ستائیس قدم
 عرض ہے اور ۱۲ قدم طول ہے اور یہ سنگ مرمر کا چھوڑا کسی سو قدم عرض
 و طول مین ہے اور بلوغ کے صحن سے ایک قدم بلند ہو اور ترکی طرف اس
 روضہ کے دریا ہے اور درکنس کی طرف دروازہ عالی شان اور چھ مین دروازے اور روضہ
 کے وسط باغ مین ایک سنگ مرمر کا حوض ہے اور اوس مین پانچ نوارے ہیں یہ
 حوض بھی قابل دید ہے قرآن شریف کی سورتیں جو دروازوں کی ٹھرابوں پر
 لکھی ہوئی ہیں اور سکی باریکیاں بیان سے باہر مین اسکا لطف وہی سمجھتا ہے
 جس نے اسے دیکھا ہے یہ عالی شان عمارت پانچ کروڑ پندرہ لاکھ پچیس ہزار روپیہ
 کے صرف سے چھ ہر س پچیس دن مین تیار ہوئی ایسا کہتے ہیں کہ یہ روپیہ معماروں
 کی مزدوری اور سونے اور نگیون کی خرید مین صرف ہوا ہے اور سنگ مرمر اور سنگ
 مرمر تو راجون نے اپنی اپنی ریاستوں سے بطور تحفہ بھیجا ہے۔ اسکے معماروں
 کا نام اہل تاریخ نے یہ لکھا ہے عیسیٰ خان نقاش ہندوستان نے اہل
 امانت خان شیرازی طغرانیوں نے محمد حنیف معمار محمد شریف معین
 بیچکار اسمعیل خان رومی گنبد ساز محمد خان خوشنویس نے اوی
 کاظم و منو لال و منوہر سنگہ ساکنان لاہور گلشن ساز اس روضہ مین
 شاہجہان بادشاہ اور اسکے خاص محل الخطاب بہ ممتاز محل کی قبر مین ہیں
 اور قبروں پر جو نوڈ نوڈ نام باری تعالیٰ شانہ کے کتبہ ہیں انکی بیچکاری

صنعت اور حرف کا باقاعدہ مواد کیسے والا ہی خوب جانتا ہے اور حق تو
 یہ ہے کہ دنیا الیس صنف امت میں انہیں دو لون نے یا ایک روز
 نے عزیزی سیاں انعام الہیہ کبریاوی الوعلا فی اوستاد فن عمارت و نقشہ کاری
 الہیہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یہ عمارت آپ ہی کے اجداد کی بنائی ہوئی ہے انکا
 لڑکھائی اس قدر رو بہ ضرورت ہو سکتی ہے تو عزیز موصوف لے خواب دیا کہ اسی
 بلند عمارت پر گنبد کا گنبد اور سٹول ہونا بالکل قدرتی امر معلوم ہوتا ہے
 و استاد فن عمارت سب سے زیادہ اسی مات میں حیران بہن اور حیریں ہوتا ہے
 ان جانیں العرض یہ عمارت دنیا کی سات عجائبات میں سے شمار کی گئی ہے
 سکندر یہ مقام شہر سے اتر اور پچم کطرف جہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے
 کبریا و شاہ ایسے مقام پر آسودہ ہیں یہاں شاہ علم سلطنت میں ایسا جواب
 دے کہ اتنا ابھیں لوگ اسے لاندہیب کہتے ہیں مگر یہ بالکل غلط ہے وہ یورپ میں
 رہا ہر نے زیادہ ملتا اور سکی حکمت عملی تھی اس کے ضوابط و آئین ملکداری کا بہت
 عجیبہ اقتباس انگریزوں نے کیا ہے لیکن ہر کھی رہا یا ویسی مستعمل نہیں اور
 کیونکر ہو سکتی ہے وہ بادشاہ اس ہندوستان کو اپنا ملک مستقل سمجھتا تھا اور یہاں کا خزانہ
 اور غلہ ماہر سمجھتا تھا اور تجارت یہیں ہوتی تھی اور جو فرما کر اسے حال ہے وہ
 اسے ملک انگلینڈ کو اپنا ملک مستقل سمجھتا ہے اور ہندوستان کو ملک عارضی
 نہاں کا خزانہ یہاں کا غلہ یہاں کی تجارت یہ یورپ کو رخصت یہ اہل ہند کیونکر
 مستعمل ہوں جب انگریزی کا علم شایع ہوا تھا تو یہ کہہ اٹھتا تھا کہ جب ہندو
 مسلمان انگریزی پڑھ جائیں گے تو ہندوستان مالامال ہو جائیگا وہ ہی وقت

دیکھ لیا کہ ہزاروں انگریزی دان موجود ہیں مگر ان سب سے پہلے سے ہزاروں
 درجہ بڑا ہوا ہے اب یہ کہا جاتا ہے کہ جب عورتیں انگریزی پڑھ جائیں گی تب
 ہندوستان کے دن چلنے لگے گئے ان کو تو اندیشہ توئی عقل پر نہایت ہنس آتی
 ہے میں اسے پوچھتا ہوں کہ شاہان مغلیہ کے وقت میں کتنے مرد اور عورت انگریزی
 دان تھے جو تمام ہندوستان مالدار تھے یا لکھنؤ کی سلطنت میں کتنے انگریزی دان
 تھے حیدرآباد کی سلطنت تو بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک قائم ہے اور اللہ تعالیٰ
 ہمیشہ غیر ملکی مداخلت سے محفوظ رکھے اس میں کتنے انگریزی دان ہیں جو اتنی
 مالدار ہے بلکہ جب انگریزوں کو وہاں داخل زیادہ ہو گیا ہے وہ زمانہ سابق
 کی مالدار سی کا باقی نہیں رہے الغرض ہلک مالدار ہو تا ہے تجارت اور حرفت
 ہے اور بادشاہ کے دار السلطنت ہونے سے ہمتو میان اور بادشاہ ہمارا دنیا
 کے اوس پار ضرور ہے کہ تمام طرح کی دولت یہاں رہے وہاں بھیجے جاے جب
 بادشاہان اسلام نے یہ ملک فتح کیا تو وہ یہیں کے ساکن ہو گئے اور اونکا بھی
 خیال تھا کہ اگر ہم یہاں کی بود و باش اختیار کرینگے تو یہ ملک تباہ ہو جائیگا اور
 میں نہ کسی طرح کا ٹیکس تہانہ محصول اور رعیت کیسی شندھی نیند سوتی ہتی مسلمانوں
 بعض ہندو انگریزی دانوں کا بہت بڑا اعتراض تھا کہ مسلمان بڑے ظالم ہیں کہ
 انہوں نے کفار پر جزیہ لگایا تھا بھلا یہ متعدد ٹیکس کیا ہے مسلمانوں نے تو تمام
 دنیا کو عدل اور تہذیب سے بہرہ دیا تھا یورپ کا کنگز اس پر وہاں دھار گسٹا ظلم اور
 جہالت کی چپائی تھی انہیں مسلمانوں کی بدولت نصرت سے منتشر کر کے صاف کر دیا
 اور انہیں روشن و ماخ کے علم اور عدل کا ادنیٰ نمونہ بھی کیا یہ بادشاہ ہے اللہ تعالیٰ

شاہ اس بادشاہ کی روح کو صحت میں اعلیٰ مقام عنایت کرے آمین تم آمین
 ہمد اس بادشاہ کو دیوتا کہتے تھے اور انگریز اسکو دنیا میں اول درجہ کا بادشاہ
 کہتے ہیں اس بادشاہ کی قبر پر چار منزل کی عالیتاں عمارت سبک سرخ کی بنی
 ہوئی ہے جو تہی منزل سبک مرمر کی ہے صدر دروازے کی محراب پر محیط استغلیس
 یہ قطعہ کندہ ہے قطعہ طائفہ کہ ارداق چمچ تیرا چہ روتن سبک سرخ تانہ سبک سرخ
 این طاق ریت ملک ہفت کشور است ہار و صند سورہ شاہ اکبر است ہار و ادیر
 کی مار درسی جو سبک مرمر کی ہے اس کے دروازہ کی محرابوں پر یہ نظم نہایت خوشخط
 استغلیس جو نوہمین کندہ ہے مشط

ہنام جاندار ملک قدم	کہ دانتس سرانہ داندہ عدم
ہمہ بادشاہان روئے زمین	اردو صاحب تلج تخت نگین
کندہ عدم آشکارا وجود	بود و ادب او منظر عدل وجود
رطقت کہ و مہ طلبکار کام	بود و درگش ملکہ خاص عام
نکارندہ جو بہ آب و خاک	طہارنہ گو بہر جان پاک
دو عالم زمیض ازل آمرید	یکے کرو بہان و دیگر بدید
حمیدانگہ سر اسے سچ	شاهان بد او اسرار کج
کہ ار عدل ابتاں شود رہ نگار	شگفتہ تزار باغ و درنوہار
رہ داد و رہیسا جو گیر بدیش	شاسندہ بیگانہ راہ جو خوش
شہ کو حنین زیست در در نگار	نود سایہ ذات پروردگار
رہ صند سرور و شصت و دو سال	کہ شاہ اکبر آن سایہ دو انجبال

ابو العلامی نور السد قلبی بنور الایمان والعرفان ہی کو حاصل
اسی رنگ خاندان سے رابطہ قلبی و اتحاد طلاق

اللهم ثبتہ علی طریق الیقین بحجرتہ

صاحبون کا خاندان ان پر امن

برکت الہ العزم تعلقہ دارتہ غریبہ

تعالے کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز

ہے اب حافظ محمد الدین

جس آپ کے برادر معظم ضلع باندھامین نائب تحصیلدار ہیں اور برادر اوسط جو ان عمار

میان ضیاء الدین صاحب ایک ریاست میں کسی معزز عہدہ پر مقرر ہیں گرامی

رض الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ متوکل محض سجادہ ہو مکمل ہر شے میں

مرث والد واحد مولانا حاجی سید شاہ محمد عیسیٰ

بر صاحب کو اپنے مرتبہ بنظر کے ساتھ مرتبہ عتقہ

معاذت و صحت کیفیت صریح ہیں زاد اللہ عتقہ

جمع شبستان گنج شکر جناب مولوی محمد یوسف حسین صاحب
ایکا نسب حضرت بابا امیر گنج شکر قدس سرہ سے ملتا ہے سیت اور از

لوحات ایکو حضرت سید شاہ علیم الدین مکی قدس سرہ سے طریقہ ابو
عین ہے آپ بہت بڑے پیر گار اور متقی ہیں موضع کو سی پر گنہ

ایکا وطن ہے علاقہ درہنگہ کثیر اکثر طالبان خدا ایسے میضاب

ہوتے ہیں زاد اللہ میضہ جو ان سعید سنج محمد مکینف صاحب سلمہ اللہ
دریں موضع کہلایا شمع درہنگہ آپ ہی کے مرید یا خلاص ہیں

جناب محمد علی صاحب رسالہ دار الخلفیہ شفیقہ خلیفہ حضرت سید

ایات اللہ صاحب گوالیار سی قدس سرہ اور حضرت سید ہاشمی صاحب

حضرت علی عرف حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے واسطہ تھا اور حضرت سید صاحب کو

شہ ہفت ہر
 پروانش ہمیشہ زحق شاد باد
 نہ بست است پیمان بکس
 نہ ماند بگیتی کے جاودان
 چہ خوش گفت آن کامل نکتہ سنج
 اہان اکبر اور نہ اند بکس

از و عالم
 کہ شکست آر
 ز دست اجل کس نہ برد اجا
 کہ از گوہر دانش اندوخت گنج
 دل اندر جان آفرین بندیم

سوائے ان عمارات مذکورہ لے اور بھی عمدہ عمدہ عمارتیں جیسے جبار
 الدولہ آرام باغ چینی کار و ضلع کہ جکا ذکر باعث طوالت کتاب ترک ہوا
 لیلین یہ تمام عمارتیں ایک طرف اور ہمارے جد امجد مرشد سی و مولائی حضرت
 سیدنا امیر ابو العلاء اکبر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کار و ضلع منورہ
 طرف دیہان اہل دنیا کی دل بستگی ہے تو یہاں اہل دین کی وہ دنیا
 بادشاہ کی قبر ہے تو یہ سلطان دین کی تربت وہ تیمور کے جگر گوشہ کی قبر
 تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارہ کی تربت اظہر یہ چو
 سائورانی کلز خوشی چار دیواری سے گہرا ہوا ہے آسمان وزمین کی وسعت

یہ کہ تم کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کہ تم کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کہ تم کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔

امیر ابو الحسن عرف چوٹے صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت چوٹے
 یوسف شاہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ہمارے رسالہ دار صاحب
 یوسف صاحب نسبت و وجہ حال میں ہنگام گفتگو کوئی فقرہ نکات تجویز
 نہیں ہوتا مزاج میں آزادی کمال سے بات بات پر نغمہ عجیب حال
 وقت میں اللہ سلامت رکھے یہ تینوں اسم بوجہ سہو کے بیان لکھے گئے

خاتمہ کتاب

لکھا خوب ہے جسکی ابتدا اللہ اور رسول کے نام پر ہو۔ اور انتہا اپنے
 مر کے ذکر خیر پر۔ علی الخصوص وہ کتاب کہ جس میں ذکر بابرکت اہل
 ہو۔ اوسکا تو حرف حرف گویا بیکار اور فضول نہیں چونکہ میرا مولد اور
 ہم آباد سے لہذا ناظرین کتاب کو یہ خیال ہو گا کہ زینت خاتمہ کتاب
 کنویر پر نور سید محبوب علی شاہ بادشاہ کوٹ

مسلّم

ہوگا اور چونکہ اسم گرامی اور شاہ عدل گستر عالمیادور گیتی بنیادگار
 محبوب علی شاہ ادا شاہ دکن ہے اسلئے اس شخص کو ساتھ ساتھ
 اور شاہ مالہ جاہ کے زبیر و رینت دی یعنی نجات اکبر سی معروفت
 نذر محبوب مسمی کیا اور دست پر عابدین کہ یا الہی حب تک تیرے
 خاص کو تجھے راز و نیاز ہے یہ عظیم الشان سلطنت روز افزون
 کرتے یا الہی حب تک تیری بخشش و ای منت کے خزانے کو ملے ہوئے
 سلطنت با شوکت و جاہ ترقی ملکی و مالی میں اور سلطنتوں میں یاقوت
 حب تک تیرے اوقات و ماہتاب انتظام عالم میں سرگرم ہیں سلطنت
 کا انتظام اعراض معتمد سے پاک رہے یا الہی حب تک تیری

الامام سید کے نام پر ختم کیا ہے میں اس کتاب بابرکت کو اپنے عزیزان و
 بندگان و برادران طریقت جنکے یہ نام ہیں غزنی سید اصف علی و سید
 علی غزنی میان ریاض الدین غزنی میرزا علی و حافظ قمر الدین
 نصیر الدین و نواب علی و غزنی مرزا ریاض الدین بیگ غزنی خواجہ
 محمد و منشی تفصل حسین خان حافظ فیض الدین بیگ غزنی نواب خواجہ
 رستم علیخان غزنی علی بہادر خان منشی عبدالصمد غزنی احمد حسین
 محمد و منیر محمد و محمد امین و ظفر محمد غزنی وزیر الدین و ظفر الدین و غزنی و صاحب
 غزنی عبدالغفار خان و غزنی وزیر خان برادر محمد خیر الدین خان برادر محمد
 منشی باسط علیخان و حکیم واجد علیخان و غزنی امیر الدین و غزنی الغلام
 غزنی احمد غزنی امیر الدین رفیع الدین و غزنی
 غزنی

[illegible]

اطلاع و اصلاح ہو کہ یہیں ہر دور سالہ یعنی سات سو و دھو